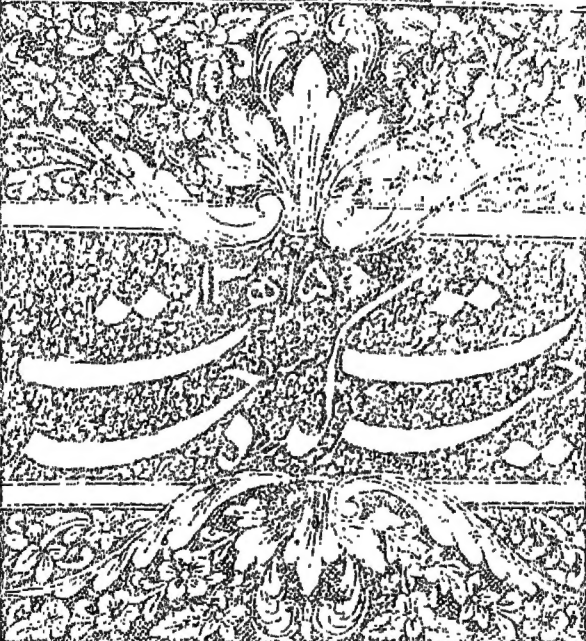


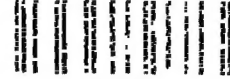
این کتاب از کتب کمالی است که در این کتاب کمالی است

این کتاب از کتب کمالی است که در این کتاب کمالی است
 که در این کتاب کمالی است که در این کتاب کمالی است



این کتاب از کتب کمالی است که در این کتاب کمالی است
 که در این کتاب کمالی است که در این کتاب کمالی است

این کتاب از کتب کمالی است که در این کتاب کمالی است
 که در این کتاب کمالی است که در این کتاب کمالی است



بسم الله الرحمن الرحيم

وہ وہ والیسا تمہیں جو صاحب لولاک کا
آسمان سے بڑھ گیا رہنمے اور اک کا
الامان ایسا اثر ہے آتش ناک کا
وہ ان پتا لگتا نہیں ہو عقل کا اور اک کا
واہ کیا کہنا ہماری آہ آتش ناک کا
ہو جہنم کا شرر ہر ذرہ میری خاک کا
کس کے دامن پر لگا دو ہتھ پاری خاک کا
اب و ماغ افلاک میری ہتھ پاری خاک کا
ہمیری تو شیر سے کرتا تو ذرہ خاک کا

آپ نے دیدار کیا ہی جہاں پاک کا
ہو سر دیوان جو طبع او کی چھپاک کا
ایک شعلہ سے جلے پڑا فداک کا
ایسے امر خستہ میں کوئی بشر سمجھ گیا
ایک ٹالے سے زمین و آسمان تھک گئے
بل بے موز آتش غم اس قدر پہنچا کہ
خاکساری کا و ماغ اب آسمان پر ہو گیا
آگیا گور غریبان کی طرف وہ شہسوار
بعد مرن ہی رہا ہوا دل میں کیا نوچاں

ہر وہی گردش ہی اوسکی کدورت رتدن	آسمان ہی کیا بنا ہی میری مشیت خاک کا
کیا ٹھکانا گم رہی کا دین و ایمان چوڑ کر ہو گیا حسرت کو سودا اک بت بیباک کا	۱۸۲۵۹
دشمن ہوا وہ ظالم بیباک ہمارا ہم نے جو اسیری چکیا ناز تو بولے سینہ پہ نہ ہین نیل شہین بال پریشان ناثیر تری جذبہ دل جب ہی سر حشر سیدی جو ذرا ہی ہون تری ترچی گاہین کر لے ہر ف ناوک انداز کسی دن اک عسکر پرتے ہین پتیلی پہ لیے ستر یکساں ہین تری عشق میں بیانِ ظاہر باطن طاعت کے غوض خوب گناہوں میں کٹی عمر شہرہ یہ کہ اب دل غیبان لائے ہین تشریف دیتے تھے وہ کیا لاؤ ذرا ہم ہی تو دیکھین	اب کیا ہی ٹھکانا دل صچاک ہمارا خالی کبھی رہتا نہیں فتراک ہمارا پہر سوگ لیا آپ نے کیا خاک ہمارا وہ بول اوٹھین ہی ہی غمناک ہمارا کچھ نہ کر سکے گردش افلاک ہمارا یہ حمید عجب صید ہر دل تاک ہمارا تم قصہ کرو جلد کہیں پاک ہمارا دل بھی ہو گریبان کی طرح چاک ہمارا کیا دیکھیے ہو حال یہ خاک ہمارا کیا خوب زمانہ ہی طرب ناک ہمارا دل چہین کے کہتا ہی یہ بیباک ہمارا
دیوانہ ہوا ایک ہی انداز میں حسرت دل تھا جو ہر اک کام میں چالاک ہمارا	۱۸۲۵۹
کیا اب بھی نہ تو نے رحم او بیباک کیا گنا	اوڑا دی ٹھوکر وں ہی میں ہماری خاک کیا گنا

ہو اغیرون ہوا و کا وصل جسم آپ جا پہنچے
 زہے قیمت کہا اوس نے یہ اگر میری قدر
 ہوا میں برق میں سیما میں یا دل میں عاشق کے
 بگولا بنکے مدت تک پہاڑی و شتِ حشمت میں
 ہزار و نمین ہمارے صید دل کو چنکے مارا ہی
 ہوا ترکِ تعلق ہی تو کیا موقع شکایت کا
 کیا ای دستِ حشمتِ غیب نے صد سوا صبح کی
 پریشان فی الحقیقت تجھ کو سمجھتے تھے مگر اب تو
 جو گزری تہمہ گزری اوس سے تیرا دل ہی افسوس
 قیامت وصل کی شب میں مجھ پر ہونکا کہنا اتنا

تعالیٰ سزا دہا را حضرت اور اک کیا کہنا
 وفا کی خوب تو نے اور میری غمناک کیا کہنا
 غضب کے ہو گئے ہیں آپ تو چالاک کیا کہنا
 صبا تو نے اور اتنی خوب میری خاک کیا کہنا
 قیامت کی ہلاکی ہو تمہاری تاک کیا کہنا
 بکھیرا ہی کیا تھے ہمارا پاک کیا کہنا
 گریبان کی طرح دل ہی ہمارا چاک کیا کہنا
 کسی کی بنگیا چلن دل صد چاک کیا کہنا
 وفا وغیرہ کا ہمہ سے بت بے باک کیا کہنا
 کہ تم تو مرنے لگاتے ہی ہو وہی پاک کیا کہنا

کیا کرتے ہو تو یہ پانی پی پی کر یہ کیوں حشر
 قیامت کے غضب کے ہو گئے ہو پاک کیا کہنا

خالی نہیں ہر جانبِ فتنہ رک ویکہنا
 پہنچے وہاں کسی کا نہ پہنچے جہاں خیال
 کرنے لگے ہیں کہ نہ حقیقت میں ہی تو دخل
 چالیں ہماری فتنہ دورانِ سوسیکہ لین
 غیرون کی بخش پر نہ ہانا سرِ شکِ خون

اور دل نگاہِ حشر تلِ مفاک ویکہنا
 اونی سا اوجِ صاحبِ لولاک ویکہنا
 ان حضرت بشر کے بھی اور اک ویکہنا
 کس رنگ پر ہو گردشِ افلاک ویکہنا
 اپنے پرانے دینِ غمناک ویکہنا

افسوس تم کو کچھ مرنے کا غم نہیں مرگان ہی چشمِ شعبہ گردل کو لیگی سناہون تم کو شوقِ ہیوٹی کے عطری	ہو نیلگون فلک کی بھی پوشاک دیکھنا ہو کس قدر یہ بات کی چالاک دیکھنا سچ ہو اگر تو اب کے مجھے خاک دیکھنا
زادہ سی گفت گو ہو تو واعظ سی بحث ہو عالمِ کلامِ حسرت بے باک دیکھنا	
نالے میں درو دل جو سنایا نہ جائیگا پتھر بجا سے دل جو لگایا نہ جائیگا اسی چارہ گر بلانے مرے مرنے دم او سے سمجھے ہیں او کو حضرتِ ناصح خدا کا گھر فرواؤ حشر و عدا ویدار ہو تو ہو کیونکر وصال ہو مجھے جلتا ہوں شک سے مجھ پیگنہ کا نامہ اعمالِ حشر میں نیند آگئی جو او کو شبِ وصلِ قمر ہو	اوس سنگدل کے دل میں سمایا نہ جائیگا صد نہ تری ستم کا اوٹھایا نہ جائیگا وہ آگیا تو موت سے آیا نہ جائیگا اوس بزمِ میں جناب سے جلیا نہ جائیگا بندے سے اتنی دور تو جلیا نہ جائیگا میں جاؤں گا تو کیا مرا سلیا نہ جائیگا کیا آپ کو بغور سنایا نہ جائیگا افسانہ غم کا مجھے سنایا نہ جائیگا
تیرا اگر ہو راز تو دل میں چپا رہے حسرت سے درو دل تو پھیلا نہ جائیگا	
ہو وہ نقشہ تری یکتائی کا ہو گیاد دل کی تمناؤں سے	اوڑ گیا رنگِ تماشائی کا ایک شہرہ مری رسوائی کا

<p>ٹوٹ کر گزرتی چرخ کین دو ہی باتوئیں کھلائی صح پاسبان ہی ہمیں دہشت کیاتی روز محشر بھی نہ نکلے وہ ہر بیخودی تک بھی کہے جاؤنگا اک نظر دیکھ لیں اس کی صورت</p>	<p>نالہ پہنچا تری شہیدانی کا حال ہر سکو تری انانی کا پاس تھا آپ کی رسوائی کا حوصلہ تیرے تمنائی کا محسوس دعویٰ ہر شکیبائی کا جس کو دعویٰ ہر شکیبائی کا</p>
	<p>سچ کہو دیکھ کے اس کو ہمت اب بھی دعویٰ ہر شکیبائی کا</p>
<p>ہوا ہوا نام خدا شوق عشق بازی کا اگرچہ رنگ میں بخت سیہ مل ہی گئی اوٹھائے رہتے ہیں چلن نگاہبانوں کی نیاز مند خدا کے ہون جاؤنگے ہون</p>	<p>طریقہ سیکھ چلے ہیں وہ دل نوازی کا جواب کیا ہر تری زلف کی درازی کا نتیجہ دیکھ کیے کیسا ہونگا ہ بازی کا بلا سو گراؤ نہیں ہوئی ہر بے نیازی کا</p>
	<p>نشست گاہ بنی رہ گذر کیون جہت جناب کیل نہیں شوق دیدہ بازی کا</p>
<p>ہوا جب شہرہ صحرانوردی تیسرا شہر کیسے کو بارہ عشرت نہیں ہوا نصیب اس سے علامت اہل حشر کی مثال سے نہیں ہوتی</p>	<p>ہر شہر میں شہرہ کیسے پون مجنون کا خیر گردون بھی گویا نہی غم فدا طون کا کہ ایک گور بنوں پر شہر جو بید مجنون کا</p>

<p>ملا نا آشنا دل اور دلبر بی وفا محکو بہرا دیکھا اگر فرقت میں ہم نے سنا غصہ ہا بہا ہوا شک ہو کر یہاں تک دیدہ تر سے</p>	<p>شکایت چرخ کج رو کی نہ شکوہ سخت واژون کا پیرا نظرون میں نقشہ ہو ہوا دس چشم میگوں کا مری دل میں نہیں باقی نشان ہی قطرہ ہونکا</p>
---	---

سخاوت گری ہی آپ کی حسرت تو کیا کہنا
 خزانہ چاہئے اس ہمت عالی کو قارون کا

<p>تبدل ہو کس نے نالہ آتش فشان ہونکا اگر ہونکا تو کیا ہونکا جو کاخ آسمان ہونکا جلا یا دل کو سینہ میں جگر گوجا کے پہلو میں وہ کہتے ہیں آئی کیون قیامت ہو گئی بڑا ہوئے کیا کیا وہ مجھ پر شکوے اتنے کہنے پر خیال کینہ و بے رحمی صیا دیجا ہے</p>	<p>قیامت نے ہی ڈر کر جس صورتِ الامان ہونکا عدو کا گھر نہ تو نے نالہ آتش فشان ہونکا سراپا شعل مشعل مجھ کو امی سوزِ نہان ہونکا یہ کسے نالہ دل نے زمین و آسمان ہونکا کسی کے نالہ سوزان نے شبنم کا مکان ہونکا ہمارے نالہ دل نے ہمارا آشیان ہونکا</p>
---	---

تمنا وصال شعلہ رویاں کہا گئی آہستہ
 کہ سوزِ عشق نے حسرت سا دیکھو نوجوان ہونکا

<p>پرتو پڑے جواوہ رخ گلگون نقاب کا حیرت فزا ہر عکس کی کی نقاب کا پہرہ درہ درہ حسن کسی بھجواب کا سوچا نہ کچھ بُرا ہو سرے اضطراب کا</p>	<p>آئینہ میں بھی رنگ ہو پیدا شراب کا آئینہ ہو گیا ہی جو منہ آفتاب کا ہو بند بند درہم درہم بھجواب کا قاصد کا سر جواب ہی خط کے جواب کا</p>
--	---

اوس مہر کہ میں ہوش نہ ہوگا بواب کا
 ناخقی کسی کے عشق میں بدنام کر دیا
 اندوہ و یاس و شہ و بیم و ہراس میں
 گوجھ سے دور اور قریب عدوسی
 اگلا سا وہ زمانہ وہ دور فلک کہان
 رہتی ہے چھبیری کوئی دلیر چلے بغیر
 یاد آگئے ہیں مجھ کو بہت دل کے آبلے
 افسردگی آتشِ دوزخ کو ہے بہت
 جو آرزوی بخششِ فردا می حشر کب
 گو کچھ نہوا سید عجب شو ہے زاید ا
 ہو کو اگر حشر میں ہی کرنا تھا ای خدا

اندیشہ کیا ہے پریشِ یومِ الحساب کا
 خانہ حشر اب ہو دل خانہ خراب کا
 ملتا نہیں پتا کسیں آرام خواب کا
 انداز آتو جائے اونیں اجتناب کا
 نقشہ بدل گیا ہے جہاں شرب کا
 چینِ جہنم ہو صاف نمونہ عتاب کا
 دیکھا ہے جب زمانہ شکستِ حباب کا
 اک قطرہ خون شدہ مری چشم پر آب کا
 کیا خو گرفتہ دل نہیں ہے بحرِ عذاب کا
 اچھا ہے مشغلہ تھو کر ثواب کا
 جنت میں بھی نہ دینا تھا قطرہ شرب کا

حسرت کو شوق شاہد و بادہ بخسیر ہو
 نامِ خدا ہے گوا بھی عالمِ شباب کا

جلوہِ شرما سر بالین جو وہ لبِ بزم ہوگا
 اونکو آسان نہیں خونِ سمان کرنا
 حوصلہ حشر میں اک اور قیامت ہوگی
 خونہا قاتلِ یہ رسم نہ دیگا مجھ کو

چینِ مرتد میں آئی مجھے کیونکر ہوگا
 قتل کرنے کو مرے کوئی تو مخبر ہوگا
 گریو ہیں شور و فزا یہ دل مضطرب ہوگا
 شاہدِ قتل ہی گوشہ میں خنجر ہوگا

<p>قدردان چاک گریبان کا ہوگا کوئی بے سبب بہر عیادت نہیں آتا اون کا</p>	<p>ای جنون آج یہ سہا تو تری سر ہوگا مین نہ مانو گا کوئی راز مفسر ہوگا</p>
<p>واہ برجستہ غزل خوب کئی خوب کئی کون حسرت ساز مانے میں بخور ہوگا</p>	
<p>جھٹا نہیں ہر حسد میں کچھ حسن حمر کا گر سایہ خیال پڑے او سکے نور کا افسوس وقف حسرت و اندوہ ہو گیا کیا سوچتا ہوں دل اندیشہ ناک تو اچھا نہیں ہوں اس کا ستا نا خدا سے ڈر زاہد یہ ابرو باد میں انکار مے کشتی جی میں ہوں ایک روز تو ہم جا کے دیکھ لیں جھٹ پٹ لیا ہوں ہوسہ رخسار وصل میں زاہد نئی سنی ہوں خبر میکہ میں آج</p>	<p>جلوے مری نگاہ میں تیرے نور کا یہ داغ دل چسپا غبنے کوہ طور کا جو دل مقام خاص بنا او سکے طور کا قاصد کو دیر ہو تی ہوں جانا ہے دور کا دل ہر مقام خاص کسی کے طور کا گل ہو گیا چسپا غنہا مری شعور کا شہرہ تمام عمر سے سنتے ہیں طور کا ممنون آج میں ہوں دل نا صبور کا اجلاس دہوم دہام سے ہو گا حضور کا</p>
<p>حسرت کو دل سے اپنے بالکل ہٹا دیا وہ بھی کبھی شریک تھا بزم سرور کا</p>	
<p>دیکھ آئینہ نتیجہ ہوا اجلا دی کا بیکسی بھی تو ہو خائف مرے ویرانہ سے</p>	<p>حشر میں شور ہو ظالم تری فریادی کا سیکڑوں کوں نشان تک نہیں آبادی کا</p>

نیم سہل مجھے قتل میں چھوڑا قاتل خوش نوائی سے مری شاد ہو صیادت صورتِ شمع مجھ لاشک بہائے غرض چرخ کی جھک ٹوکایت نہ عدد و کاشکوه کام پرکھی ہیں وہ تیغ نگہ کرتی ہو کرو یا عشق نے پابند تعلق کیسا	کیا طریقہ نہیں آتا مجھے جلا دی کا قید میں لطف ملا ہو مجھے آزادی کا ایک ہو خائے ماتم ہو کہ گھر شادی کا کہ ملو دست ہو باعث مری بربادی کا اک بہانہ ہو او نہیں بخشہ فولا دی کا یاد آتا ہے زمانہ مجھے آزادی کا
--	--

چشم بد دور عجب رنگ جمایا حسرت
واہ قاتل ہو زمانہ تری استادی کا

گرچہ وہ آج لیے خنجر بزان نکلا جو شمعِ وحشت مری رسوائی کا خواہان نکلا آج کس طرح کی کیا جانے ہوا چلتی ہو سر مرا تن سے جدا اوس نے کیا خوب ہوا اثر جذبِ محبت نے خلش ہی رکھی رنگ چہرہ سے گیا ہاتھ سے دل سر ہو اس چاک ای دستِ جنون تو نے کیا تپا اچھا اس سے ہی دعوتِ شرکان کا ارادہ کرنا ہم تو سمجھے تھے کہ اس میں بھی بیگاہ لطف	ہا ہی افسوس گردل کا نہ ارمان نکلا ہات دامن پہ جو کس تو گریبان نکلا غیر بھی کوچہ جانان سے پریشان نکلا خوب ہی قاتل و مقتول کا ارمان نکلا تیر نکلا مرے پسلو سے نہ پیکان نکلا تو جو بیٹھا تو نہ دل سو غم جبران نکلا او کج دامن میں مرا تار گریبان نکلا خون تھم میں بھی ذرا سا نہ رگ جان نکلا عشق کم بخت مگر جان کا خواہان نکلا
--	--

ہو گیا پار مرے دل سے ترا تیر نگہ	حیف صد حیف کہ اس گھر سے یہ مہمان نکلا
حسرتیں اس میں قیامت کی بری ہتی ہیں	میرا سینہ بھی کوئی حشر کا میدان نکلا

جا کے تجھانہ میں پڑتا ہی نمازین حسرت
گیر سمجھتے تھے تو تو مسلمان نکلا

دوست دشمن کا آشنا نہ ہوا	مدعی کا بھی مدعا نہ ہوا
حسرتیں بنکے میرے پاس ہا	چارہ گریس مدعا نہ ہوا
لاغری مانع جفا کھسری	قابل چشم فتنہ زانہ ہوا
فیض ہوگا تو ہوگا دشمن کو	تجھ سے میرا تو کچھ بہلانہ ہوا
جھکو چاہت کی داد دلجاتی	تو کسی پر بھی مستلانہ ہوا
اے غم یا ر آفرین تجھ کو	دل سے میرے کبھی جدا نہ ہوا
آج واعظ کو سے پلا دیتا	مے کا شیشہ کوئی بہرانہ ہوا
اونکی رفتار سے تو کچھ ہوگا	حشر نالوں سے گر پانہ ہوا
غیر میری طرح سے روتا ہی	وہ کسی کا بھی آشنا نہ ہوا
تو ہی اے موت اب کہیں آجا	آج وہ خنجر آ زمانہ ہوا
دل نے رکھا غریزہ پیکان کو	دل سے پیکان کبھی جدا نہ ہوا

وہا و این تو دیکھ لین حسرت
صبر دل کو ہوا ہوا نہ ہوا

<p>اپنا سکن اگر عسدم ہوتا شکوہ ہوتا نہ مجکو عسدم ہوتا کیا ستم بھی نہیں کرم ہوتا جھپہ ہولے ہی سے کرم ہوتا کہ کوئی سنکے چشم نم ہوتا تو جو ملتا تو کیا ستم ہوتا سنکے دشمن بھی چشم نم ہوتا دل نہوتا تو دل کا عسدم ہوتا</p>	<p>دل نہوتا نہ دل میں عسدم ہوتا غیر پر بھی اگر ستم ہوتا لطف ہر چیز کا ہی وقت کے ساتھ دل میں رہتی نہ آرزو دل کی بد و عادی نہ سمجھنے دشمن کو مجھ کو مارا ہوا آرزو نے تری میرا قصہ عجیب قصہ ہی کوئی رہتا ہی اپنے سینہ میں</p>
<p>موم بنا وہ سنگ دل حسرت اپنا احوال اگر رسم ہوتا</p>	
<p>بر باد کھسکے ہوا کوئی عہد نہیں رہا کیا کوئی میری جان کا خواہاں نہیں رہا دل کو خیال کا کلن چپان نہیں رہا دل قابل تصور جہان نہیں رہا اکدن بھی تو تو اور غم حیران نہیں رہا کوئی نہیں رہا میں اریان نہیں رہا اب دل میں اور تو کوئی ارمان نہیں رہا</p>	<p>دل میں نہیں رہا غم پہنان نہیں رہا کیون آج بھڑین نہیں آتی ہر موت بھی میں آج مرتے مرتے بلاؤں پہنچ گیا افسوس وقف حسرت و اندوہ ہو گیا افسوس ہو کہ موت مجھے بسلا لگئی دل میں ہمارے تاب محبت نہیں رہی ایسے نصیب کب میں جو وہ بھرتہ یکمین</p>

دست جنون اوڑائیگا اب دجیان مری دامن نہیں رہا ہی گریبان نہیں رہا

حسرت کسے ہے تابِ تم ہا و روزگار
اوسکی جفا کا جب مجھے اراں نہیں ہا

اسکے باعث سے ہوا کونسا جو ہر پیدا
شوق سے کیجے جفا طالبِ بیداد ہو دل
ہو گیا کوچہ دلدار میں غمقاؤ بھی
پس مُردن بھی ترے قدر کا نٹو گیا
بانگین سے کہی تیور ہی پڑ پائے ہوتے
کھیل ہی کوئی کہ ہو خونِ سلمان جائے
میں بھی دیکھوں کہ کھلے اپنی حقیقت چہر
سچ تو یہ ہے کہ ہو سے دہر و نو معدوم
نہ کیا ہوتا الہی دل مضطرب پیدا
کر لیا ہمنے بھی اب جو رکاوٹ پیدا
بہر نامہ جو کیا کوئی کبوتر پیدا
خاک سے میری پوٹو سر و چلوں پر پیدا
قتل کرنے کو نہ تھا اگر کوئی خنجر پیدا
قتل کرنے کو مرے کیجے مخمّر پیدا
ہوا اگر کا تب تقدیر کا دستر پیدا
دل ہی پیدا ہی زبانی میں دلبر پیدا

یوں تو ہر شخص کو ہوتا ہی سخن کا دعویٰ
مجسا حسرت نہیں دنیا میں مخمور پیدا

فخرِ عشاقِ ماسلف ہوگا
شکرِ فتنہ صفتِ صفت ہوگا
گر تری تیسر کا ہدف ہوگا
تو خدا جانے کس طرف ہوگا

جو ترے ہاتھ سے تلف ہوگا
روزِ محشر نہ ہوگا وہ تنہا
آرزو میرے دل کی جھکوگی
حشر میں ہونگے میری شہین بھی

جب چلے گی کسی کی تیغ ادا مردہ ای می کشو کہ جنت میں تیرے ملنے سے مجھ کو کیا حاصل غیر کو دے نہ پیہ پی ساقی	اک زمانہ ہی سر بکھٹ ہوگا شوقِ قتل کا ہر طرف ہوگا جس کو ہوگا او سے شرف ہوگا اک سدا کا حق تلف ہوگا
---	---

حشر میں خوف کیا تجھے حسرت
تیرا حامی شرِ بخت ہوگا

اشارہ اک قیامت ہو کسی کی چشمِ جادو کا کوئی روکے نہیں رکت کوئی تہا می نہیں تہتا خیالِ صدرِ چشمِ تغافل کس کو باقی ہو چُھبے جاتے ہیں پردلین مگر کچھ آجِ خنجر ہو تماشا جذبہ دل یہ دکھا دو آج دشمن کو لکھی ہو کیونِ مقدر میں شبِ بھرانکی تاریکی یہی بکھت مجھ کو راندن بے چین بکھتا ہو گہا ربطِ عدو تو یہ بڑا ہو شوقِ خود بینی مجھے دیکھا کبھی اونس اور دیکھا کبھی میو رخِ زہاد پر جائے وہن محرابِ کعبہ سے	نظر آئیگا عالمِ عالمِ امکان میں بھی ہوگا جگر ہوا ہے قابو کا نہ دل ہی اپنے قابو کا کہ خنجر جاگزینِ دلین ہوا ہو اسکے ابرو کا مری آنکھوں میں نقشِ پھر رہا ہو اسکے ابرو کا کہ تکیہ ہو ہمارے کسے سر نیچے او سکے زانو کا مری قسمتِ پایہ پڑ گیا کیا او سکے گیسو کا کہ دل ہی ہو گیا ہو دروا تو میرے پہلو کا کہ آئینہ مصاحب بن گیا اباد نکے پہلو کا اثر دل میں ہوگا کیا نگاہوں کی تگ کا ہو کا اشارہ ہوا وہ بھی گر تمہاری چشمِ وارو کا
---	---

ابھی اپنے دن گذر تو ہیں نکالے ان مہیبت سے

ارادہ کر لیا پھر تہنہ حسرت وصل بدخو کا

<p>تبیخ قاتل کا اگر حسم نمایاں ہوگا اور ایسا کوئی کیا موت کا خواہاں ہوگا ایسے مجمع میں ہلاکات کی پریش کیسی رایگان جائیگا کیا جذبہ الفت میرا لطف دیجا لیگا کچھ شور تبیخ مجھ کو ہمنے کی تھی تجھے محبوب سمجھ کر الفت چوڑ جائیں نہ کہیں چاہنے والے تیرے یہ نہ معلوم تھا غم بیٹھہ ہریگا دلین</p>	<p>ملک الموت مری نعش پہ قربان ہوگا کہ مجھے مار بھی لو گے تو احسان ہوگا حشر میں ایک زمانہ ترا خواہاں ہوگا کہ مری قتل سے وہ آپشیمان ہوگا وہ ستمگار دم قتل جو خندان ہوگا یہ نہ سمجھے تھے کہ تو جان کا خواہاں ہوگا رحم کر رحم نہیں دیکھہ پشیمان ہوگا میں یہ سمجھا تھا کوئی روز کا مہمان ہوگا</p>
--	---

خوب حسرت کا فر تو نے اٹھایا حسرت

اب بھی کبھی تجھے چاہ کا ارمان ہوگا

<p>میرے مرنے کا زمانے میں بہت غم ہوگا زخم دیکھا مرے دل کا تو یہ عالم ہوگا خوفِ دورخ کسی باقی ہو جنابِ واعظ خوگر جو نہ کس طرح بنائیں دل کو کون کرتا ہے نصیحت کی بڑائی لیکن عیش و آرام سے ہم خوابِ عدم میں ہونگے</p>	<p>گہرین دشمن کے بھی برسوں مرا غم ہوگا میرے بدلے دلِ حب سراج کا ماتم ہوگا کیا نہ محشر میں مرادیدہ پیر غم ہوگا ظلم معلوم بھی ہوگا تو بہت کم ہوگا تجھ کو سودا مری گفتار سے ہدم ہوگا شور و فریاد نہ اندوہ نہ ماتم ہوگا</p>
---	--

دیکھ برباد نہ کر گشت جوانی حسرت
پھر اس طرح کا تجھ پر کبھی عالم ہوگا

مجھے تو خنجر بھی پیچھے کئی منزل ہوگا
وہی بخت تو دل میں مکر داخل ہوگا
یہ پہن ہوگی کہ لاکھوں ہی کا قاتل ہوگا
یہی ہوگا نہ ترے بس میں تزلزل ہوگا
یہ گلہ حق میں مرے زہر ہلا ہل ہوگا
واقعی وہ تری رفتار کا مائل ہوگا
وہ پریر و جو کبھی تیرے مقابل ہوگا
میرا دل ہی کبھی ارمان کے قابل ہوگا
بد دعا نکالے گی محرم جو سائل ہوگا
ہجر کی رات میں مرنا مجھے مشکل ہوگا
تمسے لجا سینگے لاکھوں جملوں ہوگا
وہ بھی دن آئینگے تو ہی کسی قابل ہوگا
اوسمیں تحریر مرا حال غفلت ہوگا
حال کٹل جائیگا جب تک یہی مقابل ہوگا

جب رہ شوق میں وہ آ کے مقابل ہوگا
کوئی ارمان جو نکلنے کے مقابل ہوگا
روزِ محشر جو نایاب تر اہل ہوگا
آنند دیکھے سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
شکوہ غیر سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
فتنہ حسرت کی بے واسطہ شہرت کیسی
پار سائی تری کٹل جائیگی نہ ہر چہر
زندگی کے اسی امید میں جن کٹتی ہیں
باتوں باتوں ہی میں ٹالو نہ تناد لگی
بے حواسی میں بہلا زہر کی تدبیر ہو گیا
چیز اچھی ہو تو ہوتے ہیں خریدار بہت
ابھی کم سن ہی نہیں تاب محبت تجھ کو
وصل ہی پانہیں قسمت کا نوشتہ پڑھ لوں
کرتے ہیں ماہِ شب چار دم کی تعریف

ساتھ ادا کے جو آیا وہ شکر حسرت

تو دم نزع بھی مرنا مجھے شکل ہوگا

اوس شمعگار نے قتل میں بوسہ چھوڑا لاکھ تدبیر سے گو جان بچائی میں آشنائی اسے کہتے ہیں محبت یہ ہے اور کیا حال کہوں رہو ہی شوق کلین بعد مدت کے ملی آرزو اور مجھ سے کہا کوئی اچھا سنا نہ دیکھا جو تیرا اس میں ایک ہی ہاتھ میں عاشق کا کیا کام تمام	میں نے تامل نہ پھر دامن قاتل چھوڑا اوس شمعگار نے پرتھک کونہ او دل چھوڑا دل نے پیکان نہ پیکان نہ مراد دل چھوڑا حضرت خضر کو پیچھے کئی منزل چھوڑا چین جھکونہ ملا جب سے تراد دل چھوڑا ہو کے مایوس دے مانے لب سائل چھوڑا سانس بھی مجھ میں باقی مر قاتل چھوڑا
---	---

نخ کرتے رہے احباب سب گھر پر حسرت
جیف صد حیف نہ تو نے دے قاتل چھوڑا

سہل میں دل کے لگانیکو میر جان سمجھا بیخودی کا ہو برا بے کیا کیا میں لا غری سے یہ تماشا پس مردن دیکھا نہیں جاتی جو مرے کلہ احران گہر پای افکار کو لذت ہوئی حاصل کیا کیا شکر کرتے ہوئے قاتل کو جو دیکھا قاتل زاہد و بت سے بھی یکساں تو تنفر او کو	ہاں جو کام تھا دشوار وہ آسان سمجھا دامن یار کو بھی اپنا گریبان سمجھا گوشہ قبر کو میں حشر کا میدان سمجھا کیا ہی تو نے ٹھکانا شب حیران سمجھا سر ہر خار کو میں تیرے کا پیکان سمجھا زخم دل شور تبسم کو نمکدان سمجھا وہ پریزا دنہ انسان کو انسان سمجھا
---	---

<p>جزو سے مجھ کو ہوا کل کا تصور پیدا لاکھ تدبیر کرو چھوڑ کے جاتا ہی نہیں اس سمجھ پر مجھے دعویٰ ہے فلاطونی کا</p>	<p>قطرہ اشک کو میں موج طوفان سمجھا قدر کچھ دل کی ہماری غم حیران سمجھا بحر کو بحرِ بیا بان کو بیا بان سمجھا</p>
<p>سفت برباد ہوئی جنس گرامی افسوس عمر کی قدر نہ کچھ حسرتِ نادان سمجھا</p>	
<p>شکرِ غیر و نسی احتراز ہوا قدر کرتی تھی سب کشتہ کی رک اوٹھانی جو قیاس و انتہا نے دل میں میری ہوئی غم کی جگہ حشر تک ہم جسے شبِ حیران جان میری نہ کیوں نکلی جاتی</p>	<p>دوست دشمن میں امتیاز ہوا موت کو بھی یہ امتیاز ہوا کیا ہی وحشی کو تیری ناز ہوا عیش و عشرت سے بے نیاز ہوا رشتہ عسہ کیادراز ہوا اچکا یہ بھی کوئی راز ہوا</p>
<p>اب تو مدت ہوئی کہ حسرت کو محو کے پینے سے احتراز ہوا</p>	
<p>مہربان جب وہ بد خصال ہوا اب جنازہ پہ آئے ہر صاحب دل کو صحل یہ سہرازی ہے تیری کو پہ میں وہ جو وحشی تھا</p>	<p>مچکھو شکوہ سے انفصال ہوا خوب میرا تمہیں خیال ہوا تیری ٹھوکر سے پایمال ہوا آج اوسکا بھی انتقال ہوا</p>

<p>اس بیان سے موت آنی تھی یہ تو فرماؤ کس کے باعث دل سوارمان مٹ نہیں سکتا اوسکے کہتا ہوں مرگ شون کا</p>	<p>نہو اصل تو وصال ہوا شہرہ حسن بے مثال ہوا یہ بھی کیا آپ کا مال ہوا سرخ دل کو مر و کمال ہوا</p>
	<p>کس کا سودا ہوا ہے حسرت کو دو ہی دن میں جو غیر حال ہوا</p>
<p>وصل و انکسوا اجتناب ہوا کچھ مری آہ میں اثر آیا اوس تنگ کرنے چاک کر ڈالا کبھی رہتی تھیں جھپٹیں کیسی چشم میگون یہ کسکی یاد آئی کیا غضب ہو کہ سو دشمن ہی ابنوشوخی میں مل چلی تمکین موت کی حسرت کو کس طرح مانوں گر مجوشی وہاں عدو کو ہونی مال دی بات گالیان دیکر رشک نے کام یان تمام کیا</p>	<p>دل بیان وقف اضطراب ہوا اونکو پسیدہ جو اضطراب ہوا خطم اخواب لا جواب ہوا وہ زمانہ خیال و خواب ہوا آج میں مست بے شراب ہوا دل مراونکے ہم رکاب ہوا اونکو نام نہاد شباب ہوا یہ بھی زرا ہد وضو کا آب ہوا یان کلیجہ مرا کباب ہوا عرض مطلب کا یہ جواب ہوا وصل سے غصہ کا میاب ہوا</p>

<p>چپ رہو بس یہی جواب ہوا کیا گلستا نکا یہی باب ہوا</p>	<p>جب کیا عرضِ نڈھا اون سے نہیں سنتے تھو حریف کیوں</p>
<p>حشر میں دیکھیے گا حشر میں کو وہ ہزاروں میں انتخاب ہوا</p>	
<p>صبح تک فرطِ خوشی سے نہ ہوا ہوش رہا غیر کے ساتھ وہاں وعدہ فراموش رہا بخود ہی یہ ہوئی بجاکو کہ نہ کچھ ہوش رہا کشتہ تیغِ ادا حشر میں بے ہوش رہا نہ وہ صورت رہی اپنی تن تو ش رہا وقف دشمن کی تو باتوں میں تراگوش رہا حشر میں گریں میرا لب خاموش رہا غیر کی بزم میں وہ وعدہ فراموش رہا وصل کی رات بھی خالی مرا آغوش رہا شکریہ ہو تیری احسان سو بکدوش رہا ایک محسوس رہا تو یہ بلا نوش رہا جو سنگ مرمری تصویر سے روپوش رہا خانہٴ غیمہ میں وہ کل سے ستم کوش رہا</p>	<p>شام سے وہ بیتِ محوِ نوبت ہم آغوش رہا دلِ مریاں غم و افسوس کا ہر گوش رہا وصل کی شب وہ پریرا دجور و پوش رہا ہوش آئے تو کرے خون کا دعویٰ کوئی کر دیا عشق کے آزار نے کیسا کمزور حیف صد حیف کہ فریاد بھی میری سنی بات کرنی مجھے مشکل ہے شکایت کسی صبح تک ہجر میں ہم رات کو بیتاب رہے ساتھ سویا بھی ستمگار تو کروٹ لے کر ہجر میں گر چہ قیامت کا زمانہ گذرا تو نے محفل میں ہزاروں کو بلائی سا خاک ہو وصل کی ایسے سے توقع مجھ کو اٹائی کیا طالبِ بیدار دھنا کو تر سے</p>

تیرا احسان نہ کچھ رتب خطا پوش رہا رات بھر جلوہ دیدار سے بے ہوش رہا	مجمع حشرین کی میرے گنہ کی پریش لذتِ وصل ملی وصل کی شب بھٹی مجھے
	کر دیا گردشِ ایام نے مردہ حسرت نہ وہ دل اور نہ وہ دل میں مگر جوش ہا
فرقت میں یہ دم آج نکل جائے تو اچھا پہلے ہی جلانے سے یہ جل جائے تو اچھا ہمارا ہوا شکون کے نکل جائے تو اچھا دم اس کا کہیں آج نکل جائے تو اچھا وہ بھی مجھے کتنی ہی نکل جائے تو اچھا یہ بھی مرا ارا مان نکل جائے تو اچھا	یوں رات مصیبت کی یہ ٹل جائے تو اچھا منظور او سے رشک سے ہو دل کا جلانا اس کا ہیش پہان ہو تو خون ہو کے مار دل تکلیف مری دیکھ کے کتے ہیں یہ دشمن رہنے نہیں دیتی ہو کہیں خانہ خرابی حسرت ہو کہ وہ ذبح کرے ہاتھ تو اپنے
	دشمن سے بھی بیزار ہوا ی کاش وہ ظالم حسرت کی طرح وہ بھی نکل جائے تو اچھا
ہو تے ہیں سبھی پر ہی بند انہیں ہوتا پر مجھ پر جو گدرا کہیں ایسا انہیں ہوتا کس روز تیری کو چے میں جانا انہیں ہوتا دستور کسی ملک میں ایسا انہیں ہوتا کیا حشر تیری کو چے میں برا انہیں ہوتا	کب انجمنِ ناز میں جلسہ نہیں ہوتا بچے نہیں دنیا میں کہیں ظلم سے عاشق کس روز مری جان پہ آفت نہیں آتی ظالم نے کیا قتل جو یہ نام رسان کو ملتی نہیں افسوس مجھے دادِ ستم کی

<p>ابا ونپہ بخاؤ کا تقاضا نہیں ہوتا اس جنس کا اس طور سے سودا نہیں ہوتا مرنا بھی اگر چاہوں تو مرنا نہیں ہوتا دل ہو تو کوئی مانگنے والا نہیں ہوتا</p>	<p>باقی نہ ہا جیف کوئی طالب بیداد دل لیتے ہو اور بوسہ سے انکار ہو تمکو فرصت نہیں ہوتی جو مردن زیر ہی کہا کر موجود نہو جب تو بہت ہو تہین خواہان</p>
	<p>صد جیف کہ اس کا کبھی تقویٰ نہیں جانا حسرت ہی کو اس زلف کا سودا نہیں ہوتا</p>
<p>عشق نے جذب دکھایا پس مردن اپنا ہوشتر عین بیاعش پیشیوں اپنا اوس لئے رکھا تہا رخ غیر چہ دامن اپنا کام آتا ہی نہیں نالہ و شہیوں اپنا دوست تو دوست ہو ملتا نہیں دشمن اپنا نام دنیا میں کیا اپنے روشن اپنا پوچھتے ہیں وہ بتاؤ مجھے مسکن اپنا لے وہ جاتے ہیں بچائے ہوئے دامن اپنا</p>	<p>فاتحہ پڑھنے کو آیات پڑفن اپنا مرتبہ ایسا بڑھا ہی پس مردن اپنا کسطرح چاک ہمارا نہ گریبان ہوتا او تو کو ملتی ہی نہیں یزیم عدوی فرصت کر دیا تنگ زمانہ نے یہاں تک ہم کو صاف کر کے مراد یوان جناب فوس یا داتا نہیں نسیان کا برا ہو مجھ کو کام کس روز مرے آجگا ای دست ہوں</p>
	<p>کعبہ و دہرین ہی دہوم پڑی حسرت کی شیخ اپنا اوسے کہتا ہی برہمن اپنا</p>
<p>دیکھیں تو آپ آئنے صورت کو کیا ہوا</p>	<p>کیون فتنہ خیز اب نہیں قامت کو کیا ہوا</p>

کیا جانے ہای میری طبیعت کو کیا ہوا
 آتی نہیں ہر بای قیامت کو کیا ہوا
 آنکھوں میں اب نہیں ہر موت کو کیا ہوا
 ملتے نہیں جہان میں محبت کو کیا ہوا
 اس دل میں کیوں رہی ہر کدورت کو کیا ہوا
 دل میں بھری ہوئی ہر شکایت کو کیا ہوا
 اوسے وفا بتا تری عادت کو کیا ہوا
 فرصت بھی ہوئی جاتی ہر فرصت کو کیا ہوا
 لرزان مثالِ بید ہر تربت کو کیا ہوا
 آشتی حالِ وادی الفت کو کیا ہوا
 ایدست یا تیرسی نزاکت کو کیا ہوا
 ان طالبانِ مرگِ شہادت کو کیا ہوا
 تابِ توان و راحت و طاقت کو کیا ہوا

وہ تیریاں کہاں گئیں جودت کو کیا ہوا
 اوستے نہیں وہ یزمِ عدو و فغانِ خان
 مہمانیِ رقیب میں کیا صرف کر چکے
 آتے ہیں وہ بھی دن کہ کو گئے قلمِ طرح
 کیا آسمان میں اس کا ٹھکانا نہیں ہا
 روز جزا بھی تا زبانِ آکے رہ گئی
 اندازِ لطفِ غیرِ بہن کیوں خلافِ ضمیر
 بنا ہوا اب نہیں تہمینِ منظورِ یہ کہو
 کس فتنہ جو کی یادِ پسِ مرگ آگئی
 اسی ساکنانِ کوچہ دلدار کیا کہوں
 مجھ سخت جان پہ تیغِ ہوا اس طورِ سرون
 خنجرِ بکف وہ آج ہیں یلتا نہیں کوئی
 کیوں دل سے دور ہو گئے بیوجہ بے سبب

پوچھے جو مجھ سے کوئی تو او کا جواب دے

کہتا ہوں ایک ایک سے حسرت کو کیا ہوا

ظلم باقی کوئی چھوڑا تھا جواب یاد آیا
 گھر سے روتا ہوا باہر ستمِ ایجاد آیا

فاتحہ کومرے کیوں وہ ستمِ ایجاد آیا
 کل جنازہ جو مرا اوسکی گلی سے نکلا

اوسکو سینے نہ اکیلا کہی دم بہر پایا	کوئی بھی گرنہ ہوا ساتھ تو ہزارو آیا
کیون مری قبر پر مجمع ہوا آئی کیا ہر	فاتحہ پڑھنے کو کیا وہ ستم ایجاد آیا
کیا وہ کجخت مرے عشق کو دواسجھا	فصل لینے کے لئے آج جو فصل د آیا
پہر تقاضا طلب دل کا کیا ی کس نے	آج اپنا دل گم گشتہ سمجھ یا د آیا

سو ہی صحر اکہی وحشت میں جو پہنچا حسرت
قیس چلا کے یہ بولامرا اوستاد آیا

رات جو یار بے نقاب آیا	شرم سے ماہ کو حجاب آیا
پاسی نازک پہ آبلے ہی پڑے	زیر پا اونکے گر حجاب آیا
دیدہ دُ دل کی آرزو نکلی	وہ مرے گھر میں بے نقاب آیا
شرم کی حجاب اب کیسا	بزم میں شیشہ شراب آیا
منہ چپا تا ہر دو نوں ہاتھوں	وصل میں بھی او سے حجاب آیا
حیف ہو دوست ہو گونگن	کیا زمانے میں انقلاب آیا
جذبہ دل کی ہو گئی تاثیر	کہ وہ دوڑا ہوا شتاب آیا
ذہن واعظ کا گھل گیا کیسا	آج پیگمین شراب آیا
نیندا ی غافل کو کما تنکاب	دن چڑھا سر پہ آفتاب آیا
غیر کے گھر میں وہ رہا جا کر	برج عقرب میں ماہ تاب آیا

صورت وصل کیا بنے حسرت

غیر بھی اوسکے ہمرکاب آیا

<p>یہ میرے دل پہ داغ ہو چسرخ بود کا آتا ہوا سکو اسکے جلانے میں کیوں مزا ملتا نہیں ہو جلتے سے اوسکو کبھی فراغ کرتے ہیں خوب اپنے شہید و فدا کی آپ قدر لو خود بخود ہوا او نہیں دشمن سے اجتناب اک بوسہ کے عوض مرے دو آپ لیجئے آیا ہر بے ثباتی دنیا میں ایک رنگ</p>	<p>سامان ہر رو سے یارِ پختہ کے نمود کا سینہ میں سیر دل ہو کہ ٹکڑا ہو نمود کا ہو شمعِ نریم یا کہ یہ دل ہے سود کا کچھ ذکر فاتحہ کا نہ چرچا درود کا احسان ہو میرے حال پر پود و دود کا اک اصل کا وصول ہو تو ایک سود کا دیکھا ہو سلاخ چو تری ہست و بود کا</p>
--	--

افسوس تیرے عشق نے اوسکو مٹا دیا
 حسرت بھی ایک شخص تھا سو میں نمود کا

<p>زندگی تلخ ہوئی عشقِ تباہ میں کیا کیا زخمِ دل پہ چو کیا خندہ پہان تم نے مفت دل لیکے بھی ہوتی نہیں پوری تکیر کوئی ملتا نہیں اس حال کا سنے والا یہ غیبت ہو کہ مہرِ مست نہ محشر ہی بپا دو ہی باتیں تو نہیں جو میں سناؤں تمکو گالیان دیکے جو منہ پہیر لیا کرتا ہے</p>	<p>آفتیں سہنے سہیں آکے جہان میں کیا کیا لذتیں آئیں مجھے دردِ نہان میں کیا کیا بحث رہتی ہو اوسے سود و زیا نہیں کیا کیا دلیں کیا کیا ہو بھرا اور زبان میں کیا کیا ہو خدا جانے بھرا آہ و فغان پہر کیا اور ہلو بھی ہیں اس سو فاریہ کیا لطف آتا ہو</p>
---	---

دل کی ہستی بھی ہوئی تیری کمر کے ہنسنے
بے نشانی کا اثر بھی ہو نشان میں کیا کیا
کچھ سی پر نہیں ہو قوف کہ مرد ہی جین
اور اعجاز بھی ہیں تیری زبان میں کیا کیا

دل کو جسے کسی کا فر نے لیا ہر حسرت
فرق آیا ہے مری تاب تو ان میں کیا کیا

یائے نین گربانہ لے لکڑا دل پامال کا
آگیا دل میں تصویر جسے تیری چال کا
بڑھ گیا شوق اسیری اس کی ہی آواز
دوست دشمن بن گئے ہیں انقلابِ جہنم سے
فیض پاؤ گے بنوئے کچھ نہ کچھ کہتا تا وہ
عشق کرنا مبینوں سے کہیں آسان ہو کیا
خوب واقف ہیں نہیں ہر حرفِ نیکی نام کو
عشق پیدا ہو جو ایسے راہزن سے کیا بنے
سنگی سودا پو سے لے وہ جذبِ حسن ہی

شور ہو محشر میں کیا کیا پزیر تیری چال کا
نقش کند ہو گیا دل پر مرے زلزلہ کا
طوق گردن ہو گیا صفت تری خلخال کا
پوچھنے والا نہیں اب کوئی میرے حال کا
زائچہ دیکھا نجومی نے جو اب کے سال کا
بہاؤ تو پوچھا آئے پہلے کوئی آٹے وال کا
دیکھ دو دفتر ہمارے کا تب اعمال کا
پہلے گا ہک جان کا ہو چھپے گا ہک مال کا
آئینہ کعبہ میں رکھ دین گرتی تمثال کا

خط تر پتا جا ایگا بے قاصد و بے نامہ بر
گر لکھا حسرت نے پرچہ کوئی دل کے حال کا

دم مسیحا کا مری جان نکلتے دیکھا
دوستوں کو انہیں آنکھوں پرستے دیکھا

کو پھلتے دیکھا
تیری الفت میں

غیرے

<p>یکر دل یز تو سیمیا سے بھلائے مردی حشر برحق کی گراویت کا فرہمنے لوگ سیلاب سمجھتے تھے مگر اب تو کبھی دیکھ لی طاعتِ دوشینہ جنابِ زاہد و ہرین نقش و فاصورتِ عفا بھو دل لگا کر نہ ملا بارِ محبت ہم کو</p>	<p>کوئی بیمارِ محبت نہ سنبھالتی دیکھا کوئی جادو نہ تری آنکھ پہ چلتے دیکھا دل بیمار کو کروٹ نہ بدلتے دیکھا آج میخانہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا عاشقوں کو کفِ اخسوس ہی ملتے دیکھا شجرِ سوہ کی جکھونہیں پہلتے دیکھا</p>
--	--

آگنی پر کسی کا فرہ طبیعتِ حسرت
 پر کسی کو چہ سے حسرت کو نکلتے دیکھا

<p>کیونکر قتل سوا نکار یہ کیا دل میں آنا تو نظر سے چپکے ہو گیا آنکھ سے تیری ملکر آہی جاتی ہو طبیعتِ تجھ پر دیکھ تو دل کو ذرا تیر فگن مجھ کو ہو خواہش دیدار یہ کیوں آئے تھے ہر عیادتِ تم تو بے مزہ تو وہنِ رخصتم نہیں</p>	<p>سانے رکھی ہو تلوار یہ کیا آپکی طرز ہو دلدار یہ کیا دل ہمیں بھی بیمار یہ کیا ہو گیا ہو مجھے آزار یہ کیا جاگزیں ہو تر اسو فار یہ کیا وہ مری شکل سے بیزار یہ کیا لچلے ہو دل ہمیں بیمار یہ کیا منہ لگاتا نہیں سو فار یہ کیا</p>
---	---

کیا کسی کی ہو تمنا حسرت

ہو گئے جان سے بیزاری کیا

<p>دیکھیں کس طرح ہو تھری دل مضطرب اپنا اپنے ہاتھوں میں لئے خون کا محضر اپنا ہم بھی دیکھ آئیں ٹھکانا کہیں چلکے اپنا پوچھنے راہ لگا ہے ہر سب را اپنا کیا کرے دیکھ یارب دل مضطرب اپنا آج ایسا کوئی نالہ ہو موثر اپنا سان پر آج لگا لیجیو خنجر اپنا چاٹ لے خون تری تیغ شکر اپنا کے ہمراہ ہو کل دیکھ محشر اپنا</p>	<p>چرخ اپنا ہی نہ ہی دوست شکر اپنا روز محشر تری پیدا ہو گئے لاکھوں کعبہ و دہر ہوی شیخ و برہمن کے سپرد دیکھنا رہی شوق کہ ہر گام پہ آج آسمان گرتا ہی یا کوہ وزمین ہلے تھیں بے بلائے مروہ آپ چلے آئیں یہاں امتحان کل ہی مری سختی جانکا قاتل آرزو شوق شہادت کی نکلیاؤ کہیں جا چکے سوی عدم اپنے پرانے لاکھوں</p>
---	---

تمتوہ بات پہ کہتے ہو کہ کیا بکتا ہے
حال بہر کس کے حسرت مضطرب اپنا

<p>زمین نہ دوست ہی اپنی نہ آسمان اپنا غلط گمان ہی اوں کا غلط گمان اپنا عدو کا دوست ہوا تھا جو مہلک اپنا تمام عسر نہ پایا کہی نشان اپنا کہیں رقیب نہ ہو جائے راز دان اپنا</p>	<p>اتنی خاک بچے جسم ناتوان اپنا نہ او کو غیصے سے نفرت نہ ہکاووں حجاب یہ انقلاب خدا تجھے ہی فلک سمجھے حریم کعبہ مقصود میں بہت ڈھونڈا مری زبان پر رکھی ہر بات مطلب کی</p>
--	---

اونہیں خیال عدو کا ہمیں گمان اپنا	برا ہو سادہ دلی کا کہ وصل کی شب بھی
	رہے نہ قابل پرواز بال و پر حسرت قفس سے چٹ کے رہا دور آشیان اپنا
ناز رہتا ہوں مجھ اپنی بھی یکسانی کا پاس تجکو ہوں خدا یا مری رسوائی کا چھا گیا بخت سیہ کیا کسی سودائی کا نام بدنام کر دو پھر مری رسوائی کا یہ نتیجہ ہے مری بادیہ پیمانی کا خلد میں ذکر جو چھڑا تیری رعنائی کا حوصلہ پست ہوا گنبد پر مینائی کا	لطف کیا پوچھتے ہو تم شب تنہائی کا دیدہ و دل نے تو رکھا نہیں پردہ باقی زلف ہوتی تو سر کتنی ترے چہرہ سے کہی ہنسکتا اپنے توبہ لے نہیں جاتے تم سے پچلے کہینچ کے اب جانب زندان تجکو حور و غلمان و ملائک کو تعجب آیا طرز رفتار تری دیکھ کے اوقتہ خرام
	اب بھی کچھ یاد وہ باتیں ہیں میرا جان تھیرا نام حسرت بھی کہی تھا کسی شیدائی کا
فلک ہونے لگا دشمن کسی کا وہ گدرا یا ہوا جو بن کسی کا کسی کے دل میں ہو سکن کسی کا کر گئی خون یہ چتون کسی کا چٹا جب ہاتھ سوداں کسی کا	ہوا آخر بت پر فن کسی کا وہ شرمائی ہوئیں آنکھیں کسی کی کسی سے کوئی رہتا ہو گریز ان انگا ہیں صاف کہتی ہیں کسی کی تسلی کی رہی ہر خاک امید

<p>ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا اثر کچھ کر چلا شیون کسی کا کہ نہ چومے گی ابوسن کی کسی کو وقف ہو جو بن کسی کا اگر یہاں بن گیا دامن کسی کا</p>	<p>تنہا ہی محشر میں یارب مٹی شوخی میں اونکی اندھنری ہمارے زخم دل ہستی ہیں سپر کسی کی تاک میں رہتا ہوں کوئی ہوئی دست بوس کی یہ داری</p>
	<p>تستی ہو چلی کچھ دل کو حسرت مرا دینے لگا جو بن کسی کا</p>
<p>یہ زمانہ ہر آپے مطلب کا دل تو مرحوم ہو چکا کب کا آشنا تھا یہ حرف مطلب کا یاد ہو مج کو نعرہ یارب کا آسمان پر طلوع کو کب کا یاد آتا ہی چو سنا لب کا ہاں وہ جاگن ترا شب کا یہ بھی انداز تھا کسی شب کا اور چپا ناوہ ہاتھ و لب کا</p>	<p>امتحان کر چکے ہیں ہم سب کا اب ہر امید و یاس کیوں بھوکو لب اظہار کو سزا دیجے قرط شادی میں غم نہیں بھولا شب دیو جو رہے سر میں نہ ہوا ہونٹہ چاٹا کرین نہ کیونکر ہم وہ ہم خوف سے رعایت سے وہ گلے سے لپٹ کے سو رہنا بوسہ دینا نہ شرم و شوخی سے</p>
	<p>عشق کامل پہ ناز ہو حسرت</p>

تو ہی اونسا دھو گیا سب کا

<p>شکر لازم ہے اس عنایت کا جلوہ دیکھا تمہاری قیامت کا خط مرا پاس غیر کے بھیجا غیر سے کب بہلا یہ ممکن ہے امتحان آج بزم میں کر لے دوقدم جب چلے وہ محفل میں وصل کی آرزو کہاں باقی غم کے حالات کوئی کیا جانے اونکے آتے ہی اپنی ہونٹوں پر کوئی پوچھے تمہاری کشتوں کے اب وہ پہلو میں آ کے بیٹھو میں ہجر میں یہ بھی ہونہیں سکتا نالہ دل ذرا ٹھہر جانا یہ بھی اک شانِ کبریائی ہے کوئی اتنا تو سوچ لے لیں بے نشانی تباہ دیتی ہے</p>	<p>وصل میں کام کیا شکایت کا کون سن کر رہا قیامت کا لکھا پورا ہوا ہے قسمت کا جان دینا ہے کام مہمت کا کون عاشق ہے تیری صوت کا فتنہ برپا ہوا قیامت کا دل تو غور ہوا ہے فرقت کا آتشِ ناہوتِ ریم مدت کا حرفِ آتا نہیں شکایت کا نام اک مرگ بھی ہے راحت کا کوئی پہلو نہیں شکایت کا زہر کہانا ہے کامِ فرصت کا وقت ہے اونکے خوابِ راحت کا آپ دعویٰ کرین محبت کا کوئی ساتھی نہیں ہے قسمت کا یہ نشان ہے ہماری تربت کا</p>
--	--

دیکھیے یہ ستم غریبوں پر بیکسی تو ہی کچھ بتا جا کر جان دیتا ہے حور پر زراہد کوئی امید اب نہیں باقی منہ میں پانی بہا کر لئے زلہ کے ایک ٹھوکر میں آج تو تنے نام اچھونکا اب بھی باقی ہے دو ہی دن میں بھلا دیا تنے آپ کی کیا بہلا شکایت ہے آپ کو کام گو نہیں مجھ سے کون گردن جھکائے بیٹھا ہے کہ رہی ہے مری گنہ گاری اوس نے بسمل ہی آج ہی چٹو مٹ گئے اور ولولے ساری	خوف کیجے ذرا قیامت کا وہ پتا پوچھتے ہیں تربت کا کیا ٹھکانا ہے تیری نیت کا دلولہ مٹ گیا طبیعت کا ذکر ہو کر شراب جنت کا فیصلہ کر دیا قیامت کا گو نہیں ہے شان تربت کا یاد رکھنا نہ لطف صحبت کا یہ نوشتہ تھا میری قیمت کا سلسلہ رکھیے خط کتابت کا کون پست لانا نہ است کا ہر یہ امیدوار رحمت کا دل میں ارمان ہا شہادت کا اک سہارا رہو وحشت کا
--	---

خاک لکھیے غزل کوئی حسرت

وقت متا نہیں ہے فرصت کا

پاس اچھونکو ہے اپنی بات کا

جھوٹ میں فرق ہے دن ات کا

<p>پاس رکھیے آپ اپنی بات کا ہر برس اک خدا کی ذات کا وصل میں ہونا وہ پہلی رات کا سر پہ موسم آگیا ربات کا مجھ میں دم باقی نہیں اک بات کا دن سے پہر بڑکھو عالم رات کا سلسلہ جاری رہو سوغات کا دیکھ لے نقشہ وہ تیری گات کا ساتھ رہتا تھا کبھی دُرات کا بند گیا طوفانِ فِراسی بات کا</p>	<p>مشغلہ ہو غم سے دُرات کا بیکسی میں کوئی بھی ساتھی نہیں ہجر کی شب کس قدر آتا ہی یاد دیکھیے کتنے ہوں اب تو شکن ہاں مددِ دوستِ قاتلِ اک اور تم مری گھر میں اگر آؤ کبھی جی میں ہر بچپن اور نہیں سخت جگر حسنِ یوسف پر جسے کچھ ناز ہو دیکھنا وہ نام سے واقف نہیں وہ ہوے برہم عدو نام سے</p>	
	<p>وہ ہوں پہلو میں تو حسرت کوٹے لطف کچھ دن کا مزا کچھ رات کا</p>	
<p>ہاں مگر یہ دلِ شتاق میں جلو اؤ نکا داوِ شر ڈھکا رہنے دے پرداؤ نکا نا تو انی نے مری رکھا ہے پرداؤ نکا پردہ درہم مری آنکھ کا پرداؤ نکا دل میں رہتا ہی سوا آنکھ سے پرداؤ نکا</p>	<p>اور تو کچھ نہیں ملتا ہے ٹھکانا اؤ نکا داد ملنے کی نہیں کوئی تنہا ہسکو وار خجہر کا کچھ ایسا نہ پڑا تھا کاری وہ جو میں پر نشین کاش یو میں ہو جاؤ یہی باعث ہے جو آنکھوں سے نہاں ہتے ہیں</p>	

<p>ابو کہہ آگئے ہیں جیت نہیں نکلتا اور کیا تم کیے جاتے ہو کیوں خون تنہا اونکا چشم شتاق سے پوچھے کوئی جلو اونکا آج تک ہم نے تو دیکھا نہیں جلو اونکا آئندہ دیکھنے پاتا نہیں جلو اونکا</p>	<p>نہ وہ صورت نہ وہ انداز نہ وہ بان نہ نگات لطف تو جس کے کہ تم سے مرے احباب ہیں دل کو جس کے ہو لگی وہ ہی بتا سکتا ہے لطف تو یہ جو کہ سن سکتے مرے جاتے ہیں ابو جو نام خدا شوق جیسا کا یا شک</p>
<p>حضرت دل غ کا بھی دم ہر غنیمت حسرت اس زمانے میں تو تانی نہیں پیدا اونکا</p>	
<p>ابو مشتاق ہوا سارا زمانا اونکا دیکھنا ہو جسے دیکھے وہ تماشا اونکا دل بیمار بنے کاش میسا اونکا میری آنکھوں میں ہمایا یہ جلو اونکا دیر اونکا حرم اونکا ہے کلیسا اونکا دیکھ سکتی نہیں ہر آنکھ تاشا اونکا رنگ دشمن نے کیا بزم میں پیکا اونکا میری صورت سے بدل جاؤ نقشا اونکا قہر ڈالتا ہے لب بام پر دلا اونکا</p>	<p>میرے لئے سے یہ کچھ ہو گیا شہر اونکا اسی باعث سے تو ہم چہرے میں محشر میں پاس جیتک ہو یہ چین نہ آئے اونکو ہجر میں بھی وہی صورت نظر آتی ہو مجھے ہر جگہ ڈھونڈنے والے کو وہ بلجائے ہیں عشق بازی کے لئے دیدہ بینا ہی ضرور دل غ لگانے سے ہو جاتی ہو تصویر لب پہر تو پورا ہو مراد اور محشر انصاف اور ہونا ہے فزون شوق طلبگاروں کو</p>
<p>وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غل کو سنکر</p>	

کیون نہوں ہے کہیں نام سنا تھا اونکا

جدا اکدم خیال یار جی سے ہونہیں سکتا
مقدر جب برا ہو کچھ کسی سے ہونہیں سکتا
قضا جب گئی پر کچھ کسی سے ہونہیں سکتا
پریشان ہو گیا دیکھا جو اونکو سو گوار دین
مری ناکا میان دیکھو کہ میرا قتل ہی اب تو
شب چران میں کہا نازہر کا آسان ہے لیکن
خدا کے ہاتھیں سب لیت عزت و انسا نکی
برو سا چاہیے انسا نکو شانِ رحیمی پر
بہن کو چاہیے کرنا بہن جو کام کرنا ہے
نہ مرنے ہی کے قابل ہونے صبری کا قابل ہونا
تمہاری ہاتھ مرنا ہے تمہاری ہاتھ جینا ہے
ہماری جان جاتی ہے نہیں انعام ہوتا ہے
وہی تم ہو کہ کچھ بھی ناز کی سے کہ نہیں سکتے
کہا نکلے نامہ بر حجاب کیسے ہنشدین کس کے
ازل میں مبتلا جو ہو گئے عشقِ حقیقی کے
یہی وہ جس ہے انسان جو شکل سے دیتا ہے

یغم سے ہونہیں سکتا خوشی سے ہونہیں سکتا
مثل چہ ہو کہ کچھ ہی آدمی سے ہونہیں سکتا
یہی وہ وقت ہے کچھ آدمی سے ہونہیں سکتا
عدو کا ہی تو ماتم اب خوشی سے ہونہیں سکتا
جو تجھ سے ہونہیں سکتا کسی سے ہونہیں سکتا
مگر یہ ہی تو ممکن ہے خودی سے ہونہیں سکتا
جو وہ ہو مہربان تو کچھ کسی سے ہونہیں سکتا
نہیں تو کچھ کسی کی بندگی سے ہونہیں سکتا
کسی کا کام یہ سچ ہو کسی سے ہونہیں سکتا
یہ آفت ہے کہ کچھ ہی ایسی سے ہونہیں سکتا
مرا جو کام ہو میری خوشی سے ہونہیں سکتا
کسی کا قتل کیا اس بُرخنی سے ہونہیں سکتا
وہی میں ہوں کہ کچھ طاقی سے ہونہیں سکتا
بیانِ درد و فرت خود مجھ سے ہونہیں سکتا
اونہیں سپر چرس عارضی سے ہونہیں سکتا
متلع دل کا سودا دل لگی سے ہونہیں سکتا

خدا کی شان ہر ایسی زمانے کی ہولیدلی
خدا کی مہربانی ہر پیمبر کی شفاعت ہو
یہ جینا کوئی جینا ہو کہ جس سے موت اچھی ہو
وہ محبوب زلیخا آپ محبوب آئی ہیں
ہمیں قتل ہی کا شاپن اپنی ہاتھ سو کرتے
نہ مرنے کی طرح لپٹے کا نہ جینا ہی سلیقے کا
عدو کو چھوڑ دیں وہ یہ خوشی سو کر نہیں سکتے
بناوٹ تو بناوٹ ہی تمہیں حاجت ہو کیا کی
محبت جب کسی کی ہو گئی پر چپ نہیں سکتی
کبھی صدر نہ بھٹکتا ہو نہ جس نے چوٹ کھائی ہو
ضرورت وہ بری شو کہ کچھ ہی بن نہیں پڑتی
قیامت یہ ہوئی ہو دشمنی تو کر نہیں سکتے
نہ دنیا او کی اچھی نہ عقیقی او کی اچھی ہو
ملاع دل جو رکھتے تھے او ہی ہی ہم لٹا بیٹھو

کہ کوئی کام ہر راستی سے ہو نہیں سکتا
قیامت میں ہی ہر تو کچھ کسی سو ہو نہیں سکتا
ہمیں کچھ لطف حاصل زندگی سو ہو نہیں سکتا
تقابل کچھ ہی حسن یوسفی سو ہو نہیں سکتا
مگر یہ ہی تو عذر ناز کی سے ہو نہیں سکتا
تبی دستی میں کچھ ہی آدمی سو ہو نہیں سکتا
میں ان کو چھوڑ دوں یہ خود بھی ہو نہیں سکتا
قیامت کا سماں کیا ساوگی سو ہو نہیں سکتا
او سو نہمان کرے یہ آدمی سے ہو نہیں سکتا
او کچھ لطف حاصل عاشقی سو ہو نہیں سکتا
اسو ٹالے یہ ممکن آدمی سے ہو نہیں سکتا
اور او سے صل ممکن دوستی سے ہو نہیں سکتا
جہان میں کام کوئی بے زری سو ہو نہیں سکتا
کرین کیا اب تو کچھ ہی مفلسی سو ہو نہیں سکتا

فقط باقی رہا ہر ایک حسرت اس زمانے میں

کوئی واقف رموز عاشقی سو ہو نہیں سکتا

مقدور مر آشکوہ کیا ہو کسی کا

زبان ہمیشہ رہے نہ کسی کا

<p>ہمارے وفا و نپہ کرنا جھانٹیں سبب کیا اونہیں نیند آتی نہیں سمجھ رکھیں دل صاف ہو چکا ہو دیا ہننے دل و سکون اصح تجو کیا یہی کہہ ہی ہیں نگاہیں کیسی ڑی ہیں جوڑ کے آنکھیں کیسی شائقی تو مود کو پر یہی سُنلو اوہر آجو منظور شوق جفا ہے جو مشتاق ہوں کچھ جلد آئیں</p>	<p>زبانزدیہ قصہ ہوا ہے کسی کا مگر آج نالہ رسا ہے کسی کا ہوا تھا نہ وہ آشنا ہے کسی کا اجارا ہوا اس میں کیا ہے کسی کا کہ آنکھوں میں نقشہ جما ہے کسی کا جگر ٹکڑی ٹکڑی ہوا ہے کسی کا کہ بیسوں ہی گھر رہا ہے کسی کا ستم ہے بیسوں بہا ہے کسی کا کہ اب رخ سے پردا اوٹھا ہے کسی کا</p>
<p>تھاری یہ باتوں کو کہتا ہے حسرت کہ تم کو بھی ہوا ہوا ہے کسی کا</p>	
<p>خفتہ حشر کی صورت نہ حشر امان ہونا صورت چشمہ نقش قدم دشت میں ہی دب تو تھم میں بھی ہوتا نہیں آنا اون کا اس ترجم کے تصدق یہ تماشا کیا ہو زلف آشفہ و لگیوی پر پوش بننا آرزوی دل بیتاب کا برآنا تھا</p>	<p>شعلہ طور سرگور عنبر بیان ہونا لازم آیا سر ہر خار کا مڑگان ہونا ناامیدی کو پیشتر نہیں ارمان ہونا آپ اگر مری بالین پہ پشیمان ہونا دل کو منظور تھا گریوں ہی پریشان ہونا تیر کا سیہ لعل میں پرافت ن ہونا</p>

<p> سرو کا صحنِ چمن میں ہر حسرتِ امان ہونا زہر کرنا ہی ترے کام کا آسان ہونا جلوہ افروزِ سرِ زہمِ قیسمان ہونا بتلائی غمِ مایوسی و حیران ہونا اور میرا وہ دمِ ذبح گران جان ہونا اور مرار و زجرِ جزا دستِ بدامان ہونا میری کوتاہی قسمت سے خرگان ہونا چاک ہاتھوں سے مکر دامنِ جانان ہونا کب ہے منظورِ غمِ غیر کا شادان ہونا تیرے دربان کو آتا نہیں رضوان ہونا ابر کا چرخ پہ آہستہ حسرتِ امان ہونا میرے ویرانہ کا جلوئی سی پستان ہونا </p>	<p> وصفِ گلِ چہرہ میں کا غنچہ قلم کا چلنا جان دینے سے تسلیٰ دلِ مضطرب کی چاندنی سے دلِ زخمی کے لئے او ظالم دل لگا کر کسی حیرم سے ہو فرضِ ہمیں امتحانِ خیرِ قاتل کا بگڑنا افسوس رخِ خجالت سے قیامت میں چپا نا تیرا باہر آتے ہی ترے تیرنگہ کا ظالم بے حواسی کا برا ہو یہ تغافل کیا ہے جان دینے کی تمنا بھی سہی پر مجھ کو تو تو ہے حورِ لقا گم ہو ترا حسیدِ برین آیدِ فصلِ بہاری کی خبر دیتا ہے پرستشِ خاطرِ وحشی کو وہ آنا اونکا </p>
<p> کچھ اسی ڈھب کے سنا اور ہی حشرِ اشعار تاکہ ظاہر ہو ترا آج سخنِ دامنِ ہونا </p>	
<p> قطرہ آب کا ہے مایہِ حیوان ہونا حشر کے بعد بھی اک حشرِ نمایان ہونا دلِ سہل میں تری تیر کا پیکان ہونا </p>	<p> بادہ کا عالمِ مستی میں نمایان ہونا تیری رفتار سے ممکن ہے یہ سامان ہونا واسطے چشمِ جراحت کے ہر مژگان ہونا </p>

آتش افروختہ دارغ سے سوزان ہونا
 دستِ نازک سے تری خونِ شہیدان ہونا
 تیرے قبضہ میں ہے جب نہ وہ چچان ہونا
 چشمِ غوناہ نشان نے مری سیکھا کس
 لذتِ خلدِ برین کا ہے نمونہ زاہر
 ہی قیامت کہ فشر تو نکے لکھ پر ٹھہرا
 مردہ ای ساقی گلف نام کہ مشہور ہوا
 طائرِ جان کو ہوا شوقِ ہوا پران
 کشتیِ نوح کے مانند پر گارگون
 نہ جفاؤں کی تنائے ستم کی خواہش
 وعدہِ جملوہ دیدارِ معطل رکھنا
 ظامہ انگشت بدندانِ تحیر سے مرا
 جان دینا شبِ ہجران میں ہر آسان لیکن
 دلِ وحشتِ زو اس جال میں پہنچتا ہی
 شور و فسادِ دو اک شورِ قیامت کرنا
 ہمسے گر عاشقِ جانبا زنونِ دنیا میں

دلِ مضطر کو ہوا سر و چراغان ہونا
 عرصہِ حشر میں ہی ہر سرِ بعنوان ہونا
 ہم سے ممکن ہی نہیں توبہ و عصیان ہونا
 خونِ مالیدہ سر انگشتِ حسنان ہونا
 بادہ و جام و گل و سنبل و ریحان ہونا
 حشر میں نامہ اعمال کا میزان ہونا
 آہِ فصلِ گل و باد بہاران ہونا
 موسمِ گل میں تری تیغ کا عریان ہونا
 جوشِ بادہ سے ہی میخانہ بن طوفان ہونا
 اور پر غیر کو یوں عشق میں نازان ہونا
 حشر میں ہی نہ مری حالِ کل پران ہونا
 دلِ وحشی کو ہو کشت کا ثنا خوان ہونا
 اضطرابی میں کمانِ زیرِ کاسان ہونا
 خوب سیکھا تری زلفوں کے پریشان ہونا
 چاہیے سینہ میں اک حشر کا سامان ہونا
 ای ہو تو تکوین سے نہو حبان ہونا

جمع ہوتے نہیں اور راقِ پریشانِ حشر

میری قسمت میں نہیں صاحبِ یوان ہوتا

کیون جو وقت مہینے تیرا سہا ہوتا
ایک کاشی وہ دم بہ کو مجھے جدا ہوتا
بے جانے اگر مہینے دل تم کو دیا ہوتا
گر جنس بری سمجھے سو دانہ کیا ہوتا
منظور تھا گریوں ہی دھوکا نہ دیا ہوتا
تم یوں نہ چلے جاتے پھر ریکتے کیا ہوتا
تم مجھے خفا ہونے دل سے خفا ہوتا
اچھا جو ہوتا میں یہ بھی تو بُرا ہوتا

کبخت نہ دل اپنا گر تجھ پہ نہ ہوتا
موقع نہ قیام کو آنے کا ملا ہوتا
شکوہ ستم و غم کا ماں لب پہ بجا ہوتا
خواہش سو بدل میرا خود نمونے لیا ہوتا
گر لطف نہ تم کرتے دل وقت ستم رہتا
قابو میں جو دل ہوتا اپنا تو بتا دیتے
رنجش یہ مراد بتی کہہ ہم ہی اگر مہوتے
نام اہل وفا کا ہو دنیا میں مکر سے

حسرت بگڑ کر تم کب چین سے گھر رہتے

عالم میں خدا جانے کیا فتنہ بپا ہوتا

آئے جو میری آنکھوں میں تصویرِ نقش پا
رہتی ہو دل کی آنکھوں میں تصویرِ نقش پا
سننے میں زندہ کرتی تو بائیں نقش پا
کیون مہر سے فزون نہ تو تصویرِ نقش پا
یہ ہو زبانِ حال سے تقریرِ نقش پا
کیون نہ ہو عروجِ تقدیرِ نقش پا

نورِ نگہ کا کام دے تو تصویرِ نقش پا
تیرے قدم سے یہ بڑی توقیرِ نقش پا
یارِ ہماری خاک پہ اونکا قدم پڑے
آخر کسی کے پایِ خانی کا عکس ہے
جب خاک میں ملے تو کوئی آشنا نہیں
اوسلے ہی پاؤں خانہ و شمع سے وہ پہرے

وہ بجدہ گاہ عام ہے یہ بجدہ گاہِ خاص بیت الحرم سو کم نہیں توقیر نقشش پا

حسرت عدو شریک ہو او کا دم خرام
بن بنکے پھوٹ جاتی ہو تقدیر نقشش پا

تنگو جانا ہی گھر چلے جانا	شب کی شب ٹھہر کر چلے جانا
حضرت دل تم اوسکے کو پھین	گرتے پڑتے مگر چلے جانا
یہ بھی جائینگے اک ذرا ٹھہرو	لیکے دل اور جگر چلے جانا
شب اندھیری ہو اب ٹھہر جاؤ	صبح ہوتے ہی گھر چلے جانا
آتو جاؤ مری عیادت کو	اک ذرا دیکھ کر چلے جانا
منہ ہوا ندی ہو یا قیامت ہو	اونکو دشمن کے گھر چلے جانا
نالہ دل فلک کے پار مگر	چوڑ کر تم اثر چلے جانا
جب گزرنا ہمارے تربت پر	اونکو منہ پھیر کر چلے جانا
جاؤ مقتل سے تم نہ خالی ہاتھ	کاٹ کر میرا سر چلے جانا
جاستے ہیں جانے ذرا ٹھہرو	ہم ادھر تم ادھر چلے جانا
یاد ہی خوب دے سکتے ہی مجھے	وہ چورا کر نظر چلے جانا
خوب جانا ہی آپ کا شاہ اش	مفت دل چیس کر چلے جانا

تیرے کو چہ سی مای حسرت کا
دل کو وہ تمام کر چلے جانا

یہ ستم ہی اوٹھا کے دیکھ لیا	بزمِ دشمن میں جا کے دیکھ لیا
بس نصیبِ زما کے دیکھ لیا	اور چہ دل کو لگا کے دیکھ لیا
عشق میں دل جلا کے دیکھ لیا	حسن کو آزما کے دیکھ لیا
اوس سچے چلن اوٹھا کے دیکھ لیا	نگہِ شوق نے جو کی تاثیر
خوب سمنے مٹا کے دیکھ لیا	آرزو دل کی مست نہیں سکتی
ہمنے آنکھوں کو جا کے دیکھ لیا	وصلِ دشمن ہی اک تماشا تھا
اوسنے جب سکر کے دیکھ لیا	شوق بیتاب ہو گیا دل میں
جس نے آنکھیں چور کئے دیکھ لیا	وہ مراد دل چورائے جاتا ہے
ہمنے ہی چپ چپا کر کے دیکھ لیا	وصلِ دشمن کا جو معاملہ تھا
حالِ دل ہی سنا کے دیکھ لیا	وہ کہانی اسے سمجھتے ہیں
ہمنے دل ہی لگا کے دیکھ لیا	لطفِ پایا نہ کوئی بھی اس میں
بار بار آزما کے دیکھ لیا	ہم کو لہتا نہیں تقدّر سے
پیکے دیکھا پلا کے دیکھ لیا	زائد اسے ہمنے محکشی کا ذرا
دل سے دل بھی ملا کے دیکھ لیا	آنکھ سے آنکھ تو ملی تھی مگر
کبھی کچھ سکر کے دیکھ لیا	کبھی شوخی سے منہ کو پھیر لیا
جس کو چاہا بلا کے دیکھ لیا	نقشِ حب و عجیب جذبہٴ دل

نام سنتے تھے ہم تو حسرت کا

آج آنکھوں سے جاسکے دیکھ لیا

دے چکے دل ہی تو پشور مچا ناکیسا
یاد آتا ہے ہمیں ہاے زما ناکیسا
تم ہی نصف ہو کہ ہر دل کا سنا ناکیسا
دل کا ہوتا ہے مریجان لگانا کیسا
سب نے باندھا ہے مضمون پڑانا کیسا
ہمنے دیکھا ہے آنکھوں سے مانا کیسا
دل نہ دینے کا ملا اون کو ہسنا کیسا
اب ہن ارمان کے ارمان مٹانا کیسا

آہ کالب پہ محبت میں یہ لانا کیسا
جوش وہ طبع کا کچھ اور انگین دل کی
غیبے کو تنکوستایا تو شکایت کیسی
آپ کے حسن کی دوون میں وہ فوق نہی
بال سے دیتے ہیں اس گل کی کمرکتہ
وصل میں شاد کہی ہجر میں ناشاد رہے
کتے ہیں پیروں کیوں لیکے اسو جلنے کو
کبھی رہتا تھا اسی دل میں ہجوم حسرت

تو تو ہشیار ہے نادان نہیں اور حسرت

جان کو عشق کا پھر روگ لگانا کیسا

اب کیا ہے ہاتھ سے وہ تماشا نکل گیا
میرا نصیب آج بگڑ کر سنبھل گیا
آتے ہی آتے ادھنکے مراد م نکل گیا
دشمن کے گروہ آجکی شب ہی اہل گیا
نقدیر تھی مری جو میں بچکر سنبھلا
کوئی مسافر آج گھر میں نکل گیا

کل بزم غم میں جو مرا و ارجل گیا
وہ بے وفا جو غیب کے گھر سے نکل گیا
جس گڑا چکا فساد مٹا سب خنل گیا
آنا ہے میرے پاس تو موقع یہ خوب ہے
کوئی کمی نہ کی تھی تری تیغ ناز نے
راہ عدم میں رہتا ہے تانا لگا ہوا

<p>جانا کسی کا یہ مری حالت بدل گیا لودل ہی اب تو ہاتھ سے میرے نکل گیا دیکھا جو مجھ کو دور سے نقشہ بدل گیا جب یہ سنا کہ غیر وہاں سر کے بل گیا بنیاب ہو کے سینہ سے دل ہی نکل گیا کیا پاؤں اونکا شرم سی باہر نکل گیا کیوں خود بخود یہ سر اگیں جان گیا اچھا ہوا عدو مرے آگے سے مل گیا</p>	<p>بیتا بیون کی نذر کیا صبر و زقرار مدت سے روک تھام تھی آج انکو دیکھ کر وہ نہیں ہے تنہ غیر سوا اللہ تیری شان آنکھیں بچھائی دیکھتے ہیں ہم اونکی اہین مین کیا کہوں کہ کیا مری حالت بدل گئی کیوں ہاتھ دوڑتا ہے گریبان کی طرف چولی کسی کی مسکی ہوئی کیا نظر پڑی بیٹھے ہوئے پہر آپ تماشا ہی دیکھتے</p>
--	--

اوسکو بٹھا کے پاس وہ حسرت نہیں رہی
 حضرت کا کچھ اب اور ہی نقشہ بدل گیا

<p>اور دو چار گواہوں کو ملائے رکھنا برسوں امید میں عاشق کو لگائے رکھنا دل کو اون تیز نگاہوں سے بچائے رکھنا تاکنا مال مرا اپنا چھپائے رکھنا عرصہ حشر میں دامن کو بچائے رکھنا وصل کی رات میں بھی منہ کو چھپائے رکھنا دل چور اگر بھی وہی آنکھ چورائے رکھنا</p>	<p>قتل نامہ مرا تم ساتھ لگائے رکھنا ٹان و صل کے وعدہ کو یوہن آجکی کل سامنے اونکے نوجوان تو ہر قصہ لیکن مانگتے دل ہو دکھاتے نہیں اپنا دیدار ایسے مجمع میں تو ہوتے ہیں طلبگار بہت مگر بے درد تری ایسی حیا نے مارا مسوا کا آتما ہے سلیقہ کیسا</p>
---	--

ہمتو کہتے ہیں کہ یہ کام نہیں انسان کا گو وہ آئیں کہ نہ آئیں مجھے وعدہ پھر تو سُج اے زائد گمراہ یہ ایمان ہی مرا اونکے دربان کی آنکھوں میں نہ جانا اچھا	دل حسینوں سے ہو دشوار بچائے رکھنا فرش آنکھوں کا سر راہ بچائے رکھنا نامہ یار کو چھاتی سے لگائے رکھنا بختِ خفہ کو مگر میری جگائے رکھنا
--	---

پہچگانہ یہی حسرت کی دعا رہتی ہے
میرے لاشہ گناہوں سے بچائے رکھنا

پہلی ہی بات کہنے میں وقت نماز تھا دشمن کے گھر میں آپ ہوں یہ خبر نہ ہو تشبیہ و س سے آپ کو کیا لغو بات ہی سننا ہی تھا نہیں تہیں منظوریوں کہو بیڑا اوٹھائیں کہے بہرے سے پہ عشق کا لڑتے ہی آنکھ آپ سے نقشہ بدل گیا منظور ہوا وہ نہیں تو نہیں کچھ جگہ کی قید چھایا تارعب یہ کسی بادہ فروش کا جس دل کو تو نے جان کے بچپن کر دیا جو کچھ کیا وہ اس دل بیتاب لئے کیا	ایسا شبِ نراق کا قصہ دراز تھا کیا ملنا آپ کا کوئی پوشیدہ راز تھا محمود کا عن سلام ہی آخر ایاز تھا کم رہ گئی تھی رات نہ قصہ دراز تھا وہ دل نہیں رہا یہ عین جس پہ باز تھا دل کی جگہ بھی سینہ میں سوز و گداز تھا مولیٰ سے کوہِ طور پہ راز و نیاز تھا زائد کے سامنے درِ میخانہ باز تھا ظالم اویسی میں کچھ ترا پوشیدہ راز تھا میرا قصور اس میں بندہ نواز تھا
--	--

ہاں دل ملے کی بات ہی حسرت ہو اور کچھ

کل ناز تھا او دہرے اوہر سے نیاز تھا

دلبری میں پہلے تو ہی طاق تھا	حسن تیرا شہرہ آفاق تھا
رات دن درپر لگی رہتی تھی بیڑ	اک جہان ظالم ترا مشتاق تھا
اور کیا تھا ناساۓ اعمال میں	جسم کا کما تہ نگریہ باق تھا
غیر کی صورت نظر آئے تھے آپ	کچھ ہمارا دم بھی خلاق تھا
کشتہ خط کو سنائیں گالیاں	زہر خوردہ کا یہی تریاق تھا
دید بازی کا مزایا یہ اب	میں تو بے دیکھے ترا مشتاق تھا
مندی ملنے کا بہانہ مل گیا	او تو کو پہلے ہی سے آناشاق تھا
آج او سجا پرہین پروانوں کے پر	جس جگہ کل جمع عشاق تھا
اب جو دیکھا خاک کا اک ڈھیر ہے	ہاں وہ گلرو جو سچیں باق تھا

خیر ہے حسرت یہ کیا حالت ہوئی
آپ کو تو دل لگانا شاق تھا

محفل فروز ہونے کے قابل نہیں رہا	ہم رنگ شمع جل کے مرادوں نہیں رہا
سر ہے شاد راہ تو دل پامیال راہ	سامان براے دعوت قائل نہیں رہا
پورا گلا دیا مری آہوں نے آئینہ	اب نام کو بھی ادوں کا اعتبار نہیں رہا
جیران ہیں کہ پیش کش یار کیا کریں	تو ہی ہمارے پاس تو امو دل نہیں رہا
پردہ شکاف ہو گئی اپنی نگاہ شوق	اب کوئی دریاں میں حائل نہیں رہا

پوری پڑی جو تیغ ادا کام کر گئی	کشتہ ہوا ہون شکر ہی بسمل نسین رہا
کی ہے تری جفا کی تراکت نے روک تھام	سماں بقیہ راری بسمل نسین رہا

حضرت جگر سے کام لے سوز و گداز کا
یہ تو ہے تیرے پاس اگر دل نسین رہا

<p>سچ تو یہ جب ہاتھ سے وہ ملے لقا جاتا رہا رات تھوڑی رہ گئی وہ ملے مند ہی گئی ہوش کیا ہوا لگتی جب سے بت کا فریاد لگے لطف ہی ویسا نہیں ہو گویا معشوق ہون قدر الفت میری اونکو بعد مر کے ہوئی آپ نے تو دل لیا ہوا اور پھر طرہ یہ ہے سب کو کہو یا ہمیں جب ظالم بھی کو کو دیا روک بھی سکتا ہو کوئی جانو الی چیز کو دل ہی اک بوسہ کے بدلے تم سمجھ لو سچ لو دل کو دیکر اس طرح کوٹے گئے اون زمین ہتھوکیا کیا سوچتے تھے ہی اونکو دیکھ کر مجھے مطلب کو پوچھیں اور میں خاموش ہوں پوچھتے پھر تھے میں وہ ہی آج راہ عشق میں</p>	<p>زندگی کا لطف جینے کا مزا جاتا رہا آج تو ملنے کا اونکے آسرا جاتا رہا ہاتھ سے میرے مراد دل ناصحا جاتا رہا سچ تو یہ ہر چیز کا اب تو مزا جاتا رہا ہاتھ ملکر کہتے ہیں کیا آشنا جاتا رہا چمٹ کر کہتے ہیں مجھے کیسے کیا جاتا رہا اور باقی کیا رہا جب آشنا جاتا رہا دل ہمارا ناصحا جاتا رہا جاتا رہا ابکے یہ سودا اگر جاتا رہا جاتا رہا فہم میں یہ ہی نہ آیا اپنے کیا جاتا رہا ہاتھ سے دل اور دل سے مدعا جاتا رہا ہا ہی میرا وہ دل پُر مدعا جاتا رہا خضر کے بھی ہاتھ سے وہ رستا جاتا رہا</p>
---	---

<p>اور سچ پوچھے تو کوئی کیا آپکا جانا رہا دل کے جاتے ہی وہ سارا جگمگا جانا رہا</p>	<p>رورہے ہیں وہ بناوٹ دل مرحوم کو رات دن رہتی تھی کیا کیا حضرت اراکلی چہرے</p>
<p>رات وہ کہتے تھے حسرت یہ تمہاری ذکر پر میکدہ سے آج کیا وہ پار سا جانا رہا</p>	
<p>یہی تھا نہ وعدہ ہمارا تمہارا یہی تو ہی جگڑا ہمارا تمہارا سناسے جو قصہ ہمارا تمہارا طریقہ ہے یہ آشکارا تمہارا مرے دل پہ کیا ہی اجارا تمہارا جدھر ہو گیا ہی اشارا تمہارا سمجھتا ہوں میں بھی اشارا تمہارا ہمیں حشر میں ہے سہارا تمہارا جو دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا کیا ہو نہ جس نے نظار تمہارا نہ لون نام ہر گز دوبارا تمہارا ہمارا ہمارا تمہارا تمہارا وہاں فیصلہ ہی ہمارا تمہارا</p>	<p>وہی دیکھو دشمن ہے پیارا تمہارا نہ ہو اور جانب اشارا تمہارا نہیں کوئی مجسوں کی سنا کمانی وقاؤن کے بدلے بھا کر رہے ہو میں دون یا نہ دون کچھ تقاضا نہیں ہو پہری ہے او دہری کو ساری ضائی مرے آگے دشمن سے آنکھیں نہیں ہو شفیع گناہان امت تمہیں ہو نبیہ کس طرح سے ہمارے تمہاری نہیں آنکھ وہ آنکھ ہونے کے قابل یہی کہہ رہی ہیں جہنائیں تمہاری دوئی گر نہیں ہے تو کیوں کہہ رہے ہو ذرا روز محشر کو آنے تو دیجے</p>

<p>نہو گایہاں تو گزارا تمہارا نہیں بچتے دیکھا ہی مارا تمہارا نہیں اب تو ملتا نظار تمہارا</p>	<p>مرا حال سنکر وہ کہتے ہیں مجھ سے سیجا ہی آئیں تو ممکن نہیں ہے کبھی آنکھ لڑتی تھی پھرون میں سے</p>
<p>بخومی نے ہنس کے کہا ہے جیسترت کہ چمکے گا جبکہ ستارا تمہارا</p>	
<p>بڑا چاہتا ہے ہمارا تمہارا بہو سا ہمارا سہارا تمہارا مجھے کھل گیا حال سارا تمہارا کرے سامنا کیا چکارا تمہارا وہ انداز ہے پیارا پیارا تمہارا کہ جس پر فنا ہے کنارا تمہارا کہ جس کو بلاتا ہے پیارا تمہارا کبھی ہوا دھڑیر ہی اشارا تمہارا</p>	<p>یہ دشمن جو ہے آج پیارا تمہارا دلِ ناز پروردہ رکھتا ہے اب تک تکلف یہ ہے غیبر ہی کی زبانی نہ تیزی نظر میں آنکھوں میں شوخی جفا کو سمجھتے ہیں عاشق و فاسق پتا اٹاتا ہے اسے عشق ہو کو کوئی کاش آکر شپ جگر کدے نگاہِ نلطف ہے دشمن کی جانب</p>
<p>اثر اؤ نکو ہو تا نہیں آہ حسرت فلک پہونکتا ہے شہرا تمہارا</p>	
<p>شنا کر نام لکھا ہے قلم نے لوح پر میرا سیر لو کہ مژدہ پر ہی رہا سخت جگر میرا</p>	<p>جگر ایندی خامہ ہوا جلیج گریہ ہوا اک ہرنگون ہنگام گریہ غیر کلا گے</p>

<p>نمک پرورودہ دیرینہ عشق تباہ بین کیا سوزِ جگر نے خاکِ خرمچہ تو حالِ بے خیالِ خونہا می روزِ محنت کسر کو باقی ہے بُرا ہو جان دینے کا کیا کس طرح کارسوا</p>	<p>ہوا ہرگز نہ مرسم آشنا غمِ جگر میرا ہوا ہی دیدہ دشمنِ مین اک مدت گھر میرا جکا جاتا ہے بارِ منت قاتلِ سو میرا سیرِ بالینِ مرقہ رو رہا ہے چارہ گھر میرا</p>
<p>انکھ کی تاب نہیں دیکھے جو جلو اوسکا دیر مین ہی کبھی کعبہ مین ہی جلو اوسکا شبِ معراج کا باعث یہ کہلا ہی مجکو اور بھی طالبِ دیدار یہاں لاکھوں مڑ کعبہ و دیر کے جانے پہ نہیں ہی موقع وہ تو واحد ہے مگر پہر ہی کثرت ایسی بنگدہ مین بھی نظر آتا ہے وہ ہی زاہد طالبِ دید ہو خود شبِ معراج حرا</p>	<p>دماغ اپنا اب ہی حسرت نیکو نکر آسمان پر ہو ہوا زینت وہ فتراک قاتلِ آج سہ میرا</p> <p>سب مین ظاہر ہی مگر سب ہی پردا اوسکا کوئی دیکھے تو ذرا آکے تماشا اوسکا کہ ملے جلوہ محبوب سے جلو اوسکا تو ہی مشتاقِ تجلی نہیں ہوئی اوسکا جلوہ چرچر مین ہی دینے بنا اوسکا سب کی آنکھوں مین پہ کرتا ہی جلو اوسکا دیکھے دینے بنا سے تماشا اوسکا اللہ اللہ کوئی دیکھے تو رہا اوسکا</p>
<p>اب تو ہے یہ ہی لہاک اپنی تما حسرت دیدہ و دل پہ مگر نقش ہو نقشنا اوسکا</p>	<p>اب تو ہے یہ ہی لہاک اپنی تما حسرت دیدہ و دل پہ مگر نقش ہو نقشنا اوسکا</p>
<p>جیتک کہ نہ لے و سر دل تہاک کسی کا</p>	<p>کب یار بنے وہ بت چالاک کسی کا</p>

شیدا ہے ہمارا دل غمناک کسی کا
 بہتر ہے کہ قصہ نہ کرو پاک کسی کا
 اچھا ہے تصور دل غمناک کسی کا
 کچھ پاس ہے دیدہ ہنسناک کسی کا
 دل چین نہ لے وہ بت چالاک کسی کا
 مہر کہیں آج تو دل تاک کسی کا
 کچھ کام تو آیا دل صد چاک کسی کا
 کیا خوب زمانہ ہے طرب ناک کسی کا
 دشمن ہو اگر آپ ساسفک کسی کا

کہتا نہیں کچھ حال کہ کیا نام ہو اسکا
 کیون وعدہ فردا پہ لگا رہا ہوا حق
 غم کہانے سے کوئی نہیں کہیں کیست
 آنسو نہ نکلا جائیں کہیں نعرہ عدو پر
 رہتی ہے بھی مجمع عشاق میں شہرت
 یہ مجمع عشاق سے اوتھتی ہیں صدائیں
 وہ اسکو سمجھتے ہیں مگر شانہ کیسو
 ساقی ہونے لگی ہو مو سا غو گل ہی
 کیا خاک ہو ہر جبین کی اس جہان میں

ہم پہلے ہی کہتے تھے لو اب دیکھا حشر
 ہرگز نہ وا وہ بت چالاک کسی کا

انسان نہ مریوں عنایت ہو کسی کا
 پہر کیوں نہ گلا روز قیامت ہو کسی کا
 انسان اگر عاشق صورت ہو کسی کا
 دشمن بھی نہ بیمار محبت ہو کسی کا
 کیوں کوئی نہ سر گرم شکایت ہو کسی کا
 لیکن کبھی صدیہ فرقت ہو کسی کا

یار بے کوئی بندہ حاجت ہو کسی کا
 پورا نہ اگر شوق شہادت ہو کسی کا
 لب پر نہ کبھی حشر شکایت ہو کسی کا
 دل یوں نہ گرفتار مصیبت ہو کسی کا
 یوں ظلم اگر چہ دو غایت ہو کسی کا
 آجائے اگر زوت تو یہ بات ہے بہتر

<p> ہو جای کسیکے دل بیتاب تو سکین پروردہ ہو ذرا دیر کو ای داو محشر کس طرح کوئی چوڑی بہ طرز جفا کو چپتا ہو کہین منہ پہ ہون گر لاکھ نقابین دن رات کسی کوچین دشنام کیون کیون اپنی ہی صورت کا ہوا گندہ نقشہ ہرگز کسی کافر کو نہ دون تاصح نادان کہتے ہیں وہ مقتل میں مکر سے آئے کس طرح سناؤں تجھے ای داو محشر ہاں اور تو سب صدا وٹا لیتا ہوا انسان ہونے لگے کچھ میری محبت کی او سو قدر میں مرا ہوں یاں آنے میں اغاض ہو سکو آتا ہوا سی تاک میں ہر روز وہ ظالم انسان کا دل ہاتھ سے کس طرح بچاؤ </p>	<p> گر آج بھی آنا سر تربت ہو کسی کا انصاف اگر روز قیامت ہو کسی کا یہ ہی اگر آئین محبت ہو کسی کا جب حسن ہی خود طالب شہرت ہو کسی کا قابو میں اگر جو شش طبیعت ہو کسی کا معشوق جو وہ آئینہ طلعت ہو کسی کا سینہ میں جو دل سیر امانت ہو کسی کا دل آج جوشت تاق شہادت ہو کسی کا قصہ جو مرے دلہین امانت ہو کسی کا اوٹتا ہی نہیں صدرہ فرقت ہو کسی کا وہ بھی جو کہین عاشق صورت ہو کسی کا یا رب نہ کوئی باعث راحت ہو کسی کا سودا سر بازار محبت ہو کسی کا چہرہ ہی اگر قابل الفت ہو کسی کا </p>
---	--

دیتا نہیں کبھت کسی وقت بھی آرام
 دل ایسا زما نے بیخ حسرت ہو کسی کا

ظالم جو ترا طالب دیدار بنے گا
 وہ موت کا اپنی ہی طلبگار بنے گا

ہر شخص دل و جان سے حسرتیدار بنے گا
 پیسے کی اگر یہ سیرمقدر کی سیاہی
 مایوس نہوائے دل نا کام ترا کام
 کر لیجے جو ہو سکے کچھ آپ کے کوشش
 بدلے لگی یہ بگڑی ہوئی تقدیر کہی تو
 یہ بھی ہے مری خوبی قسمت کا کرشمہ
 اک بوسہ کی قیمت دل و جان کہتی ہو لیکن
 ہر طہ لب بوسہ میں تو تم طہ لب دل ہو
 گر ہو گئی تیرے لب جان بخش و صحت
 آنکھوں کی نہیں تاب کہ دیکھیں ترا جلوہ
 گر مہر میں پہنچے گی تری حسن کی شہت
 کہتا ہے کہ دیکھوں تو ذرا کیسی ہو صورت
 دل پہنچے ہم جا سکتے ہیں اب کوئی تانہیں
 دل چنے لگا یا تھا سمجھ کر اسے دلدار
 کہ خلد سے ظالم جو نہیں ہی ترا کو چہ
 کچھ ابھی جو ہوئی کاندرا تیری روانی
 صحرائیں جو آیتراے امرو کا تصور

جس گہرین ہو تو مصر کا بازار بنے گا
 تو یوم قیامت ہی شہنشاہ بنے گا
 سو بار جو بگڑیگا تو اک بار بنے گا
 لیکن کہی دشمن نہ وفادار بنے گا
 اپنا بھی کہی بخت نگوں نار بنے گا
 آسان ہی جو کام ہو دشوار بنے گا
 اور سکو ہی تو دیکھو جو خریدار بنے گا
 ایسا تو نہ سودا سیر بازار بنے گا
 تو رشک سیجا ترا بیمار بنے گا
 کچھ دل ہی مگر طہ لب دیدار بنے گا
 یوسف ہی میجان حسرتیدار بنے گا
 وہ کون ہے جو میرا حسرتیدار بنے گا
 اس جنس کا کوئی تو حسرتیدار بنے گا
 کیا اسکی خبر تھی کہ شہکار بنے گا
 طوس نے بھی ترا سایہ دیوار بنے گا
 تو کام نہ آئے خبر خوشخوار بنے گا
 تلوار مجھ دشت کا ہر خار بنے گا

حسرت سے یہ فرماتے ہیں چہ تو دیکھو
اس شکل پہ تو میرا خریدار بنے گا

<p>پورا نقشہ ہی مرغِ بسمل کا دل میں ارمان رہ گیا دل کا لٹ گیا قافلہ مرے دل کا دیکھ لے انداز کوئی قاتل کا ہی باقی ہے مشغلہ دل کا دیکھ کر رنگ تیری محفل کا فیصلہ آج ہو گیا دل کا رنگ بگڑا ہے ماہِ کامل کا دیکھ کر قصا پئے بسمل کا رنگ ہے زرد شمعِ محفل کا گم ہوا ہوشِ شانِ منزل کا رو نہ کیجے سوالِ سائل کا</p>	<p>حالِ یو چو نہ تم مگر دل کا دیکھ کر رنگ تیری محفل کا کس نے سچی نگاہ سے دیکھا قتل کرنے سے اجتناب بھی تیری تصویر کا تصور ہے بیٹھ جاتا ہوں تہامم کر دلو اوس تنگ سے لڑ گئیں آنکھیں کون کوٹھے پہ آ یا ہی ناز سے منہ کو پیر لیتے ہیں تیرے آنے سے ہنسی جھٹکتا واوہی شوق کا یہ عالم ہے نہ سہی بوسہ کا لیاں دیکھے</p>
---	--

کسی کا فریہ آگیا حسرت
حالِ یو چو نہ تم مگر دل کا

مل کے ہوتا ہے جدا آج وہ دلبر کیسا
بنکے بگڑا ہے مرا ہمایِ مقدر کیسا

<p>قہر سمجھے گا اگر اونکی عنایت ہوگی تیری رحمت نے گنہگار پہنچوڑا کوئی بام پر دو رے دیکھی جو کسی کی صورت غیر سے ہی میں بدلا آپکا شکوہ کرتا آگیا اس میں تری دل کی رکاوٹ کا اثر کیا کہوں میں کسی کا فرکی نگاہیں بھی کیا لکھوں کب تمہیں تحریر سے باور ہوگا بیقراری کی ہوئی چھڑ تری شوخی میں سخت جانی کا ہوا ہو نہ تبت نکلی</p>	<p>دل نا کام ہوا ظلم کا غور کیسا سٹ گیا کاتپ اعمال کا دفتر کیسا آج قابو سے ہوا ہر دل مضطر کیسا مفت الزام لگایا یہ مرے سر کیسا آج رُک رُک کے چلا ہوا ترا خجھر کیسا لے گئیں دل مگر سینہ سے چورا کر کیسا آکے دیکھو تو مرا حال ہے ابتر کیسا رنگ لایا ہے ہمارا دل مضطر کیسا مجھ سے مٹے پیر گیا یار کا خجھر کیسا</p>
--	--

شکوہ غیر پہ کچھ آپ نے دیکھا حسرت
آج وہ شوخ ہوا جامہ سے باہر کیسا

<p>کچھ اور ہوا طالب دیدار کا نقشا دیکھا ہے یہ کس بروی خمدار کا نقشا کیا اوس کو اثر کر گئی کچھ میری محبت تسکین کا شبِ ہجر بھی ایک سبب ہی اپنی سی سیما تو بہت کر چکے لیکن کیا اسکی لڑی میں کجی شوقِ شمع سو آنکھیں</p>	<p>دیکھا جو کسی اٹنہ رخسار کا نقشا آنکھوں میں مری پرتا ہی تلوار کا نقشا بگڑا ہے بہت آج تو اغیار کا نقشا آنکھوں میں مری پرتا ہی دلدار کا نقشا بدلا ہے ستمگر تیرے میسار کا نقشا بدلا ہے بہت نر گس بیمار کا نقشا</p>
--	--

<p>کیا تم سے کہوں اوس بے عیار کا نقشا دیکھے ہو ترے چاند سی رخسار کا نقشا وہ روز بنا لیتے ہیں دو چار کا نقشا ملتا تو ہے کچھ بڑی خمدار کا نقشا مستی میں ہو جیسے کسی میخوار کا نقشا دیکھیں جو مرے ترک شمعگار کا نقشا کچھ اور ہی ہو مر کے بازار کا نقشا دل میں ہو ترے تیر کے سو فار کا نقشا</p>	<p>ہو قی میں مرے سامنے اغیار سی باتیں زائد نہ کہی یاد کرے جو چہان کو جب کہ او نہیں شوق ہو تصویر کشی کا وہ کہنے لگے آج مہ نو کو جو دیکھا یہ جو شش جوانی میں ہوا نونکا عالم پھٹ جائے ابھی رستم و سہراب کا زہر آج ہی کوئی سیر کو گر آپ سایہ وسعت ارمان اسے بھون کہ حسرت اسی بھون</p>
--	--

اوس بت کی جہلک دو کر دیکھی ہو جو حسرت

ملتا ہو مری شکل سے غمخوار کا نقشا

<p>غیر کی نذر کیا رشک سے لودل اپنا نیک بختی ہی سے بہلائی گئے ہم دل اپنا لٹ گیا قافلہ آ کر سر منزل اپنا اب تو دعویٰ محبت ہی ہے باطل اپنا وہ یہ کہتے ہیں کہ ایجا یہیں دل اپنا اوس شمعگار کو افسوس آیا دل اپنا ہا ہی قسمت کہ وہ سمجھے نہیں باطل اپنا</p>	<p>دیکھ کر مجھ کو شمعگار نے مائل اپنا نہیں گاہک جو کوئی حور شمال اپنا بزم میں آ پکی کہوئے گئے سب ہوش و سواس بدحواسی میں کیا اون سے جفا کا شکوہ جب طلب کرتے ہیں اوس سے کہی دل کی قیمت اچانک ہی جو نہیں نام وفا سے واقف اسی دھوکے میں رہے ہمتو جھاسی محروم</p>
---	--

<p>ظلم ہو جو رہو جو کچھ ہو بلا سو مجھ پر جان سے تنگ یہاں تک ہیں تری فزین بانپ جاتے ہو اگر کو لے ہو بند قبا ایسا آنکھوں میں بہایا ہو غبارِ مجنون</p>	<p>کاش وہ مجھ کو سمجھ لیں کہیں یاں اپنا وہی عیسیٰ ہی جو اس وقت ہو قاتل اپنا تمسے واپس نہ کا عقدہ مشکل اپنا ابنویسی کو ہی ملتا تین محل اپنا</p>
<p>اور کیا چاہتے ہو اوسپہ دہرا کیا ہے تو دیچکا دل تو تمہیں حسرت بیدل اپنا</p>	
<p>وہ دل نازتا جس پہ اکثر ہمارا نہیں جو سید ہا مقدر ہمارا یہ احوال ہی بندہ پرور ہمارا کری دشمنی ہم کو کیوں آسمان پر یہ تھانا زہر پروردہ من لو ذرا تم تری سخت جانی کو ہم دیکھ لیتے نہ ای جذبہ دل تو نے کیچا اوپر الگ داوڑ حشر سن لے ہماری جو آنا ہو تجھ کو ستمگر تو آچک یہ کہتی ہیں دزدیدہ نظر میں ہماری بلیگانہ آرام جنت میں ہم کو</p>	<p>نہیں آج قابو ہو اوس پر ہمارا بگڑتا ہو ہر کام سکر ہمارا کہ قابو نہیں آج دل پر ہمارا ہو دوست جب وہ ستمگر ہمارا چلے ہو جو دل آج لیکر ہمارا وہ کہتے ہیں چلتا جو خنجر ہمارا ملا اور سے اب وہ دلبر ہمارا نہ انصاف کر دے محشر ہمارا بہت بتو ہی حال ابتر ہمارا لیا دل تمہیں نے منقر ہمارا گیا ساتھ گریہ مقدر ہمارا</p>

<p>ہوا ہی جو دل آج مضطر ہمارا وہ کہتے ہیں یقصدہ منکر ہمارا</p>	<p>تسلی مگر اوس دشمن کو دوسری بہت ہمنے ایسے سے ہیں منسا</p>
<p>نہیں اونکو دیکھا کہتے ہیں خستہ وہ دل دیکھیں لیتے ہیں کیونکر ہمارا</p>	
<p>مہمان کے کچھ آنے کا سامان کیا تھا ہمنے تو کبھی موت کا اریان کیا تھا قاتل نے وہاں شیخ کو عریان نہ کیا تھا اقرار کوئی ہمنے تو ہاں ہاں نہ کیا تھا بالون کو ابھی اوس نے پریشان نہ کیا تھا پہر تو کبھی آسپے احسان نہ کیا تھا دل تنے دیا تھا کوئی احسان نہ کیا تھا ایسا تو کبھی تنے مر سجان نہ کیا تھا قاتل نے مرے قتل کا سامان کیا تھا اللہ نے اس شخص کو انسان نہ کیا تھا کب لکھوا غیار نے مہمان نہ کیا تھا کیا پہلے کبھی چاک گریبان نہ کیا تھا تجھ سے تو کسی بات کو نہان نہ کیا تھا</p>	<p>مجھ کو تو طلب و غم جانان نہ کیا تھا دل کو بدلتا نوک مژگان کیا تھا یہاں شوق شہادت سے مری جگ لگی گرن بر روم کہتے ہیں یہ دیکھو تو صفائی پہلے ہی سے پیدا ہوئے آقا قیامت کیا لطف ہی دشمن ہی سنانے لگا اونکو دل دیکھ پشیمان ہوں کہ وہ تو ہیں جہم اب کیا ہی جو دشمن کو بلایا سر محفل حیران ہی مقتل میں یکایک جو میں پہنچا تصویر عدد و دیکھ کے ہم کہتے ہیں اونکے کب آپکی ایسوں پہ غایت نہ ہوئی تھی اب ضعف سے لوٹتے ہی نہیں ہاتھ ہمارا وہ مجھ ہی سے فراتے ہیں لطف تو دیکھو</p>

تو کہہ تو سہی پہلے تجھے عشق بتان کیا منع کوہی اور دل نادان نہ کیا تھا

دشمن نہیں انسان کہ اللہ نے حسرت

بہرِ پنج تو پسند کوئی انسان نہ کیا تھا

کسی فی طبیعت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
مگر اوس فتنہ قاست کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
غضب یہ مصیبت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
کیسی اہی صورت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
کسی مشتاق صورت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
مری آئینہ طلعت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
بدر بجائے طبیعت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
مگر ہاں اہل ہمت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
کیسی بگڑی حالت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
کہ یوں آئے طبیعت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
تری حسن نزاکت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
کہ آئینے میں صورت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
مری اسباب راحت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا

کسی عاشق کی صورت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
جو منکر و قیامت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
عدو کے رخِ فرقت کو کہی اوس نے نہ دیکھا تھا
یہی باعثِ تہ زائد کے فدا ہو نیکا حور و نیر
عدو کی جھوٹی بات و نیرِ قدر ہوتا تھا وہ ظالم
نہو نا زہر گزیرِ یوسف مصری کو صورت پر
کہی ہم اوسہ مگر تہ نہیں اب بات بھی کرتے
ہر اکس دل طلب کرتا تھا وہ دشمن کے ہو کہیں
عدو کے غش کے آتے ہی ہوا ہو مضطر کیسا
عدو دل لگاتے ہی وہ کچھ بیتاب پرتا ہے
نزاکت پر چہی تک ناز تھا غنچہ کو گلشن میں
کیا کرتا تھا کیا کیا بیشتر دعویٰ یکسانی
تڑپ تو سٹے یوں جا خوش ہیں شکر و دیکھا

حسین نو دیا حسرت نے دل کردہ کاری تو

کہ تم کو ہیروت کو کہی اوس نشہ دیکھا تھا

زلف کا جب بناؤ دیکھا تھا	کچھ ہی دل کا بچاؤ دیکھا تھا
ہم اسی بات پر بگڑ بیٹھے	غیر سے کچھ لگاؤ دیکھا تھا
دل کو بچا ہے ایک بوسہ پر	ہمنے گرتا جو بہاؤ دیکھا تھا
چھٹین ایک چھٹریائی تھی	لاگ مین اک لگاؤ دیکھا تھا
کہدیا جھوٹ غیر کا قصہ	ہمنے اپنا بچاؤ دیکھا تھا
حال اب تیری اب سیجا کا	کل مری دل کا گھاؤ دیکھا تھا
نہیں کہتا ہوں کچھ سبب اس کا	غیر کے گھر جماد دیکھا تھا
چھوڑ دی ہمنے عورت کی خواہش	تیرا زائد لگاؤ دیکھا تھا
آنکھ جب اوٹھ گئی تھی ظالم کی	ہر طرف اک کٹاؤ دیکھا تھا
ہم خسیر پلر کچھ نہیں اس کے	جنرالفت کا بہاؤ دیکھا تھا
اب جو دیکھا تو ہو گیا ناسور	دل میں پہلو جو گھاؤ دیکھا تھا
آنکھ شب کو سامنے رکھ کر	اوسنے اپنا بناؤ دیکھا تھا
آنکھ سے آنکھ جب ڈرائی تھی	اک طبیعت میں چاؤ دیکھا تھا

اون سے حسرت بگاڑ بیٹھے تے

کچھ اسی میں بناؤ دیکھا تھا

دل کا خانہ خراب کرنا تھا	یہ ہی کارِ ثواب کرنا تھا
--------------------------	--------------------------

<p>بھمہ سے یوں اجتناب کرنا تھا دل مرا انتخاب کرنا تھا حسن کا انتخاب کرنا تھا مجھ کو یوں لاجواب کرنا تھا مجھ کو چشم پر آب کرنا تھا آپ کو گر حجاب کرنا تھا یوں ستم بے حساب کرنا تھا خوفِ روزِ حساب کرنا تھا صبرِ خاںِ حسرت کرنا تھا غیب کو کامیاب کرنا تھا آپ کو لاجواب کرنا تھا کہ چکا اضطراب کرنا تھا غیر سے بھی حجاب کرنا تھا</p>	<p>وصلِ مین بھی حجاب کرنا تھا ایک ہی یہ بھاپسندوں میں تجھ کو وصلِ مین نے یوں بنایا ہے کہ تم میں اب ترا جواب نہیں سچ تو یہ ہے کہ کو بکود نام دیرِ دل سے بھی مر چیتے تمہیں انصاف سے کہو بھیر انتہا ظلم کی ہی ہوتی ہے شکوہ جو رکیوں کیا او دل میری تقدیر یوں گاڑی تھی آئینہ رکھ دیا مقابل میں دل مضطر کا کچھ نہ پوچھا گر حیا آنکھ میں سہائی تھی</p>
	<p>سچ تو یہ ہے کہ مفت میں برابر تجھ کو حسرتِ شباب کرنا تھا</p>
<p>دل میں خونِ آرزو ہونے لگا حالِ روشن ہو ہو ہونے لگا</p>	<p>پہرہ مست کر حیلہ جو ہونے لگا کانِ او کو زلفِ بیڈب لگ گئی</p>

<p>شور و جھون چار سو دس لگا پہر تماشا کو بکھوہونے لگا جیب دو اماں کل روہونے لگا</p>	<p>لیسے پردہ نشین کیا چپکے پہر تراشید ہوا حیرت فزا دست خوش ضحک اٹھو تہین</p>
<p>پہر خیال زہد حسرت کو ہوا پہر تنہم پہر وضو ہونے لگا</p>	
<p>سر پہ درد و دل مری چشم خیال کا ایسے سنا پڑیگا دلِ پایمال کا ایسے ستم پہ پہری ہر وسوا وصال کا بگڑا ہوا ہر رنگ نسیم شمال کا قصے کا اگر کسی آشفقتِ حال کا</p>	<p>دارغ جگر چسپ رخ ہر شام وصال کا انداز بہا گیا ہے کسی بد خصال کا کیا کیا لگا وٹیں ہن نفاصل کے ساتھ ساتھ اوسکی شمیم زلف جو پہیلی ہر چار سو تجکوبی حرم آئیگا اوبائی ستم</p>
<p>ہو تانہیں ہر سہ کسی فن کا ذکر ہو حسرت بھی آدمی نظر آیا کمال کا</p>	
<p>کہ مری نیش پر روتا بہت خود کام آیا شر وہ ایسے کہ وہ مرگ کا پینا مر آیا ہاں افسوس کہ اندیشہ انجام آیا قہر ٹوٹا غضب آیا جو مرانا مر آیا</p>	<p>بند دیرینہ دل آج مرے کامل آیا طرزِ قاصد سے ہویدا ہے کتنا کامل آیا طف آغازِ محبت میں ہی پورا نہ ملا نہ قاصد کی بہت لوگوں پسند آئی تہین</p>
<p>وہ یہ فراتے ہیں حسرت نے بہت جلدی کی</p>	

ہجرین جان کا دینا ہی کچھ کام آیا	
وہ تعریف سے ہی نفا ہو گیا	کہ شکرِ جفا ہی گلا ہو گیا
برا ہو گیا یا بسلا ہو گیا	مقدرین جو تبا لکھا ہو گیا
ہوا بادل زلف پہ دل عبت	گرفتارِ پنج و بلا ہو گیا
اشرآہ میں کچھ تو آیا کہ آج	اوسے ہی خیالِ وفا ہو گیا
کیا آج میخانہ سے کعبہ کو خدا جانے حسرت کو کیا ہو گیا	
وہ شوخ بہرِ غیب جو کل بد جو اس تھا	مجھ سا اک ہراس کا اس دل کے پاس تھا
تیر شہرہ سے دونوں برابر چمک رہے	دل تنہا جگر کے پاس جگر د لکے پاس تھا
اس کی ہر شان مرے گمروہ آگے	وہ کام ہو گیا جو بعید القیاس تھا
طفل سے پایمال غم و درد ہو گیا	گو یا ازل سے عشق مرار و شناس تھا
ماتے ہی آنکھ ایک بت و قریب سے حسرت رہیں شیون اندوہ و یاس تھا	
اوسکے غضب کے حال نہایت سقیم تھا	مجھ پر وصال میں بھی غلابِ حچم تھا
میں کیا کہوں کہ جلوہ چاندن لکھا گیا	ناصح کا حال مجھ سے زیادہ سقیم تھا
یہ اور بات ہے کہ جو لکنت پست ہو	کیا اوس سے بات کرنے کو قابلِ حکیم تھا
قاتل کو خوفِ حشر کہاں بلکہ تھی خمشی	کیا میرا قتل کوئی ثوابِ عظیم تھا

وہ ہوں جو تیرے کوچہ میں اکثر مقیم تھا	کیا میں بتاؤں کون میں خانہ خراب ہوں
<p>حسرت کا شوق یاد ہو شاہر سے کیا غرض ہم جانتے ہیں خوب وہ مرد حکیم تھا</p>	
<p>خاک بن کر بنا رہا تھا مفت کا انتظار رہا تھا</p>	<p>اوس گلی کا غبار رہا تھا کی شب وصل شیر وعدہ پر</p>
<p>تیرا بروی یار سے حسرت دل ہمارا فگار رہا تھا</p>	
<p>کوئی ہوتا نہیں خواہاں دل کا رہ گیا دل ہی میں ارمان دل کا باغ ہوتا ہے یہ ویران دل کا حال پوچھو نہ پریشان دل کا کوئی باقی نہیں ارمان دل کا ہو گیا حال پریشان دل کا کوئی ہو جائیگا خواہاں دل کا حال تے نہیں نہان دل کا ۱۱ تو بازار ہے ارمان دل کا رحم ہوتا جو نمایاں دل کا</p>	<p>دیکھ کر حال پریشان دل کا وصل سے پہلے ہوا ہی محال کثرت یاس خزان بنتی ہے ایسی حالت میں خوشی ہی غم ہے نا امید نے مٹائے سارے دیکھ کر بال پریشان دل کا اچے چلین کوئی بتا نہیں چین لطف تو یہ ہے کہ وہ مجھ سے کہیں کوئی گاہک نہیں ملتا ہم کو ناصحا تجھ کو دکھا دیتا میں</p>

آپ پر گزرے تو باور آئے ہم بھی کو ہفت دیے تھے مین	حال جو تماشہ ہجرانِ دل کا تکوار مان ہو میرِ بجانِ دل کا
ایک کافر کا ہے قبضہِ حسرت دین باقی ہے نہ ایمانِ دل کا	
دشمن کا اعتبار کیا رہنے کیا کیا اب تک بہکت رہیں اوسکی مصیبتیں اوبے وقا جہان میں اک تیر و واسطے گذری شبِ فراق تو کچھ موت سے بڑی ممکن نہیں کہ قیمتِ دل کچھ وصول ہو کچھ میکشی سے حضرتِ اعظم کی فائدہ کچھنا ہی کچھ تھا اوس بتِ مغرور کا جواب اسکے ہی ہاتھوں اپنی تو مٹی خراب ہے جسکو ہمارا نام سے نفرت ہو آج تک چپ چپ کے بتکدی ہی میں سجد کیا کیے	اوس بیوفا کو کیا رہنے کیا کیا تجھ کو ستم شعا کیا رہنے کیا کیا خود کو ذلیل و خوار کیا رہنے کیا کیا کیون ہاں انتظار کیا رہنے کیا کیا سودا یہ کیون اودھار کیا رہنے کیا کیا ناحق گستاہگار کیا رہنے کیا کیا کیون عجز و انکسار کیا رہنے کیا کیا کیون دل کا اعتبار کیا رہنے کیا کیا ایسے کو ہاں پیار کیا رہنے کیا کیا کیا شیوہ اختیار کیا رہنے کیا کیا
حسرتِ بقا کے عشقِ بے دہم بقولِ داغ غافل کو ہوشیار کیا رہنے کیا کیا	
کس روز مزاج آپ کا برہم نہیں ہوتا	کس بار روی نازک میں عیاںِ شمع نہیں ہوتا

پا بن جیا ہو گئی کیسا تیری نگہ بھی
 دنیا سے چھٹے ہی تو ہو ا دین کا کشکا
 جاتے ہو کہاں ہم سے یہ دامن کو بچائے
 مانا کہ جلائے لب جان بخش نے مرو
 کرتے ہو مری جان عبت اپنا پرایا
 انکا رمرے وصل سے کیوں ہو بیکم سن
 کم ظرف عبت دل غ کے ہو تو ہیں مقابل
 ہو لطف جو وہ مجھ کو شپ وصل کہیں آ
 پیری میں جوانی کے مڑا دو کرو گے
 میں نہ کیستا ہوں ملتی ہیں جب عجم آنکھیں
 مایوس عبت ہوتے ہو کیوں میری دوا
 اب تنگ ہو عشق کی ہاتوں سے بہت ہم
 آتے ہیں بہت حسرت و افسوس و تمنّا
 دل چینی ہیں اور بھی دزدیدہ گاہیں

اس آہوی حوشی کو کہی رم نہیں ہوتا
 انسان کسی حال میں بے غم نہیں ہوتا
 کیا کشتہ پیدا و میں کچھ دم نہیں ہوتا
 ہر شخص مگر عیسیٰ مریم نہیں ہوتا
 قانون محبت میں یہ با ہم نہیں ہوتا
 کیا غنچہ گل قابل شبنم نہیں ہوتا
 رو باہ کا بچہ کہی ضیہ غم نہیں ہوتا
 ارمان ترا اب ہی کوئی کم نہیں ہوتا
 انسان پکیساں کہی عالم نہیں ہوتا
 یہ طرز یہ انداز یہ عالم نہیں ہوتا
 کیا زخم کا دل کے کوئی مریم نہیں ہوتا
 دربان سے یہ آزار کہی کم نہیں ہوتا
 کیا بیکس و نظم کا ماتم نہیں ہوتا
 اس طرز سے جو بن ترا کچھ کم نہیں ہوتا

حسرت کو یہاں تک کہ تیرے ہونے کا ایوان

سوار بھگتے سے بھی یہ کم نہیں ہوتا

رہے دل کا دل میں نہ ارمان کسی کا

تمہیں پاس ہو گرمی جان کسی کا

<p>نظر آگیا روئے تابان کسی کا فلک نے ستا کر کیا ہم کو جیسا کیکی نگاہیں کیلجھیں اور تیریں سرِ حشر یہ بھی تنہا شایا ہو کو نگاہِ الگ داوِ حشر تجھ سے محبت نہ ہوئی تو دل کیوں ٹپتا شبِ حشر کرتا ہوں سامانِ راحت تسلی کو میری یہ باتیں ہیں ساری نظر آگئی خوب صورت کیکی</p>	<p>یہ ہے وہ ہم نکلا اب ارمان کسی کا نہ ہو حال ایسا پریشان کسی کا تصور میں نقشہ ہے مہمان کسی کا کسی ہاتھ میں ہو گریان کسی کا کہ دل میں ہے اک رازِ پنهان کسی کا نہ یوں حال ہوتا پریشان کسی کا مرے دل میں مہمانِ ارمان کسی کا تمہیں پاس کب ہے مرجان کسی کا چلا ہاتھ سے آج ایمان کسی کا</p>
---	---

یہ افسوس ہے اپنے مہینکا حسرت
کھلتا ساول میں ارمان کسی کا

<p>زادِ جو دیکھے دور سے حکا شراب کا آنکھیں کیسی نیند بھری کیا نظر پڑیں دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہوا وِ محبت توڑ کھتے ہیں اس کو حضرت واعظِ عودین مانا کہ تو یہ کی ہے مگر اب یہ حال ہے ہر دم خیال رہتا ہے اک چشم مست کا</p>	<p>کرنے لگے خود آ کے تعاضا شراب کا پہرے لگا لگا وہ میں نقشِ شراب کا ہم شکل میں کد کے ہر شیشا شراب کا دشمن کا خون پینا ہی پینا شراب کا لکھا ہے میرے سامنے شیشا شراب کا دل ہے ہمارا یا کہ ہے پیاسا شراب کا</p>
--	--

میرے شب فراق کا یہ بھی ہوا کہ ہر بار کچھ میٹھو کچھ دل سے نکلتا آرزو زائد کو اسکے پینے سے کیونکر نہو خد کیا قہر ہے کہ پاس تو اپنے ٹھکانہ میں سمجھ اسے کوئی عرقِ انفعال کیوں دیکھو جو ہر نگاہ اوٹھا کر رہت ہے	میں ہر بار غل میں قیلا شراب کا بارش میں اس کے سنبھو شراب کا مٹا نہیں ہے مفت پیرا شراب کا اور خونِ دل سے نرغ جو دنا شراب کا زائد کے منہ پہ ہے یہ پسینا شراب کا برسات میں تو چلتا ہے سکا شراب کا
--	---

حسرت مرو چٹائے چٹکی نہ یہ کہی
بیتِ طرب پڑا زبان کو چپکا شراب کا

وہ بے وفاء و سے لپٹ کر جو گیا کیا واسطہ جو ترکِ تعلق ہی کر چکے ایسی سخی ہی تھی کہینِ مظلومیت کی شان مدت سے کہ رہے تھے بہت دل کی وکٹا وہ کر کے آج صول کا اقرار پر گئے برسات میں یہ آ کے پڑا میکشون پہ قہر سارے گناہ اس ہی کی تحریر ہوئے کیا لطف ہو چوشتِ زمین کہتا اوٹھوں میں نہنا نہیں کہیسی وہ سخی ہو کیسے لوگ	سینہ میں درد دل کے قریب آگے ہو گیا اب پوچھتے عبث ہو جو ہوتا تھا ہو گیا دشمن ہی آج تو مری قیمت کو رہ گیا وہ شکوہ بچ کر یہ بھارا کہ لو گیا بیدار ہو کے طالعِ بیدار ہو گیا دیکھو یہ صیام نمودار ہو گیا محشر میں فیصلہ مری قیمت کا ہو گیا ویرا ب دکھاؤ کہ محشر ہی ہو گیا اول پہرا نہ پہرے م آباد ہو گیا
---	---

<p>بگرے جو چوچا آپ کہاں ات بہر رہے سینہ ہی چاک لکے ہی ٹکڑی بدن چھی اوسکی گلی کہیں عدم آباد تو نہیں لایا ہے کینچ کینچ کے لکھو مر ازار دشمن وہی بنے ہیں کہی دوست جو کہ تو خود ہی چور الیا ہے مگر چہیڑ دیکھیے آنے لگے ہیں آپ ہی اب تو مثال میں جمنانا نے غیر کے ہم سہرا چلایا ہے خفا ہوئے تو وہ دشمن سر جاملے</p>	<p>میں اتنی بات کہلے گنہگار ہو گیا بسمل کا تیرے آج تماشا سا ہو گیا اوٹا پہرہ لیکے مرانا مہ ہو گیا اگر رقیب ہی مرے مرقد پہ رو گیا کیا الفت لاف آج زمانے کو ہو گیا کتے ہیں وہ کہ دل تر ہو پلو سی کو گیا لو خوش ہو حسن شرہ آفاق ہو گیا میری رہی سہی ہی وہ ساری ڈبو گیا تقدیر کی یہ بات جو مونا تھا ہو گیا</p>
--	--

<p>کیا پوچتے ہو حضرت حسرت کا حال تم سودا کسی کی زلف پریشان کا ہو گیا</p>

<p>طاہرانِ خلد میں ہی شور ہو فریاد کا یہ نیا انداز ہے اپنے دلِ ناشاد کا کیا ٹھکانا ہے یہی گنا عاشقِ ناشاد کا آتشیانِ تاکا ہے جا کر بلبِ ناشاد کا مرغِ بسمل کی تڑپ کیا برقِ کوہی ہوتے پھنس رہا تھا یانِ گلینِ نالہ آہن گداز</p>	<p>کام اچھا چل رہا ہے آج کل صیاد کا ہو گیا سو جان سے عاشق تری بیدار کا ڈھنگ جب شہن نے سیکھا نالہ و فریاد کا ہو گیا جنگل میں منگل آج کل صیاد کا دیکھ لیتے گرتے طیناکشہ بیدار کا پانی پانی ہو گیا تجسرترا خولاد کا</p>
---	---

<p>گل جہان کی خانہ بربادی وی کے مری عشق دشمن میں اگر منظور ہے تاثیر کچھ دیکھنے والے کو کتنی ہر ہنساری بہاوا وصل کی شب گر نکل جائے تجب کچھ نہیں دل کو تھما سو سر کو باندھوا آنکھ کر لو بند تم میرا مرنا ہی ہوا ہے عید اونکے واسطے جذبہ دل کا کیوں نہوں ممنون غنہ رہی سخت جانی کا بڑا ہوا تھما اونکے تھکے</p>	<p>جو کوئی بانی ہوا اس عشق کی بنیاد کا ڈھنگ سیکو مجھے آکر تم مری فریاد کا یہ محبت کا چلن ہی چپسلن بیداد کا لب کو لپکا پڑ گیا ہے آج کل فریاد کا ہمنے اب خاک کا اوڑا یا غیر کی فریاد کا ہر طرف سے غلغلہ ہوا مبارکباد کا ہاتھ پورا پڑ گیا مجھ پر مرے جلا د کا آج رونا پڑ گیا ہے خجہ فرولا د کا</p>
---	---

وہ بھی دن آئیں کہ حسرت تم کو کاٹ دے
شور اوٹھے ہر طرف سے اک مبارکباد کا

<p>رنگ کچھ بدلا ہے جب سے آپ نے بیداد کا ڈھنگ کچھ سیکھا ہے جب سے اوس ستم ایجا د کا دل پھنسا کر چوڑ دینا کیل ہے صیا د کا ہو گیا دشوار جینا بلبل ناشاد کا وہ کہیں فرمائیں ہی یہ ہاں کس کا نام لین یہ تو ممکن ہی نہیں وہ رنگ ہو وہ ڈھنگ جسکا جی چاہے چور اشعر ازادی ملی</p>	<p>ڈھنگ سب بدلا ہوا ہے عالم ایجا د کا آسمان بھی اب تو موجد بن چلا بیداد کا وان کوئی قیدی نہیں رہتا کسی میجا د کا اب لڑکپن جوش میں آیا مری صیا د کا ہم غنیمت جان لین ہو سے آنا یاد کا آج کل رڑکے کریں گو سامنا اوشاد کا ہمنے حق چوڑا ہوا تو اپنی ہی اولاد کا</p>
---	---

مجھ سے کہتے ہو کہ پچائیں گے محشر میں سب چلے جاتے ہیں لیکن اپنا سامان چھوڑ کر روزمرہ واسطے جانیکا ہر جاری سلسلہ موت سے بھگڑ رہی ہیں اور قوتِ نزاع آج لیے لیجے گواہ دل اگر منظور ہے	انداد کیا ٹھکانا ہے تمہاری یاد کا یا خدا لٹا ہوا رستہ کیا عدم آباد کا رات دن چلتا ہی کیا رستہ عدم آباد کا پر ابھی تک منتظر ہوں آپ کے ارشاد کا فیصلہ کرنا کسی کے عشق کی روداد کا
---	---

یہ تنہا ہی محشر ہی چھترت کے
ای مری شیرت را یہ وقت ہے ادا کا

بے حواسی میں بڑا ہوا اس دلِ ناشاد کا پر کے بدلے پاؤں توڑا بلبِلِ ناشاد کا فیصلہ محشر میں ہو گا داد کا بیدار کا ہو گیا دشوار حباناب مراد آباد کا کوئی پہلو بھی نچھوڑا اس میں نام کو ایسی قیمت ہو کمان جو کوئی ایسا جان دے دل سے شیریں کج کوئی پوچھو کہ کیا وہ بات ہی ایک ہی پل میں ہوا برباد کلیٰ زندگی واو محنت کی سٹے تو پہر وہ دنیا ہی نہیں دیکھو متہرا میں جا کر جب کسی منظور ہو	غیر کو موقع ملا ہے مری ادا کا کٹنے والوں پر طعنیں کھل گیا صبا کا وہ ہی دن آخر تو ٹھہرا ہی کسی یاد کا دل کا دل ہی میں لایا ان دلِ ناشاد کا سچ تو یہ حصہ ہوا ہر دلخ سے اوستاد کا لیجے مرنا تباشا ہو گیا فرما د کا جو کہا کرتا تھا تیشہ رات دن فرما د کا کیا ٹھکانا ہی پر ایسے قصر بے بنیاد کا لطف باقی نے نہ پایا جنتِ شدا کا یہ ہی ٹکڑا رہ گیا ہے جنتِ شدا کا
--	---

کوی قاتل میں ہے ماتم آجکل فریاد کا
اون اسیروں کی شکا ناکیار ہا میعاد کا
کیا سکندر نے بنایا آئینہ فولاد کا
یاد ہے سکو ہی اک پورا سبق استاد کا
نام ہی نام اب تو باقی ہے جہاں آباد کا
آجکل تو دم غنیمت ہے مری استاد کا

میر کو مری سد ہا گیا جہاں اہل عشق
جو کسی کی رلف میں جا کر خوشی ہی نہیں گئے
ہوم کرتا اگر کیسے سخت دل کو لطف تھا
ہم نہ دھوکا کھائینگے دھوکا نہ دو چٹاؤ گے
اب نہ وہ دلی رہی ہے اور نہ ویسے لوگ ہیں
ناک دلی کی ہیں اور ساری جہاں کی لوگ ہیں

تہا کہی حسرت بھی انسان اب تو جو خوشی
پوچھتے ہو کیا پتا اوس خانان بر باد کا

دام بلا میں آپ ہی آیا غضب کیا
اوسکو ستم شمار بنایا غضب کیا
دشمن کو تنہے پاس بٹھایا غضب کیا
فتنہ جو سورہا تھا اوٹھایا غضب کیا
کیون ہم نے حال ارشایا غضب کیا
بیٹھے بٹھائے اوسکو بلا یا غضب کیا
جا کر پراوس دل کو لگا یا غضب کیا
ہم نے قریب یار بنایا غضب کیا
وہ اوسکے ساتھ گہ مری آیا غضب کیا

اون گیسوں میں دل کو پھنسا یا غضب کیا
سہہ سکو ظلم مفت میں عادت بگاڑی
دل میں ذرا خیال کرو میری سانسے
نالو نسے میرے کہہ گئی وہ چشم مست خواب
از حد وہ بد گمان ہے پراوس پہ کچھ چین
حق پوچھتے تو گردن تقدیر یہ ہی ہے
بہ بیوفا ہے پہلے سے یہ جانتے تھے ہم
دشمن کو دوست سمجھے حماقت تو دیکھیے
ایسی بڑی ہوئی ہے جسارت قریب کی

وہ آ رہے تھے رات کو گھر سے قریب کے	اور رہنے حال اپنا سنایا غضب کیا
بیٹھا ہے جا کے محفلِ اعدائین اونکریاں حسرت نے بس کو خوب جلایا غضب کیا	
کچھ تو بوجید کسی کی یاد کا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوگا امتحان جان شیریں کا ہر دینا کیا محال ظلم سہکری دعایتیں سب واہ وا ای سخت جانی واہ وا دل کو تھا شوقِ اسیری وہ ٹھا کیا تعجب ہے جو نکلتے دل میں شغلِ دل کو اور تو باقی نہیں	سلسلہ جاری رہے فریاد کا خوب ہوا قلعیاں بیدار کا یاد ہے قصہ بہن فریاد کا کیا سلیقہ ہو تہین بیدار کا پھر گیا منہ خجیر فولا د کا ہم یہ احسان ہو گیا صیا د کا لب کو چپکا پڑ گیا سنریا د کا مشغلہ ہے اک تمہاری یاد کا
وصل اونکا ہو گیا حسرت سے آج ہے ہی موقعِ مبارک یاد کا	
وہ مست ہو کر نشہ میں پہلے ہی چور تھا جلوہ مری نگاہ سے نہوڑی ہی نور تھا وہ ہی تو کوہِ طور ہے جو پہلے طور تھا یہ دل تری نگاہ کے متا بل ضرور تھا	کیسی شرابِ موسمِ انگور دو رہا دیکھا گیا آپ ہی اس چشمِ شوق سے مولیٰ کے اشتیاق نے رتبہ بڑھا دیا مگر نظر جو حسرت واران کی لوٹتی

انا کہ تم حسین ہو کوئی اور ہی سہی
 جلوے نے تیرے سر پہ اہل بصر کیا
 معمول چشم شوق یہ جلوے سے ہو گئی
 حائل تھی ایک بخودی شوق ورنہ یان
 کس کام کے ہیں کپڑے و جذبِ دل و سر
 کوئے گئے ہیں پوشِ مگر یہ تو یاد ہے
 خالق کو تھی یہ حاجت نور محمدی
 اوٹھی ہی تھی نہ شاہِ معنی سے کچھ نقاب
 بیخاںہ ازل ہی میں رہتے نکاشِ پوش
 شاید کہیں یہ سایہ ابلیس پڑ گیا
 اک پیرِ میکہ نے اسے ہی لہا لیا
 بیتِ الحسنین ہر اب تو فقط نام رہ گیا
 نیرنگیان یہ سب نہیں فقط حسنِ عشق کی
 کچھ آگئی تھی یومِ قیامت پہ تیرگی

آخر ہم را کوئی تو قاتل ضرور تھا
 پتھر کا ورنہ ڈھب یہی کوہِ طور تھا
 اوٹھی جدھر نگاہ اودھر کوہِ طور تھا
 میں ہی نہ اس دورہ وہ مجھ سے دور تھا
 اوتھی ہی دوڑا ہی وہ جتنی دور تھا
 ہمے کسی سے وعدہ پھان ضرور تھا
 جلوے کا کوئی دیکھنے والا ضرور تھا
 شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک دور تھا
 اک جامِ بخودی کا پانا ضرور تھا
 آدم کی خاک میں تو یکبار غور تھا
 وہ دل کہ جسکو شوقِ شرابِ طور تھا
 وہ دن گئے جہان یہ دارالسرور تھا
 کوئی کلیم تھا نہ کوئی کوہِ طور تھا
 یہ تیرگی بخت کا میسرے ظہور تھا

حسرت یہ انقلابِ زمانے کا حال ہے

وہ کام کر رہے ہیں کہ جن سے نفور تھا

اک نشان یہی قیامت کا

نام باقی نہیں دیانت کا

<p>سامنا پر لاکھ آفت کا اب مروت کا چوٹنا دشوار اچھی صورت پہ آج مرتے ہیں وہ مرے بعد مرگ آئے ہیں مشکے راہ عشق میں پہلے زند ہو پار سا ہو کوئی ہو ترک عادت بھی اک عداوت ہی ہاں ان واعظوں کی بحثوں سے دل میں ارمان آہی جاگتے ہیں مرتے جاتی ہیں سیکڑوں اعظ زاہدون کو خیال حور نعیم</p>	<p>آدمی ہو ذرا جو بہت کا خاص ہو گیا طبیعت کا کون گا کہ ہنیک سیرت کا وقت نہایہ ہی تو عیادت کا شوق کچھ تھا جنہیں شہادت کا شیوہ رکمت ہوا دمیت کا چوٹنا سہل کیا ہی عادت کا فیصلہ ہو گیا شریعت کا منقضی ہے ہی طبیعت کا خوب رستہ کہلائی جنت کا شغفہ مل گیا طبیعت کا</p>
	<p>وہ طبیعت ہی اب نہیں افسوس رنگ بدلا ہوا ہی حسرت کا</p>
	<p>رویف الباء</p>
<p>مفت ہوئے ہو کیوں خفا صاحب تم خفا ہو تو ہو چکا راضی غیب نے تم سے یہ وفائی کی</p>	<p>کچھ نہیں میرا دعا صاحب مجھ سے محشر میں بھی ادا صاحب مجھ سے کیوں ہوتے ہو خفا صاحب</p>

<p>ہم تو کہتے ہیں خیر خواہی کی جیسے بیگانگی ہے کیون کیسی گریہی حکم ہے تو جانے دو کون گناہ ہے کون نہین</p>	<p>تم نہیں مانتے کہا صاحب ہو گیا کون آشنا صاحب اب کہو گناہ نہ دعا صاحب جیتے جی میں تو گیا صاحب</p>
<p>حسرت ایسا نہیں جو شکوہ کرے بھرنہ کہنا یہ کیب کہا صاحب</p>	
<p>نازل ہوئی یہ جان پہ کیسی بلا ہوا ارمان صولت تو پورے وہ ہو چکے محکو ہوا نہ شکوہ کیے کرنے سے فائدہ کہتے ہیں وہ کہ غیب کا تو نے گلا کیا فریاد میری کیون نہیں سناتا ہوا بخدا</p>	<p>میری شب فراق ہی زلف دوٹا ہوا تجھ سے تو قتل ہی کا فقط مدعا ہوا اولٹا اونہیں خیال ستم کا ہوا ہوا یہ سیکر ہاتھ قتل کا سیدہ لگا ہوا کیا تو تون کے جو سر راضی ہوا ہوا</p>
<p>معتشوق و محو سے توبہ و انکار کر چکا حسرت بتاتا تو یا تری دل میں کیا ہوا</p>	
<p>دل کی مراد ہاتھ نہ آئی تمام شب ذکر رقیب پر ہے لڑائی تمام شب صورت دکھا کے چاند نے محکو شب فراق ارمان غیر نے تو نکالے میں صبح تک</p>	<p>کیا کیا اوس سببات بنائی تمام شب کل صول میں ہی نیند نہ آئی تمام شب اوس ماہ رو کی یاد و ملائی تمام شب مانا کہ ت کو نیند نہ آئی تمام شب</p>

تخلیف کچھ کسی نے اڑھائی تمام شب
کیا کب ابلا نہ جان پر آئی تمام شب
اوس فتنہ گر کو نیند نہ آئی تمام شب
اک وہ مین اور نغمہ سرائی تمام شب
کس کس نے مجھ کو کل د کھائی تمام شب
کس کس سے تو لے آنکھ لڑائی تمام شب

پر دے کی بات ہے کوئی کہتا نہیں مگر
آفت قرہ نے کی تو قیامت نگاہ نے
الستہ سے میرے طالبعیدار کا اثر
اک ہسمین اور لب پہ فغان ہر تمام رات
افسوس و یاس محسوس ویران درد و غم
اوبلی ہوئی مین نشہ سے آنکھیں یہ یو غلط

آرام تنے خانہ اغیار میں کیا
حسرت نے خوب دھوم مچائی تمام شب

رہ چکے پہر آسمان پر ماہتاب و آفتاب
کیا بلا لائینگے سر پر ماہتاب و آفتاب
ہو گئے جامے سے بلہر ماہتاب و آفتاب
جلوہ گرین اک جگہ پر ماہتاب و آفتاب
شرم سے کھاتے مین چکر ماہتاب و آفتاب
سر جھکائیں جسکے در پر ماہتاب و آفتاب
مین مٹی گلگون کے ساغر ماہتاب و آفتاب
آج دیکھے مین برا برا ماہتاب و آفتاب
کب ہو اوس بت کئے ہر ماہتاب و آفتاب

جب ہو رخسار انور ماہتاب و آفتاب
رات دن کہاتے مین چکر ماہتاب و آفتاب
کر دیا کس نے مشابہ عارض پر نور
آئینہ دست نگارین مین اوٹھا کر دیکھیے
یا الہی کون ایسا جلوہ گر ہے بام پر
ہی جہان مین کون اب تیرا اور شکھر
پڑ گیا ہی عکس کس کے عارض پر نور کا
ساغر صبا ہے دست ساقی کلفا مین
نور مین جلوے مین انداز وادین رات دن

ہم نے حسرت کو تو دی تشبیہ رو یا رسے
دیکھیے کیا لائین چکر یا ہتاب و آفتاب

آسمان پورا ہر سفاکی میں قاتل کا جواب دیکھیے انکار ہو یا روزِ محشر پر ٹلے نام لے لے آگ کا تو صاف جلیاؤ زبان سادہ رہ توڑی سی حوریں اور غلام لچنگ آسمان ہی گو شنگار و جفا پیشہ سی طالبِ بوسہ ہر دل یہ کب ٹلے گا بے لیے جو کیا جس نے وہی پیش آگیا آخر او سے	پر نہیں ہر مرغِ بسمل تیرے بسمل کا جواب خونہا کے واسطے جو کچھ ہو قاتل کا جواب ہر کمانِ نارِ جہنم سوزشِ دل کا جواب ہم نے جنت میں بنایا تیری محفل کا جواب لایگا کس گھر سے لیکن میر قاتل کا جواب گالیوں پر ٹالتے ہو ایسے سائل کا جواب حشر میں لچایگا سب صدقِ مٹل کا جواب
---	--

گدگدانا ہی مجھے ہر طرح حسرت کیا کروں
شوقِ کتنا کہ لیلون خواہشِ دل کا جواب

پائے اس دلیں اگر نشو و نما موجِ شراب نمکِ حسن سے ساقی کے ہوا نشہ زیاد اتقلابِ شبِ تجسّر ان کا اثر تو دیکھو مردہ ای بادہ کشودل کی تمنا نکلی بزمِ معشوق میں ہر عیشِ فرا بادہ ناب برقِ خاطف ہو پئے خرمنِ توبہ توبہ	نفسِ تیز سے ہو جائے سوا موجِ شراب قلزمِ دل میں ہوئی شورِ فزا موجِ شراب خستہ جانوں کو بنی سیلِ فنا موجِ شراب دستِ ساقی میں ہوئی بالِ کشا موجِ شراب دلِ عشاق سے لندہ رہا موجِ شراب ہی کسی کان کی بجلی کی ضیا موجِ شراب
--	---

<p>اضطرابِ دل بسمل کی دعا موجِ شراب اسمیں آتے ہی بنی موجِ صبا موجِ شراب درو دیوار سے ہر جلوہ نما موجِ شراب</p>	<p>بن گئی دل کی تمنا سے الٹی توبہ آج کیا ہے جو دریکدہ واہی ساقی لے رہی ہو نگہ مست ہزاروں لہریں</p>
<p>یہ نیتِ دلِ حسرت کی ہر ساقی اب تو آئے وہ وقت کہ ہوا بال کشا موجِ شراب</p>	
<p>درو دیوار کو دی رنگِ گر موجِ شراب کہ ادھر موجِ طبیعت ہے ادھر موجِ شراب حکمِ اکیر کا رکھتی ہے مگر موجِ شراب جلوہ افزا منحصر ہوا گر موجِ شراب بن گئی شائبہ بادِ حسرت موجِ شراب آئی ہر سمت سے جو آج نظر موجِ شراب آج اس زور سے جاتی وکدہ موجِ شراب اور بیتی ہو سیرا بگدڑ موجِ شراب</p>	<p>جلوہ افروز جو ہو وقتِ سحر موجِ شراب عیشِ کویوت میں کرتی ہے اثر موجِ شراب حلق سے اوتری جو زائد کے تو وہ بول دے دیکھنا پہر لبِ معشوق سے نکلا کیا کیا یا دیارِ ہوا شغلِ صبوحی کس کا بند گیا ہے کسی میگویش کا تصور دہلیں ساقیا کیا ہے سبب کس کی تسلی کنون جھگڑا بادہ کشون کا ہو تماشا جب سے</p>
<p>ہاں افسوس یہ حسرت کا زمانہ پہنچا اوس سے کرنے لگی کبخت خد موجِ شراب</p>	
<p>یہ جوانی کا کریگا سنِ خراب واقعی میں آج کل کے سنِ خراب</p>	<p>عشق میں گزریں گے اپنی دنِ خراب ترک سے کیا ہو سکے برساتیں</p>

تم خدا جاؤ رہے ہو کس کے گھر
 جہاں احباب کی کیا صل سکے
 دوستو کا آجکل یہ حال ہے
 گو نہیں بنتی محو و معشوق بن
 لیچھ دل پر ضمانت دی بھیجے
 کیجیے لاشہ کو میرے بعد مرگ
 تو یروش وہ ہوا انسان ہی نہیں
 آہ کیجئے تا او سے ہو کچھ اثر
 حضرت واعظ نے دل پر پیر بن و
 حضرت دل تم جدا جسے ہوئے
 تہہ و بگر بن گئے کہی تو وہ خدو
 عشق کا بھی ہو عجائب فیصلہ
 کچھ نہیں تدبیر اسکے وصل کی
 ہاں لگ ہی ان رہنا چاہیے

رات بہر مہم تو رہے تم بن خراب
 کیا کریں جب گویا ہوں دن خراب
 ظاہر اچھے مگر باطن خراب
 دل کا دیدینا تو ہی لیکن خراب
 اور یہ بھی ہو نہ وضامن خراب
 آپسے گرو سکے ممکن خراب
 عشق میں تیر ہوئی ہیں جن خراب
 رات کیوں کرتی ہو تو رگن خراب
 عشق باری کو تو یہی سن خراب
 کیا کہیں کسور ہو تم بن خراب
 آئینے تیری ہی ظالم دن خراب
 مضطرب دیو کی دان خراب
 کیا کریں ہم آگہو ہوں دن خراب
 کوچہ دنیا کے ہیں کن خراب

اسم جوانی میں کریں تو بہ مگر
 ایسی باتوں کو وحشت بن خراب

ردیف الباء فارسی

یونٹاک جہانک کرتے تو کب چاک و سر آپ
 چپتے پہرینگے حشر کو میری نظر سے آپ
 جلوے ٹپک رہے ہیں جو دیوار و در آپ
 صورت بنا کے آئے ہیں کیسے گھر سے آپ
 کب دیکھتے تھے سوزن دیوار و در آپ
 لو حال کمال گیا ہے کسی کی نظر سے آپ
 کیا حال ہو چھتے کسی خستہ جگر سے آپ
 شوخی میں ہیں ٹہری ہو اپنی نظر سے آپ
 کیونکر اوتار دینگے اسی پھر سر سے آپ
 کو سون گریز کرتے ہیں اپنی نظر سے آپ
 بیخود بنے ہوئے ہیں جو اپنی خبر سے آپ
 جنکو حجاب تھا کبھی اپنی نظر سے آپ

میاں ایسے ہو گئے کسی نظر سے آپ
 واقف نہیں ہو ابھی روزِ دگر سے آپ
 یارب یہ کس کا خلد میں دیدار ہو گیا
 چہرہ اوداس رنگ ہر فوق نیلگون میں لب
 کیا کیا ہجوم شرم تھا کچھ لب ہی یاد ہے
 اوس چشم شرم گین سے عیان ہر خمار شب
 شرم و حیا و ناز میں مانع سوال کے
 وہ آپ کا وقار وہ تمکین کسان گئی
 سودا یہ وہ ہے جس نے لایا ہر خاک میں
 شوخی کے ساتھ ایسی حیا ہے ٹہری ہوئی
 کیا فائدہ ہے پریش احوال عشق سے
 پرتے ہیں ساتھ غیر کے بڑے گئے ملے

پہر ہم ہی دیکھ لیں گے یہ بزدل و اتقا
 خستہ ہو دو چار جوان فتنہ گر سے آپ

وہ چلے آئینگے اکدن مگر آپ سے آپ
 آئینگے نخل جوانی میں شرم آپ سے آپ
 آج کیا ہو جو چور اتے ہو نظر آپ سے آپ

آرہے کامری نالون میں اثر آپ سے آپ
 صاف کتا ہے میر جان یہ سینہ کا اوبار
 آنکھیں بھی نہیں ہوتی تھی تمہاری کل تک

<p>حال ہو جائیگا یاں نوریہ در آپ کے آپ آپ ہو جائیں خفا کدے الگ آپ کے آپ دل میں آیا ہے ترا تیر نظر آپ کے آپ دور ہو جائیگا یہ ویر ویر آپ کے آپ اور آنا نہیں انسان کو نہ آپ کے آپ کہ بڑے کام کی موتی ہے خبر آپ کے آپ ہو ہو گی شبِ وقت کی سحر آپ کے آپ آنکھ میں آئینے پر نکتہ جگر آپ کے آپ رنگ لائینگے مریدہ تر آپ کے آپ اس ماسے میں تو ملنا نہیں تر آپ کے آپ</p>	<p>گر نہیں تم کو یقین پاس سے جا کر دیکھو ہم سے تو بھی کوئی کج جائے تو چہرے نہیں نہ گیا تھا کوئی مہمان بلانے اسکو ہاتھ سینہ پر رکھا اوسنے جو ہر تسکین حضرت عشق ہی ایسے ہیں کہ آجاتی ہیں لاکھ چمک کر و کھل جائے گا وصلِ شمع جذبہ دل جو مرا کہیں کے لایگا اوسے خون اشکوں کے جو ہمراہ نکل جائیگا دستِ نازک ذرا آکے وہ آنسو چھین سچ تو یہ ہے کہ ہر کوشش سے ہی ملنا دشوار</p>
--	--

عشقیازی کا تمہیں شوق تو ہوا حسرت
 دور ہو جائیگی جو کچھ ہو کسر آپ کے آپ

<p>ادھر خاکوش میں ہونہ او دھر چپ نہ نواحِ صرفِ مطلب پر مگر چپ مرے گھر کے نہیں دیوار و چپ وہ ہوسے میں مری ہر بات پر چپ کوئی گویا ہے اور کوئی بشر چپ</p>	<p>ہوئے کچھ دل میں ونون ہو چکر چپ کرینگے وہ تجھے پیغامِ بر چپ صدا دیتے ہیں ہر فریاد کے ساتھ نکل جاتا ہے خاموشی میں مطلب زمانے کی نہیں ہے ایک حالت</p>
--	---

<p>ہوے شکوہ بیداد پر چپ چلے جاتے ہو تم دشمن کے گھر چپ کہا کرتے ہو کیوں ہر بات پر چپ نہ میں چپ ہوں نہ وہ بیداد گر چپ کہ اب رہتے ہیں ہم آٹھوں پر چپ</p>	<p>ندامت سے اوٹھائے پھر نہ گردن کیا کرتے ہو بیان آنے میں ہو غدر یہ کیا کلمہ تمہارے منہ لگا ہے او سے شوق ستم میں طالب جور ملا یہ بخود ہی شوق میں لطف</p>
<p>بتاؤ تو کہ ہے کیا بات حسرت مجھے تم آج آتے ہو نظر چپ</p>	
<p>دیکھا ہے اس نے کیا کسی شک قمر کا روپ بدلا ہوا ہے آج مرے نامہ بر کا روپ اگلا سا وہ نہیں تری نازک کم کا روپ دیکھا جو جس نے تجھے بت عشوہ گر کا روپ سب مٹ گیا قفس میں کربال پر کا روپ بدلا ہوا ہے آج تمہاری نظر کا روپ کیا کم ہے آفتاب سے داغ جگر کا روپ مرجان کو کم نہیں ہر مری چشم تر کا روپ دل کا ہماری روپ ہماری جگر کا روپ</p>	<p>جگر اہوا ہے آج مری چارہ گر کا روپ خط سے زیادہ اوسکا گریبان چاکہ ہی غیروں کے ہاتھ پڑنے لگے جب بار بار پروا ہو گی خلد میں جو روئی کیا و سے کیا ہمسفر دیکھ کے خوش ہوئے باغین بزمِ عدو میں اسکو نظر ہوئی نہو دیکھو ادھر مجال ہو کس خیرہ چشم کی مژگان پہ چم گیا ہے جو کچھ کے نخت دل حسرت داغ کہائیں اگر دیکھیں مہرواہ</p>
<p>حسرت ابھی تک پکود دعویٰ ہے ضبط کا</p>	

دیکھا نہیں ہے آپ نے اس عشوہ گکار روپ

<p>ناصح جو دیکھے تو دل بیتاب کی ٹرپ یوں لوٹتا ہے کوچہ جاناں میں دل مرا مجھ سے زیادہ میرے لئے بقرار ہیں دیکھی جو میری نبض کہا چارہ سازنے کلم برے نہیں ہے مری چشم اشکیا دل سے سوا لپکتے مری دل کے لعل کی نیور چڑھا کے دیکھ نہ ای سبزہ رنگ دیکھ دیکھا جو آج خندہ دندان نما ترا</p>	<p>پیدا ہوا نکمہ میں تری سیما کی ٹرپ ساحل پہ جیسے ماہی لے آب کی ٹرپ بسمل سے سوا مرے احباب کی ٹرپ بجلی کی یہ ترپ ہے کہ سیما کی ٹرپ بجلی سے کم نہیں دل بیتاب کی ٹرپ بجلی سے بڑی ہوئی مہتاب کی ٹرپ دیکھی ہوئی ہے تیغ سیہ تاب کی ٹرپ بجلی سے بڑھ گئی دُرِ نایاب کی ٹرپ</p>
---	--

کیا کیسے حال حسرتِ خانہ خراب کا
ایسی نہیں ہے ماہی بی تاب کی ٹرپ

<p>جان جاتی ہے میری آئیے آپ ہم ہی تو سرچکا ڈی بیٹھے ہیں موت آتی ہے اور نہ وہ ظالم کوئی فرقت میں رہ رہتا ہے تنگ ہوتا ہوں حضرتِ ناصح کیا سہ و نہین ہے میل ملاپ</p>	<p>آئیے یا مجھے بلائیے آپ تیغ گردن پا پ لگائیے آپ اس سے بہتر ہی رہ رہا ہے آپ کچھ خدا کا تو خوف کھائیے آپ پاس سے میرا اوٹکے جائیے آپ اوسکے مری قسم تو کھائیے آپ</p>
--	--

ہو چکے گرم ہو چکا غصہ	نہ نہ نہ نہ یہاں جائیے آپ
ہو چکی بات عیش کی حسرت درد و غم کی ہی کچھ سنائیے آپ	
ردیف التار	
<p> لیتا نہیں جو بول کے ہی نام محبت لیکاز زمانے میں کوئی نام محبت کیا خوب یا آپ نے انعام محبت ایسوں کا تو اچھا نہیں انجام محبت تڑپا ہے کوئی آج تہ و دام محبت اس طور سے گزری سحر و شام محبت کم بام فلک سے نہیں کچھ بلکہ محبت شیریں ہیں بہت قدر سے نشاۃ محبت تقدیر میں زائد کی نہیں جام محبت جس پر نہ چلی ہو کبھی صمصام محبت اچھا ہی جو بڑھتا ہی رہے کام محبت کم بخت ہی ہو گئے ندام محبت </p>	<p> کیا ایسے کو یہ کبھی کوئی پیغام محبت گرجو و جفا پر رہا انجام محبت کتنے ہوش و صل عدو و بچ کرینگے تصویرِ عدو دیکھ کے وہ آپ ہی بولا یہ صاف بتاتی ہے تری زلف پریشان یہ یک قیامت ہی تو وہ سخت بلا ہے ہو دیدہ بینا تو کوئی غور سے دیکھے کہا لے ہوں کبھی جس نے وہی ذائقہ جانے لینے نہیں مگر زلفِ درہی کچھ اسکے جینے کا نہ کچھ لطف نہ مرنے کا فریاد چلتا ہوں ہی بخود ہی شوق میں کہ مگر کہتا نہ مرا حال اگر اشک نہوتے </p>
آتا ہے مجھے خوف اسی نام و حسرت	

لینا نہ مری ساسنے تم نامِ محبت

<p>گر یوں ہی رہا کوئی دن آزارِ محبت اچانہیں ہوتا کبھی بیمارِ محبت ممكن نہیں ایسے سے ہوا ظارِ محبت یہ گرم ہے ہاوس کو چین بارِ محبت مقتل میں اگر قتل کرو ہاتھ سے اپنے رکھا تھا اسے بیٹے تو مہمانِ محبت کہا نے کو غم و رنج تو بجاتا ہی محبت کو میں اور کسی بات کا خواہاں نہیں تم ہی میرا سا ترا حال ہوا یواصح نادان دل ویچکے برباد ہوئے جانِ گذری</p>	<p>بچنے کا نہیں ایک بھی بیمارِ محبت جانا نہیں ہو کر کبھی آزارِ محبت جسنے مٹنی ہو کبھی گفتارِ محبت ہیں سیکڑوں مشوقِ خریدارِ محبت تو سر سے اوڑھ جائی مری بارِ محبت گھر کر گیا دل میں مری سو فارِ محبت کافی ہو مری واسطے سرکارِ محبت ہوں ایک فقط دل سے طلبگارِ محبت کھل جائیں اگر تجھ پہ کچھ اسرارِ محبت اب تک بھی نہیں آپکو اسرارِ محبت</p>
--	---

یہور کئے دیتے ہیں کہ دیکھا ہی زمانہ
حسرت ہے عجب آپکو انکارِ محبت

<p>یہ میرا طالع وارثوں یہ میری نثارِ قسمت بدل دی غیر کی قسمت میری ایجا قسمت کبھی پورا ہونے دیگی میرا دعا قسمت نہوئی اس طرح کی گر ہماری ایجا قسمت</p>	<p>نہ تم اپنے نہ دل اپنا نہ اپنی آشنا قسمت نہیں لکھا ہی کچھ اس میں بحرِ اندوہ و حرکت کرین وعدہ ہی وہ آئینکا تو محکومِ یقیں یہی محببت کو سہا رنج و آفت کسکے سر ٹپتی</p>
--	--

نہ سوزش ہو نہ کاش ہو نہ بیتابی ناچاری کیا ہی حال ایسا بتو تیری سوزِ ہجران نے یہاں وزراتِ ملتی و تمنا جسکی تجھ کو ہے عجبت بھی تو تیرے سہارے لوگ بیٹھے ہیں	تری قسمت لڑ جائی جو میری بیوفا قسمت کیسی یارب زبانی کہی کہتا ہوں یا قسمت تری قسمت سی اچھی سی ہماری پارِ قسمت خدا کا آسرا ہے تیرا کیا ہی آسرا قسمت
---	--

دعا یہ ہے کہ سب جن و شہر مہون تارِ فرمان
سیلیمان کی عطاِ حسرت کو کر دی اپنی قسمت

کیا تاب و نکی بات کو کیسے جو نادرست اس عاشقی میں جیسے کو تیسرا ملا ہی خوب یہ ضد بڑی ہوئی ہے کہ وصلِ قیوب کو وہ آئین اور کچھ نہ ہو ہم کو موجب یقین آتا ہی بادِ شکوہ پہ وصلِ رقیب کے پہلو ہر ایک بات میں سچ ہیں سیکڑوں اپنوں میں پائی رہنے تو بیگانگی کی بو رہبر ہر ایک گام پہ ہر شوقِ بچو دی اوس سنگدل کے دل میں جگہ تک نہ کر سکے پہر و کیوں کس طرح تمہیں ہوتا نہیں اثر کیا بے بسی ہے غیر کی تعریف اوس شخص کی	وہ جھوٹ ہی کہیں تو کہوں میں بجا درست کیا غیر نے کیا ہی تجھے بے وفادرست گر میں کہوں درست وہ فرامینِ نادرست گرا امتحان میں اوڑھ کوئی پارِ درست کہنا کسی کا ہامی وہ جی ہاں بجا درست اک طرح ہے درست تو اک طرح نادرست ہم کو کوئی ملا ہی نہیں آشنا درست کیا رہ و انِ عشق کا ہے راستا درست افسوس کوئی کام نہ ہم سے بنا درست بیٹھے اگر ہدف پہ یہ تیرے دعا درست اور ہم کو دل کو تھام کے کہنا پڑا درست
--	--

<p>وہ مہربان ہوں تو ہی تو ممکن نہیں بصال حسرت میں کیا کہوں مری قسمت کا دست</p>	
<p>کیا خاک ل نشین ہو مگر چارہ گر کی بات قاصد نہ لینا ہاتھ میں چل جائے گادرق ہو درد مند میرا نصیحت کو چھوڑ کر کوئی بھی اس کے جور کا ترانہ نہیں بچیں شر سنگ سے ہو گئی نوبتِ جنون کی</p>	<p>ہو دردِ دل کی بات نہ دردِ جگر کی بات تحریر ہوگی جب مری سوزِ جگر کی بات ناصح اگر سے مرے دردِ جگر کی بات بیٹھ بیٹھ ہوئی یہ بیتِ نقشہ گہ کی بات آئی نہیں سمجھ میں مرے نامہ پر کی بات</p>
<p>قسمت کہے کہ رستم چاہا سے نقشہ گر سُن لے جو کوئی حسرتِ خستہ جگر کی بات</p>	
<p>کلی پر نی اور یہ سدا کی صورت گریوں ہی نفس میں رہی فریا کی صورت نصویرِ تیری کہیں کے دل کچھ لگا ہے دہو کا ہی مری عشق پہ کیا او سکون کا سے عشقِ ہمیں کو چہ دلدار سے نہ ہد</p>	<p>آئی ہو نظرِ شہزادیتِ بلاؤں کی صورت جگر کی گسیں سیرن سے بھی صبا کی صورت بگڑی ہی بہت مانی و بہزاد کی صورت آئی ہو نظرِ آج جو قصا کی صورت دیکھیں نہ کہی جنتِ شدا کی صورت</p>
<p>حسرت کو کہی دیکھ کے کہتا ہی مجھوں اللہ نے دکھائی مجھے اوستا کی صورت</p>	
<p>تپ تپ کے کسی نے کہیں گداری رات</p>	<p>کسی کی نہیں گداری تو ہر ساری رات</p>

<p>خبر ہے کیا تمہیں کہنی کٹی ہماری رات کیسے کوئیندہ آنا وہ ہاں ساری رات مری مری کہے دن وہ پیاری پیاری رات شریک ہو نہیں سکتی مری تمہاری رات جو آج صبح سے کہتا ہوں کہ آری رات مثل یہ سچ ہے کہ بیمار کو ہے ہماری رات بری طرح ترے ہجر میں گذری رات بہت رہی دل مضطرب بیت راری رات</p>	<p>عدو کے ساتھ گذری ہو تنہا ساری رات نئی نئی وہ طبیعت کا ٹوٹ کر آنا کسی کے ساتھ کبھی عیش میں گذرتی تھی تمہیں صال عدو تھا مجھے وصال وصال کسی نے ات کے آنیکا کیا کیا وعدہ شب فراق گذرتی ہو روزِ غم سو بڑی مزا تو جذبہ دل جب ہو وہ کہیں مجھ سے نہ آتا تھا تمہیں وعدہ کی شب تہم آئے</p>
---	--

یہ کہہ رہی ہے تمہاری نگاہِ حسرت
 کیسے ساتھ گذری ہو تنہا ساری رات

<p>کچھ ایسی بنی تھی جان پر رات بے چین ہوا تھا فتنہ گر رات بے چین ہا ہوں شل ہا ہی کیوں میری طرح تنو غیر بیاب کچھ جہل کے ہو رہے تھے چرچے</p>	<p>اپنی تھی مجھے نہ کچھ خبر رات مالون نے کیا تھا کیا اثر رات نیند آئی نہ مجھ کو تا سحر رات کس جاپہ رہا وہ فتنہ گر رات اک لطف ہا تھا تا سحر رات</p>
--	--

تم عیش کرو تمہیں خبر کیا
 حسرت نے گذار دی کدہ رات

روایت الشاہ ہندی

<p>چین آنا نہیں کسی کروٹ میری جانب سے پہرلی کروٹ کب سے تھو تھیں ایک ہی کروٹ لے سکے خاک آدمی کروٹ لینے دیگی نہ بخودی کروٹ گرم کی اوس سے بغیر کی کروٹ سانس لینے میں پہرگی کروٹ دکہ نہ جہاڑ کہیں تری کروٹ گوزالے کی پہرگی کروٹ دیکھیں بیٹھے یہ کونسی کروٹ پہر لیتے ہیں دوسری کروٹ</p>	<p>ہجر میں سوئیں کونسی کروٹ ساتھ سویا تو اس طرح ظالم خسر ہو تو بدل لین کچھ پہلو سانس لینے کی جبکہ تاب نہ ہو غش سے ہوگا علاج بتا بی دکھنے دل میں ہی رہ گواران ہا ہی رسے زور نا توانی کا کب سے سو یا ہونہ کو پہر کے تو ہا ہی بدلانہ کچھ مزاج ترا اپنی تھریر میں مین سو پہلو خواب میں ہی وہ چونک پڑتھیں</p>
	<p>آج حسرت لڑکے عدد سے وہ میری قسمت نے پہرلی کروٹ</p>
<p>آج نکلی ہے مکرل کی تنابھٹ پٹ جی میں آتی ہے کہ لیلون ہر ابو سا جھٹ پٹ غیر کھل کی تو نکلی ہے تنابھٹ پٹ</p>	<p>وہ بلا تے ہی مکر گھر میں جو آیا جھٹ پٹ دیکھ لیں غیر مرا آکے تماشا جھٹ پٹ لے چلا ساتھ لگا کر میر محمد نسل اونکو</p>

<p>کیا اوٹھایا ہوا غیر نے مرد اجھٹ پٹ ہو گیا زلف پریشاں کا جو سودا جھٹ پٹ یہ ہوا عشق کے بازار میں سودا جھٹ پٹ چڑھ گئے حیرت چارم پسیم جھٹ پٹ ہمنے دیکھا ہر قیامت کا تماشا جھٹ پٹ</p>	<p>وہم یہ تھا کہ دوبارہ نہ کہیں جی اوٹھے اک نظر دیکھتا تھا کہیں کیا ناصح جلد نے ایک نگہ میں وہ مراد لی کر تنگ آؤ جو بہت عشق کے بیماروں کے وہ قہم اوٹھے سر پر ہم جو وہ چل نکلا</p>
<p>منہ چھپاتے رہے حسرت وہ ہمیشہ ہم غیر کو جلوہ دیدار دکھایا جھٹ پٹ</p>	<p>ہجر کی شبای دل مضطر نہ لوٹ بے ادب کچھ پاس قاتل ہی رہے سر چڑھی ہے کچھ ادب ہی چاہئے جذبہ دل جب تری تاثیر ہے لوٹنے کو دیکھ کر ای دل ترے ای دل بیتاب دم بھر تو ٹھہر ہیں تو بالازمین و آسمان ہوش میں آئی دل مضطر سنبھل دل تڑپتا ہے عجب انداز سے</p>
<p>دیکھ آیا نامہ دلبر نہ لوٹ اسے دل منظر پر خنجر نہ لوٹ دیکھ ای زلف سپر خنجر نہ لوٹ خود کہیں وہ آکر مضطر نہ لوٹ ہو گیا بیتاب وہ دلبر نہ لوٹ ہے زمانہ میں یا محشر نہ لوٹ اس قدر تو ایدل مضطر نہ لوٹ آگے ہیں وہ ترے درپہ لوٹ کس طرح ہو جای وہ دلبر نہ لوٹ</p>	<p>عشق میں حسرت کھل چاہیے</p>

گر فلک بھی گریزے پھر پھر لوٹ

کیا دگی تجھے شر بناوٹ
کرتا ہو وہ سبب بناوٹ
یا ہم ہوئی یکدگر بناوٹ
کرتے رہو رات بھر بناوٹ
کرتا نہیں چارہ گر بناوٹ
کرتا رہا خسبر بناوٹ

اچھی نہیں فتنہ گر بناوٹ
کنے کے ہیں سارے قول و قرار
دشمن سے جنگ زرگری ہے
آئینہ بنا صاحب اونکا
دوران سے بڑا ہو درو میرا
زائد نے کہی ہی سچ نہ بولا

حسرت یقین دل میں لانا
کرتا ہو وہ سبب گر بناوٹ

گہرا کے دم ہی جاؤ میرا کہیں اولٹ
پردہ جو رخ سو دیویت پردہ نشین اولٹ
رخ سو جو دیو نقاب وہاں ہشتین اولٹ
دیگی ہما نکو یہ نگہ شریکین اولٹ
جائے نہ دیکھ نہ ترس نہ دامن کہیں اولٹ
دامن نہ مال تیغ نکول آستین اولٹ

تو یک بیک نقاب او مجہدین اولٹ
چو پ جائے دو پہر کو بھی مغرب میں آفتاب
میری طرح سو دیکھنا تیرا ہی حال ہو
یچی نغمہ کی پڑتی ہے لاکھوں کے دل پہ چوٹ
دستِ جنون کی اتنی ہو در پردہ روک تمام
گر مجھ کو سخت جان کا منظو قتل ہے

حسرت جو دل لگائے ہوا خوش نصیب
کیا بائگی تمہاری نوشتِ جبین اولٹ

<p>لیگیں ساتھ ہی کچھ گردش دوران کروٹ ایسی بد کوئی اب گردش دوران کروٹ تیری بیمار نے بدلی بعد ارمان کروٹ پہیر لی کیوں میری جانب میری جان کروٹ لینے دیتا نہیں مجھ کو غم ہجران کروٹ جب مجھی میں پولیشون ہجران کروٹ میری تقدیر نے لی گری عنوان کروٹ لی شہیدوں نے تمہاری سرمدان کروٹ</p>	<p>تم نے بدلی میری جانب جو جانان کروٹ دن کو مہتاب رحمت کو نور شید رہے کچھ جواڑتی ہی گئی ہو تر آنے کی خبر کچھ خطا دست ہوس نے تونہ کی تھی ایسی دل کو دا بے ہو میں ایک ہی پہلو کر رہا ہو سہ رخ نہیں تیرا کہ ہو لینا دشوار آج ہستے ہیں عدد کل میں ہونگا اونپر سنہ کو پہیر ہی جو کعبہ سے تمہاری جانب</p>
--	---

عشق کے نام سے حضرت کوئی لفظ ایسی
سوئے لیکر نہ سوگو کہ چہ جانان کروٹ

ردیف النثر

<p>بے سبب کیوں خفا ہو کیا باعث لطف دیکھو کہ اونکی رنجش کا وصل کی رات منہ پھپھانے کا گالیاں غیر سکھو دیہ جائے وعدہ حشر ہو کہ ہو تو سہی اونکے آنے کی کچھ توقع ہے</p>	<p>نہ کسلا ہم کو رنج کا باعث ہم نے دشمن سے کہہ دیا باعث نہیں کہتا ہے دلربا باعث آپ کا منہ تھا آپ کا باعث دل کی تسکین کو ذرا باعث ہے ہی اپنی زیست کا باعث</p>
--	--

<p>پوچھتا ہے وہ دل رُبا باعث اس نے آئے کا کوئی تھا باعث مُنہ لگانے کا پہرے کیا باعث</p>	<p>چمیدو دیکھو کہ بے قراری کا شب و عہدہ جو تم نہیں آئے غیر سے گرتہ ہیں لگاؤ نہیں</p>
<p>نہیں آیا جو دل کہیں حسرت بیقراری کا پہرے کیا باعث</p>	
<p>بڑھی ہر وقت میں تکرار آج کیا باعث ہوئے ہیں غیر سے قرار آج کیا باعث خفا میں مجھے جو سر کا آج کیا باعث ہوا ہے صل کا انکار آج کیا باعث تڑپ رہا ہے یہ بیمار آج کیا باعث ہوئے وہ کل سے بیمار آج کیا باعث ہوا ہے عشق کا آزار آج کیا باعث وہ آئے باندہ کے تلوار آج کیا باعث کھڑے ہیں طالبِ دیدار آج کیا باعث شراب پیتے ہیں ویندار آج کیا باعث</p>	<p>خفا ہوا ہے وہ دلدار آج کیا باعث وہ دُور سے بھی تو وعدہ کہی کرتے تھے خطا قصور گنہ میرا کچھ تو نہ مانتے اسی امید پہ کشتی تھی زندگی اپنی کسی کا وعدہ فرودا لٹا گیا شاید وہی تو ہم میں کہ دیدار کی تمنا تھی خدا رہا حضرتِ ناصح کو اس قدر کل تک کھلے گی دیکھیے کس خوش نصیب کی قسمت مری نگاہ میں اتنا رحرش رہتے ہیں اثر پڑا ہے بالاشک تری نگاہوں کا</p>
<p>وہ وعظونہ کی باتیں کہاں کہیں حسرت جناب ہو گئے میخوار آج کیا باعث</p>	

عاشق زار سے یہ مفت کی تکرار عبت
 باتون باتون میں کچی جاتی تھی تار عبت
 آئے ہوا آج یتیم باندہ کے تلوار عبت
 یہ جھگڑتے ہیں ہم کافر و دیندار عبت
 حشر کی اس پہن طالبِ بیدار عبت
 قطرہ خون سے ہو برہم تر اسوفا ر عبت
 سفر کما تی ہے مرا بلبل گلزار عبت
 بکنے آیا ہے میر جان سہرا بازار عبت
 کہینچ کر آئے توم خنجرِ خونخوار عبت
 گالیان مجھ کو سنا تا نہیں لدا ر عبت
 حشر ہوتا ہے یہ بریاد م رفتار عبت
 ہے ہوتے ہیں خفا آپ تو سرکار عبت
 وعدہ وصل کیا کرتے ہو ہر بار عبت

خواہش وصل کو سہا پکوانکار عبت
 شکوہ غیر پہ پیری ہے نگہ یار عبت
 قتلِ عشاق کو تو تیغِ نگہ تھی کافی
 غور سے دیکھو تو مقصودِ ہر دو نواہی
 ایسے ہنگامہ میں کیا کوئی کیسے دیکھے
 جب ہو موجود تو مہمانِ سچیا تا کوئی
 برگِ گلِ سولبِ نازک سے بہلا کیا نسبت
 تو وہ یوسفِ ہر تر و در پہن لاکھوں گاہک
 سخت جان میں ہوں کلائی ہر تہا رٹی کر
 پردہ پردہ میں سکھایا ہو عدو نے کہہ تو
 ایسی چالوں سے تو آتی نہیں چالیں تیری
 شکوہ غیر تو گستاخ کوئی بات نہیں
 جھوٹی باتوں سے تو موتی نہیں دیکھیں

سیچ تو یہ ہو کہ موتی سخت حماقتِ حسرت

نوجوانی میں کیا عشق کا انکار عبت

رات انکار کی ہوتی رہی اقرار سے بحث
 اتنی سی جان پارس گماٹ کی تلوار سے بحث

بختِ خفہ کی موتی طالعِ بیدار سے بحث
 دل بیتاب نہ کرنا نگہ یار سے بحث

تختِ کارِ کئی تہاں ہر غمِ رستہ بخت
کی بگ بجان مری خنجرِ خو خوار سے بخت
ہو سبھا کو بخت آپکے پیار سے بخت
آپ کرتے ہیں بختِ طالبِ پیدار سے بخت
مفت رہتی ہو بختِ کافر و پندار سے بخت
دیکھ کر نات مری آہِ شہرِ بار سے بخت
موت کچھ کرتی ہو اتو تری تلوار سے بخت

نہ وہ برش نہ وہ تیزی نہ وہ خمِ اس میں
سخت جانی کہ ہر پہ پہن ساری باتیں
ایسے باتوں کے کہیں اس کو شفا ہوتی ہو
جلوہ چھپنے کا نہیں برقِ تجلی کی طرح
سچ تو یہ ایک ہی مطلب کے ہیں طالبِ دمنون
حال کھلچا لگا ایذا جو مستم تیرا
ہا گیا ہو جو ترے جو روستم کا انداز

ابنِ باقی نہیں جسرت کی طبیعت میں لگاؤ
تیرے اقرار سے مطلبِ شکر کا رستہ بخت

ایسے حسی کی ندیوں جو نسیمِ حیران میراث
قیسِ فریاد کی ہو کوہ و بیابان میراث
کچھ بلاؤں کی نہیں جو شبِ بحرِ میراث
تیرے زخموں کا نہیں میرا نمکدان میراث
دستِ وحشت کی سہ تیرا گریبان میراث
زخمِ دل کے لئے ہو جایِ نمکدان میراث
دلیانِ دان کی نہ تھی زلف پر لیشان میراث

وحشتِ قہیں کو سمجھا دلیانِ میراث
ای خون یہ نہیں انصافِ ہمارے گوتے
لطفِ بیجانی ہو ایسا ہی کہی ہوتا ہو
اور زخمی ہی ہیں کس لطف کے وہ کہتے ہیں
لطفِ تہب ہو کہ ایسا ہوا اثر ای ناصح
پوچھا کیا ہے وہ قتلِ متناس ہے ہی
اتفاقِ یابہ ہنسنا جا کے تعجب سے ہی

لطف جب ہو کہ دریا پر لوتیوں جسرت

آبلون کی نہیں کچھ خاریا بان میراث

ردیف الجیم

<p>قتل کرتا ہے وہ سنگ آج بام پر آئیگا وہ دلبر آج کچھ تو برائے قتل کی خواہش ہاں قاصد کا آکے یہ کہنا کچھ ستم کچھ کرم کیا اوس نے بات کچھ تو ہو گونہیں کہلتی کل سوچیں طالب شہادت ہوں وعدہ صل تو کیا اوس نے گرہ آنا تو آچکوا ب بھی جذبہ دل نے کچھ کمی کر دی</p>	<p>مجھ سے پہتا ہی لو مت آج چاند چمکے گا دیکھیں کون آج مول لائیں کہیں وہ خیر آج تیری گہرائیں گے مقرر آج دونوں باتیں ہیں برابر آج غیر ہر تار ہاں مضطرب آج باندھ کر آئے ہیں وہ خیر آج دیوہ وہو کا اگر مت در آج لب پہ آئی ہی جان مضطرب آج ورنہ آتے ہی وہ مقرر آج</p>
---	---

کچھ بن آتی نہیں اب حسرت
 ایسا بگڑا ہو وہ سنگ آج

<p>خوب کرتی ہو سنا ہے نگہ یار علاج مرض عشق کی ملتی ہی نہیں کوئی دوا وہ عبادت کے لیے آئیں تو جی اوٹھوں ابھی</p>	<p>آج ہو جائیگا تیرا دل بیمار علاج کر چکے حضرت عیسیٰ ہی تو سو بیمار علاج مرد جی اوٹھتے ہیں جب کرتی ہو قمار علاج</p>
--	---

<p>ہر چار طرف سے اس کی میحانی کا ہر ترے اعجاز کی یا شک تاثیر مقصود را ہی نہ ہوئی کچھ تاثیر پیار کو اللہ ہی شفا بخشے گا لئے وہ نہیں دعویٰ تھا میحانی کا جب اس کو کیا نچکو تو دشمن نے کہا یہ تجھے کیئے ہمنے ہزاروں چپے</p>	<p>لب جان بخش فی اچھو کئے دو چار علاج اب تو کرتے ہیں میحان تری بیمار علاج بدلی سو بار دوا بدلا ہی سو بار علاج ترک سب کر چکے جب ہو گونا چار علاج کون پتیرا کر گیا دل بیمار علاج یہی تھا ایسے گنگار کا سر کا علاج تیرا ہی اب ہمیں کرنا پڑا ناچار علاج</p>
--	---

اور بھی کوئی خبر تھے سنی ہو حسرت
 آج وہ میرا کرینگے سر بازار علاج

<p>دون دشمن کی قسمت کا عروج ست دیکھا ہو سب سے ایسا لقا دل بات تو جب ہی بستے خون کا کہی لیتی نہ حلق من ہی نہیں کچھ ہو سکے ہے غفل طوفانی سحر سار شکوہ سے کیا کیوں منفرد دل اس کو لایا کسی بچار</p>	<p>رہ گیا تھا یہ ہی شامت کا عروج آسمان پر ہی طبیعت کا عروج دونوں جانب ہو محبت کا عروج دیکھتی گر میری وحشت کا عروج چال سے تیری قیامت کا عروج اتنا اند تیرے قیامت کا عروج ہی بیان اشکِ ندامت کا عروج آج دیکھا ہے غنہ قسمت کا عروج</p>
---	--

اوسکے کوچہ ہی میں جا کر جان دی خستہ ہو گئے تھے ہمیں تمہاری چال سے امتحان کو تیغ لیکر آئے ہو	اللہ اللہ اپنی ہمت کا عروج اب زمانے میں ہر آفت کا عروج دیکھنا شوق شہادت کا عروج
---	---

سامنے بیٹھا ہے وہ خورشید رو
دیکھنا حسرت طبعیت کا عروج

اللہ نے رتبہ یہ بڑا یا شبِ معراج تو دو طالبِ دیدار ہوئے حضرت موسیٰ آنکھوں سے اوستے آپ کے سب پر وہ ظاہر اک یہ ہی پسندیدہ ہے جبریل کی خدمت امت کی شفاعت کے لئے آپ کو خلعت جو جلوہ ازل سے ہی نہ دیکھا تھا کسی نے پوشیدہ ہوا سایہ تو یہ بات تھی زمین اور ختمِ رسلِ خیرِ سل شافعِ امت یہ مرتبہ ہاں تیرے سوا کس کو ملا ہے اب تک ہی یہی اوسکی تجلی کا سبب ہے جسوقت فلک پر تری پہنچی ہر سواری	جبریل نہیں لینے کو آیا شبِ معراج اور آپ کو آپ اس نے بلایا شبِ معراج جو کچھ تھا ارادہ میں دیکھا یا شبِ معراج مستحق کو عاشق کو ملا یا شبِ معراج خود و ترش پہ اللہ نے پہنایا شبِ معراج وہ جلوہ کد کو دیکھا یا شبِ معراج آنکھوں میں شہر تو کی سما یا شبِ معراج ان کلموں کا اللہ نے بلایا شبِ معراج مشاق تجھے ہو کے ملا یا شبِ معراج مہتاب نے کچھ نور جو پایا شبِ معراج غل تھا یہ فرشتوں میں وہ آیا شبِ معراج
---	--

امید ہے حسرت کو کہ بچا سیکے جنت

لکھ کر تری تعریف وہ لایا شبِ معراج

کیا کیا تری سب سے بیٹے اٹھائے رنج	و پاس غم سے کیونکر نہ آئے رنج
حاصل نہیں ہوا جو کچھ ہی سوائے رنج	ولیت وصال کو محسوس ہی رہا
پہر تو خوشی سے دل میں پہولا سائے رنج	یاں سے وہ اگر اسکی آدین
مرقد میں ہجر کے جو ٹھکانے رنج	ریگی کچھ نہ اذیت عذاب کی
ایسا ہی پہر تہین ہی تماشا دکھائے رنج	ن طرح کسی پہ چوڑائی لے ای بتو
آتا ہی دوڑ دوڑ کے کیوں بے آئے رنج	یہ کوئی ایسے بھی دشمن کو مبہمان

حسرت کا حال قابلِ حسرت ہو آجکل
سہر بتلای دروہ دل بتلا سے رنج

ردیف الجیم فارسی

ذرا دل میں تھای بیدا و گریہ سوچ	ہمارے قتل میں اور اس قدر سوچ
نہ گرجا میں کہیں دیوار و در سوچ	یہی کہتا ہوں نہیں ای جو ش گریہ
کیا کرتے ہو کیونکر بات پر سوچ	تفکر کی کہیں عادت نہ ہو جاے
کیا کرتے ہیں وہ دروہ پہ سوچ	جوابِ خط امر الکتب میں جو وقت
رہا جاتا کا اونکے رشتہ پر سوچ	نہ آتی وصل کی شب نیند محسوس
کوئی تدبیر ایسی چارہ گری سوچ	ہماری آرزو جس سے برا آئے
ترک دلیں یہ کیوں پناہ پر سوچ	کیونکہ وہ تو کچھ مجھے کہیں گے

	<p>تفکر ہر ادھر تو ہر ادھر سوچ لیا ہر اس نے کیا میری گھر سوچ</p>	<p>ہوئی ہر ایک سی دونوں کی حالت طریقہ کیا مصیبت نے نکالا</p>	
	<p>پہنسا ہر آپکا حسرت کین دل کہ دن بہ روز تفکرات بہر سوچ</p>		
<p>گنتی ہمارے زخموں کی ہوتی ہیں چار پانچ تم گالیوں ہی دینی گوتی ہیں چار پانچ مقتل میں جاکے قتل کرو تین چار پانچ کیا ہو جو میری آکے سوتی ہیں چار پانچ دینے ہوں تلوں کو تو دوتی ہیں چار پانچ ہمد ہماری تم ہی تو ہوتی ہیں چار پانچ گر تم قدم اوٹھا کے چلو تین چار پانچ سنے ہیئتہ غیر کی ہوتی ہیں چار پانچ دل لاکے ہم کو آج ہی رہتی ہیں چار پانچ کرنے کو جوڑے وعدہ کرو تین چار پانچ جنگ اسے ساتھ ہیں لو تین چار پانچ لینے ہوں تلوں کو لے ہی چلو تین چار پانچ ہر بات میں ہم سہم کرو تین چار پانچ</p>	<p>تم واری کرو تو کرو تین چار پانچ یوسف دینی ہوں تو نہ دوتی ہیں چار پانچ قاتل بن سکو گے فقط میری قتل سے باتیں سنی ہیں آپ نے دشمن کی سیکڑوں آنا نہیں ہر ایک کے لینے میں کچھ مزا اندوہ و یاس و درد و الم حزن اور ملال برپا ہی ہو حشر اوہیں فتنے سیکڑوں تم میری ایک بات ہی سنتے نہیں کہی اس کا جواب کیا ہے کہ وہ چہ کہتے ہیں امید تو نہیں ہے کہ ہو ایک بھی وفا جانا کہی نہ بھول کے ہر مرقیب میں بوسے شب وصال جو لوں تو وہ کہتے ہیں دیکھو گاہ اول کو دیکھو جو ہو قوف ہوں</p>		

حسرت ملائے ہم کو تو معشوق ایک ہی
تم لیکے اپنے ساتھ نہ تو تین چار پانچ

باکیا قریب آؤں کو سکھا سیتے ہیں جھوٹ سچ
ن کے گھر وہ روز ہی جا رہے ہیں رات کو
و تو او سکے نام نفرت ہے واقعی
مدہ کیا ہر وصل کا جو ٹاپی کو سہی
و کو تہنے منہ تو لگایا ہے دیکھنا
ا رہے زبان سے تو انکار آنکھ سے
ہ ہیں داستان محبت کو سنکے وہ
دیکھ کر ہے ہیں مرا حال سنکے وہ
رسول کی کہی کرتے نہیں وفا
رعب کہہ نہیں سکتے ہیں اپنا حال
یاد ہوئے نہ شیطان کو کہی
گیا نہیں ہوں کہی میکدہ کو میں
بھی بات غیر کہی مانتے نہیں
راہیں میری عبادت کی واسطے

ہر بات کو وہ میری جانتا ہیں جھوٹ سچ
اور تم آکے باتیں بناتے ہیں جھوٹ سچ
دشمن کو تمسے لوگ لگاتے ہیں جھوٹ سچ
مجھ کو پسندالیں تو آتی ہیں جھوٹ سچ
کیا کیا ابھی وہ نکو سکھا دیتے ہیں جھوٹ سچ
ہر عہد میں وہ روز ملا دیتے ہیں جھوٹ سچ
بے پر کی آپ روز اڑاتے ہیں جھوٹ سچ
اوسکی طرح سی مجھ کو بھی آتی ہیں جھوٹ سچ
مجھ کو بھی آپ بتو سکھا دیتے ہیں جھوٹ سچ
فقتے ہم و نکو روز سنا دیتے ہیں جھوٹ سچ
جتنے جنا پسند سچ کو آتی ہیں جھوٹ سچ
بتان مجھ کو لوگ لگاتے ہیں جھوٹ سچ
اہم ہیں کہ تیری روز اڑا دیتے ہیں جھوٹ سچ
یوں ہی خبر یہ لوگ اڑاتے ہیں جھوٹ سچ

پچھلا لیا ہے باتوں ہی باتوں میں یاد

حسرت غصہ کے آپکو آتی ہیں جو شج

اردیعتا لہجاء

<p>آئینہ جی ہی پڑتی ہیں بیمار کی طرح زائد ہی ہم بنے ہیں تو کفار کی طرح تڑپ ہی نگہ نے کر دیے تلوار کی طرح مردہ تڑپ رہا ہے یہ جاندار کی طرح سبب شناسا بگڑے ہیں اغیار کی طرح فریاد مست کرتے ہیں ہشیار کی طرح ناخ کو سرو بڑھ گیا مینار کی طرح پرتے ہیں جوم جوم کے میخوار کی طرح</p>	<p>ستی میں دیکھنا بیت میخوار کی طرح پہنی گلے میں سجدہ زنا کی طرح ٹکڑے ہمارے دل کے اشاریہ میں سیڑیوں نقل میں مجھ کو ہاتھ لگا کر وہ کہتے ہیں اس کی ہوشان یہ خوبی نصیب کی اچھا ہے اس کی زنگیں حضور کا اثر پائے گا ہسری نہ قریار سے کہی زائد جو دیکھ لیتے ہیں اس چشم مست کو</p>
--	--

حسرت ہمارے درو کا ممکن نہیں علاج

کہتے ہیں سب بُری ہی اس آزار کی طرح

<p>کیا شامِ خم کا شائبہ پر ہو بچائے صبح ایسا نہو کہ کوئی مجھ دیکھ پائے صبح صورت کوئی جو آپکو پہلے دکھائے صبح کچھ گز گز سی کرتی ہو دل میں ہوس صبح ہواطف کوئی در پہ جو آکر بکلا لے صبح</p>	<p>بہری شبِ فراق کو گریہ پائے صبح کہتے ہیں کو گزری ہو یہاں رات بہر کیا قہر ہے کہ اوس پہی پڑتی ہیں گلیاں زائد بھی تو بہ طور کے ہو جاتے ہیں شریک چپکے عدد کے گہر میں رہی تو ہرات بہر</p>
--	--

ہر رات دن کا فرق مر و او نکے شو قین وہ دن خدا کرے کہ رات بہر بیان زاہد اس آفتاب کو جانے نہ آفتاب	یاں آرزوی شب تو وہاں ہی ہو سے صبح او غیر ڈھونڈ ہتا مرے گھر تکو آئے صبح یہ آشنای شب ہو وہ آشنائے صبح
--	---

شکوہی شب فراق کے حسرت اوٹھا رکھو
لڑتے جھگڑتے دیکھو کہین ہونہ جانے صبح

ہو گئے مین فکریار سے ذبح چال تلوار سے لٹی ہی تری ہم کو تو روز د کسا کر ابرو کیا جلائیگا سیجا اونکو کر کے اقرار جلاتے ہیں کہی مر گئے دیکھتے ہی ہسم اونکو شکوہ غیور کو سنکر بولے مر گئے یوں ہی تڑپ کر بسمل کل وہ بولے یہ چڑھا کر ابرو اوسنے تکیر ٹپ ہی جب قتل وصل کی رات چڑھا کر تیور اونکی قسمت میں ہی جنت بیشک	ہم ہو ہیں تری تلوار سے ذبح سیکڑوں تیرے فقاہ سے ذبح کرتے ہنجر تو خوار سے ذبح جو ہو ہیں تری تلوار سے ذبح کبھی کرتے ہیں انکار سے ذبح ہو گئے جلوہ دیدار سے ذبح ہو گیا دل اسی تکرار سے ذبح نہ کیا اپنے تلوار سے ذبح کون ہو گا مری تلوار سے ذبح ہو گئی ہسم ہی گفار سے ذبح بیخفا کرتے ہیں تلوار سے ذبح جو ہو ہنجر سرکار سے ذبح
---	--

<p>یہ کنایہ کا مزا ہے حسرت کہ عدد ہون ہری گفتار و ذبح</p>	
<p>پیکے پیر پین ای جناب قدح ساقیا لا پڑ از شراب قدح تیری محفل کا واہ کیا کہنا ہوش اور جانیں حضرت زاهد لب ریاجو مست وہ آیا مجھ کو امید ہے کہ کوثر سے</p>	<p>مفت کرتے ہو کون خراب قدح نوش جان کر لیں شیخ شباب قدح منتخب ہو ہے انتخاب قدح آپ بھی گر پین جناب قدح بن گیا آج ہر حباب قدح دینگے محشر میں تو قرب قدح</p>
<p>انتقاد مکن ہوا حسرت کیا نہ لینگے کہی جناب قدح</p>	
<p>ردیف انخار</p>	
<p>وحشت ہو جو رکام مجھے ہرگز نہ بہائے رخ کیا جان جو رکی ہو کہ تجھ سے ملائے آنکھ بیاز تیرے عشق کے اچھے ہو سکے ہو چائے وصل بھی تو نہ دیدار ہو نصیب بیباختہ زبان سے صل علی کہے طاہر مہر کہ دیکھ سے اظہر کہ دیکھ</p>	<p>اوس سمیر کا خلد میں گریا د آئے رخ کیا تاب آفتاب کی تجھ سے ملائے رخ کیونکر فلک پہ پرنہ میجا چپاے رخ وہ ماہ رونہ شرم سے اپنا دکھائے رخ زاہد مری عنعم کا اگر دیکھ پائے رخ</p>

یہ سب سے آنکھ ملا نہیں کوئی

بدلے ہو رہیں آجکل پیرائے رخ

موسیٰ کی طرح تم کو بخش آنے لگے ابھی

حسرت وہ بھجباں جو اپنا دکھائے رخ

نزدِ وحشت ہو عیان صاف بیان ہوا شیخ
نہ کیوں کرتے ہو پھر عشقِ تباں کو شیخ
بف صدفِ تہیں یا و خدا سے نہ ملا
یکتہ ہی آؤ کیوں بدلی ہو حالت کیسی
فقط کو چہ جانان کی تمنا ہم کو
شکرِ پاک کی باتوں کے سہارے رہے
غشِ یسجے مجھ پر آئی جنت کو سلام
تو یہ آپ کو پھر چودہ طبقِ روشن ہوں

یہ تو فرماؤ کہ آتے ہو کہاں سے اے شیخ
مرتے ہو خورِ پیم بھی لے جان سے اے شیخ
ہم کو حاصل جو ہوا عشقِ تباں سے اے شیخ
اب تو کچھ اور نکلتا ہے زبان سے اے شیخ
واسطہ کیا ہے ہمیں بلخِ جان سے اے شیخ
ایسی ہمت کوئی لایمگا کہاں سے اے شیخ
لطفِ حاصل نہو کچھ عمرِ روان سے اے شیخ
یہ مجھے تھوپی سی گر پیرِ میغان سے اے شیخ

پہنکر جبہ و دستار کو حسرت یہ کہ

معتقد آپ کا میں ہوں دلِ جان سے اے شیخ

نہ سے اوسکو چھڑا دیا اے چہ رخ
نہ دیتے ہیں جسکے نام پہ ہم
سہِ مردنِ خراب ہے سٹی
جیلوں کو ستائیگا کب تک

تجھ سے سمجھ مرا خدا اے چہ رخ
ہو وہ دشمن کا آشنا اے چہ رخ
ظلم کیا اب بھی رہ گیا اے چہ رخ
ظلم کی بھی ہے انتہا اے چہ رخ

ابھی پورا ہو مدعا ای چسرخ
 جو ہارا تھا آشنا ای چسرخ
 وہ وعدہ سو کر وفا ای چسرخ
 رہ نہ جائے کوئی بھلا ای چسرخ
 تجھ سے کچھ بھی نہ ہو کا ای چسرخ
 یہ بھی تقدیر کا لکھا ای چسرخ
 کس کا برا یا مدعا ای چسرخ
 پر شکایت تیری کیا ای چسرخ
 سچ تو یہ وہ بھی خواب تھا ای چسرخ
 مل گیا کسو مدعا ای چسرخ

کج روی تو جو چوڑی ظالم
 وہ وعدہ کا ہو ہم نشین افسوس
 یوسفانی کی جسکو عادت ہو
 تخب کو کیا کام ہم پہ جو گذرے
 موت آئی مجھے نہ یا ر آیا
 وہ خفا ہن تری شکایت کیا
 تجھ سے نکلی ہو آرزو کسکی
 اپنی قسمت ہی جبکہ کہوٹی ہو
 کیا کہیں حال وصل کی شب کا
 کون شاکی نہیں رہا تیسرا

ہا ہی حسرت کے سیکڑوں اربان

خاک میں تو ملا چکا ای چسرخ

ہوئی سب نگاہ بارگستاخ
 ہوئی ہے نرگس بیمارگستاخ
 ہوئے ہو تم تو ابھی بارگستاخ
 نگاہیں ہو گئیں اسے بارگستاخ
 نہ ہونا اس کے تم زہارگستاخ

یہ کل کہنے لگے دو چارگستاخ
 تری آنکھوں سے ہم چٹنی کا دھوی
 کسی کا ہا ہی وہ شرما کے کہنا
 گئیں وہ شرم کی باتیں کہہ کر
 کسی کا وصل میں افسار لینا

<p> ہوئے وہ تو مجھ گفتار گستاخ زلیخا ہو سر بازار گستاخ یہاں تک ہیں مری بیمار گستاخ کہا اوس نے ہمیں سو بار گستاخ ہوئے ہیں یہ ہزاروں بار گستاخ ہوا ہر خجہ رخ و سخوار گستاخ قسم مضمون کئے دوچار گستاخ </p>	<p> نکل جاتا تھا خاموشی میں طلب یہ ہے تاثیر الفت کا کرشمہ سیحا کا کیا ہونا ک مین دم نہ آئے بازار اپنے کام سے ہم نکاہیں صاف کہتی ہیں کیسی لگا رہتا ہے پسو میں تمہارے لکھا اوس شوخ نے جب کوئی نامہ </p>
---	---

او نہیں بد نظر ہے چہر حشرت
 ہمیں ہونا پڑا ناچار گستاخ

ردیف الدال

<p> کہ میری طرز خموشی سی و عیان فریاد کرو گے میری طرح تم ہی مہربان فریاد جو دل سے میر گئی سوئے آسمان فریاد کہ دل کو تمام کے کرتا ہو دستان فریاد کر گیا خاک تمہارا یہ نالو ان فریاد خدا سنے گا ہماری بھی مہربان فریاد کہ تیری طرح ہو کرتا ہر اک جہان فریاد </p>	<p> راضی ہو کر کب ہوئی نہان فریاد ہمارا دل ہی کسی پر جو ٹوٹ کر آیا شہتہ چرخ کے بجلی لامان پکارا دھڑے دیکھو جذب نے میرے اثر دکھایا ہو میں ہی ہوا سے تاب سانس لینے کی ہماری طرح سے وہ سنگدل نہیں ہوگا بچہ سے کہتا ہو کیسکی اب تو کوئی </p>
--	--

جواب حشر میں دو گے تباہ کیا صفا	کر گیا جا کے تمہارا جو نیم جان فریاد
یہ اضطرابِ محبت کے سب کرشمے ہیں	وگرنہ حضرتِ حسرت کمان کمان فریاد
نڑپائے کیوں نہ مجھ کو مرے گلاب کی یاد کس نہرو کا یہ قامت بالالطسیر پڑا سنا ہوں اس پری کی بھی آشفقۂ زلف معلوم ہو گیا ہے اثرِ جذبِ عشق کا عربانِ ہی دن تو تھو حشرت نہ پہیلتی پہر ٹوٹے دل میں حشرتِ ارمان آتی ہیں	بیل کو دواغ دیتی ہو اکثر چین کی یاد سولی سے کم نہیں مجھے سروچین کی یاد کچھ آگئی او سے مری دیوانہ پن کی یاد شیرین کو بعد مرگ ہوئی کوکھن کی یاد دستِ جنوں کو کس نے لائی کفن کی یاد آئی ہو کس بہار اس دلشکن کی یاد
حسرتِ عدم کو ہستی ہو ہو م کیا ہوا	غبت میں آ ہی جاتی ہے اپنے وطن کی یاد
یہ دعا دیگا جو بلاؤ گے سائل کی مراد منہ وقتِ فوج دیکھے یہ قاتل کی مراد دل لگانا سہل ہے دشوار ہے لیکن نباہ منہ چپا تے ہیں کما کر طالبِ دیدار کو میں بھی ہوں تم بھی ہو صفا اور گہری پاس دو لگا کر ہی ہیں حشرتِ دیدار نے	یون ہی برائے آئی آپ کے دل کی مراد حیف وقتِ مرگ بھی نکلی نہ بسمل کی مراد اور پر شکل ہے بر لانی کسی دل کی مراد وہ کہی پوری نہیں کرتے ہیں نائل کی مراد وقت اچھا ہے جو بلاؤ مرے دل کی مراد حشر کی دل میں لٹا تیری محفل کی مراد

<p>عشق کی تاثیر پیدا ہو تو دونوں ایک وادیِ وحشت میں کچھ ایسا ہو گم کردہ وہ یہ سوچے ہیں کہ وعدہ کر کے لالابا کو ایسے ہی ہونگے کہ برائی ہی چکنی آرزو آرزو یہ تھی کہ نکلے جان تیرے پاؤں پر</p>	<p>فرق کچھ کہتی نہیں مقول و قائل کی مراد ایک منزل ہو گئی ہے مجھ کو منزل کی مراد اور ہم خوش ہیں کہ ہم نے آج حاصل کی مراد ایک ہم بھی ہیں نہ برائی کہی ل کی مراد بعد مدت آج برائی ہے بسل کی مراد</p>
<p>نا اُمید ہی سب طرف سے ہو تو حشر کیا کروں سخت شکل ہے کہ برائے مری دل کی مراد</p>	
<p>اونکے جاتے ہی میں اٹھا درد نہیں سپہ میں جانشین کوئی رنگ یہ ہو گیا زمانے کا دونوں جانب ہو کاش عشق کی چوٹ وہ نگاہیں پڑیں جو رک رک کر بھی مسماں اُبتو دل میں ہیں دل لگانے کا لطف جب ہوتا لطف کچھ پہلے یاد آتے ہیں دل سے نکلی نہ آرزو کوئی دل گیا تو ہی وہ ہی حالت ہے</p>	<p>کیون نہ ہو دوست ہے پرانا درد دل کے بدلے گر ہے دل کا درد اب کی کو نہیں کیا درد مجھ کو تیرا ہو تجھ کو میرا درد دل میں تھم تھم کے میری اٹھا درد حسرت و آرزو ملتا درد اون کو ہوتا اگر ہمارا درد بیکیسی میں ہے اک سہارا درد جانشین پہر ہوا ہے کس کا درد ساتھ دل کے گیا نہ دل کا درد</p>

	<p>یا داتا ہے جب مجھے حسرت دل میں اوتا ہے میٹھا میٹھا درد</p>	
<p>تنگ ہو کر تری جانب کو ہی پہنچا قاصد دیکھنا نامہ ولد ار وہ لایا قاصد نہیں سویم یہ پہنچا کہ نہ پہنچا قاصد کیا کہیں خط کو مری بہار کی سیکا قاصد تیرے کوچہ میں بنا جا کے تماشا قاصد جھم سے پہلے تری برائی تمنا قاصد ہے ہی کوچہ ولد ار کا نقشا قاصد آنے والوں میں ہی کوئی ہی ہمارا قاصد دیکھ جاتا تو ہے پرانکو بچا قاصد وانکے جاسے بدل جاتا ہر نقشا قاصد</p>	<p>خط میں لکھا ہر فقط ہم نے یہ فقر قاصد کوئی کہدے دل بیتاب کی تسکین کے لئے یہ تو ممکن نہیں وہ کہ مری خط کا جواب پاؤں کیوں چھو کو پڑتے میں پریشان کیوں حال تیرا وہ ہوا ہوش ٹکانے نہ رہے کیا لکھوں حسرت دیدار مجھے رشک یہ ہے اوڑتے ہیں کوچہ میں پھر نہیں کوئی چور پوچھتے روز میں ہم جا کے سیرا یہی لوٹ لیتے ہیں وہ باتوں میں متاع دل جان جی میں ہی کچھ تری عشق پر نشانی کروں</p>	
	<p>اضطراب دل مشتاق لکھ کیا حسرت یہی کہدینا جو کچھ تو نے ہے پوچھنا ہی میرا</p>	
<p>شب بھال میں رکھو ذرا ہماری ضد وہ بیٹھی بیٹھی شکایت وہ پیاری پیاری ضد عدو کے سامنے چلتی نہیں تمہاری ضد</p>		<p>تمام عمر تو پوری ہوئی تمہاری ضد کسی کا وصل میں انکا لطف دیتا ہے یہ بیوقوف ہمیں میں جو مان سیتے ہیں</p>

مچل رسہ میں وہ کیا کیا سوال بوسہ پر	لگا رہی ہو جگر پر مرے کٹاری ضد
عہد کی بزم نہیں آج وصل کی شب ہو	لو اب تو بٹھ نہیں سکتی مری تمہاری ضد
مچل سیک گانہ اب تو سوال بوسہ پر	کہ ہنسنے صد قہر میں سہمڑی اوڑھاری ضد
شب وصال پہ نہ کہو لوبات گونہ کرو	ہمارے کام نہیں اور کچھ تمہاری ضد
کیا تھا ہنسنے جو امر وصل پر غرہا	لو اب تو خوش ہو کہ تم جیسے اور ہاری ضد

شب وصال کے میں لطف کیا کہوں جس شہ
وہ بولی بولی دایین وہ پیاری پیاری ضد

گلگشت کو وہ آئے ہیں لو گل کو ہونوید	گلچین کو آج مژدہ ہو بلبل کو ہونوید
عاصی و بیگناہ کی تخصیص کچھ نہیں	وہ شافع اعم ہوئے اب گل کو ہونوید
صحیح چین بن کہول کے وہ بال آئے ہیں	تنبیہ کچھ تو پائیگی سنیل کو ہونوید
اب سکر کے چار طرف دیکھتے ہیں وہ	ان کشتگان چشم تغافل کو ہونوید
سنتے ہیں آج حضرت واعظ ہی آئینے	ساقی کو میکدہ کو مے و گل کو ہونوید
دونوں ہی کام کیا ہے جو دنیا ہی جوڑی	مژدہ ہو غلسی کو تنول کو ہونوید
آئینہ دیکھتے ہیں انہیں سے	زلف سیہ کو طرہ و کا گل کو ہونوید
یکار میری آہ و فغان اب نہیں رہی	سننے لگے ہیں غور سے وہ گل کو ہونوید

حسرت وہ پھول چٹکے بناتے ہیں آج
قسمت کئی نصیب کئے گل کو ہونوید

<p>ہاں ایک تو پسند تری جستجو پسند مجھ کو بہت ہے بادہ گلگون کی بو پسند ظالم مجھے ہے ایک ہی تیری خو پسند کرتی انہیں ہے تیغ تمہاری گلہ پسند جنگو زیادہ جان سے ہے آبرو پسند تیسیر نگاہ یار کو آیا لہو پسند اور میں کہوں جواب میں آیا ہے تو پسند آتی نہیں ہے مجھ کو تری گفتگو پسند آیا نہ ہو کہو خلد میں اک خوبو پسند ایسی ہوئی ہے دل کو مری آرزو پسند ہونے لگا ہے دل کو کیسے عُد پسند</p>	<p>آتی نہیں ہے دل کو کوئی آرزو پسند پیتا نہیں ہوں سیکڑ جاتا ضرور ہوں جب مل گیا تو ساری ہی شکوہ مسکاو چٹا ہے جب سے خون جگر کا یہ حال ہے سچ ہے ہر زمانہ میں باب و نکاحاں ہے بید ہب الی ہے چاٹ خدا خیر کرے کیا لطف ہو وہ مجھ سے کوئی مر ہو عزت کا اپنی پاس ہے صاحب تو دور ہو نقشہ جما ہوا تبا جو تیرا نگاہ میں لب پر ہے وہ دعا کہیں ہے نہ نکل سچا جی میں ہے اپنی دشمن جان ہم ہی ہو چلین</p>
---	--

حسرت تری بیان کی کیا بات واہ وا
آنی رقیب کو بھی تری گفتگو پسند

<p>کیوں آتی نہیں ہے رات بہر نیند بھولے سے آئی میری گہر نیند ہم سزا ہوئی تری گہر نیند آنکھوں نے کہا بد رہ رہ نیند</p>	<p>کیا تیری طرح ہے فتنہ گر نیند تم ساتھ عدد و کل جو سوئے یہ تیری نہ آتی رات مجھ کو فرقت میں جو آتی شب کو دم بہر</p>
---	--

<p>آنے لگی اتو سیہر نیند آتی ہی نہیں گئی کدہر نیند اچی نہیں دیکھو بقدر نیند آتی نہیں تجھ کو فتنہ گر نیند</p>	<p>چل سو رہیں وقت خواب کا ہی کیا صبح وصال دیکھتے ہو اب چونک پڑو کہ رات کم ہی نالوں نے کیا ہو کسکے بیاب</p>
<p>حسرت نے جگا دیا تو بولے آئی تھی بہت ہی زور پر نیند</p>	
<p>تہیں اچھی صورت پہ اتنا گھنٹہ نہ کر مال و دولت پہ اتنا گھنٹہ عجبت شان و شوکت پہ اتنا گھنٹہ ہمیں ہے مصیبت پہ اتنا گھنٹہ نہیں او نکو شہرت پہ اتنا گھنٹہ تہیں ایسی نیت پہ اتنا گھنٹہ عجبت تاب و طاقت پہ اتنا گھنٹہ ہوا زور و وحشت پہ اتنا گھنٹہ اسی ہو ٹنڈی صورت پہ اتنا گھنٹہ</p>	<p>یہ حسن و نزاکت پہ اتنا گھنٹہ رسم ہیں ہمیشہ نہ رہ جائینگے بہت اہل ثروت زمانے میں ہیں برے وقت میں ساتھ دیتی ہے یہ ہمیں جتنا رسوائی پر ناز ہے وہ کہتے ہیں یہ خواہش حور پر کوئی بیچ چلتا نہیں موت سے بتوں میں لگے بیڑیاں توڑنے یہ قصور پر یوسف کہتے ہیں یہ</p>
<p>سمجھتے نہیں کچھ ہی حسرت تجھ</p>	

ہمیں ہے طبیعت پر اتنا گھمنڈ

زیب ہے چھوٹو صورت پر گھمنڈ
رات بھری عاجسری دن پر گھمنڈ
استدرا اور ایسی صورت پر گھمنڈ
آگیا دل میں ترے کیونکر گھمنڈ
دل میں جو تھا آگیا باہر گھمنڈ
میری سر و حشت تنہا ہی پر گھمنڈ
چاروں کا حسن اور اوپر گھمنڈ
تو کیا کرتا ہے کیوں اکثر گھمنڈ
جنکو ہو چکا مال و دولت پر گھمنڈ
آگیا پر آئے لیکر گھمنڈ

کیا بُرا ہے کر کرین و لبر گھمنڈ
ہے عجب مہن کا ترالو پر گھمنڈ
کہتے ہیں تصویر پر یوسف دیکر
ننگی دل سے تعجب ہو مجھے
صاف کہتا ہے سینہ کا او بھار
عشق نے دونوں کا حصہ کر دیا
کچھ نرالا ہے حنین کا بناؤ
بے وفا ہے یہ صفت شیطان کی
دیدہ عبرت سے دیکھیں پچھلے حال
یہ سانی ہے کوئی ہمسائیں

اپنی ایسے سے حسرت کیا بنے
جسکو ہو ہر ایک کلمہ پر گھمنڈ

یہ گوری گوری کلائی یہ پیاری پیاری ڈنڈ
بجائے تکیے رات بھر ہمارے ڈنڈ
تو قتل گاہ میں ہم بھی تھیں تھساری ڈنڈ
کہ سینہ تانے پر کوئی کوئی او بہار ڈنڈ

بھرے پڑی ہیں جذار کھے کیا تھار ڈنڈ
کبھی وہ سواوہ کو کبھی او دہر سوئے
جو ایک ہاتھ میں غریب کا اوڑا و تھم
کسی کے آتے ہی یہ بزم کی ہوا بدلی

کئے ہیں غیر نے کیا کیا خوشی کو مار ڈنڈ
کسی کے دوسرے تپے میں یا شار ڈنڈ
کہا تھا کہ اب کوئی بگتا کرے تمہاری ڈنڈ
کہیں ہمارے ہونے پر کہیں تمہاری ڈنڈ
پسند آگے تعویذ کو تمہاری ڈنڈ

سمجھ لیا ہوں مقابل جو مجھ سے لاغر کو
جان میں ہو کوئی ایسا کہ سامنے آئے
گر آج دل کی ہر خواہش توکل جگر کی ہو
مرا تو جب ہو کہ دونوں ہر دن کے تکیے ہوں
نہ کیوں خوشی سو چپک جا آ کے بازو پر

وہ اپنا جوش جوانی بھی یاد ہو حسرت
کیا جو کرتے تھے دریا کے تم کنارے ڈنڈ

نوسچے میں داغ دل کے یہاں اب ہر کھنڈ
پھر لاچلا ہے کچھ مراز خیم جگر کھنڈ
ہوتا جو زخم دل پر مری چارہ گر کھنڈ
رکھتا نہیں ہوں کوئی پردہ پر کھنڈ
بلبل کو زخم دل کا جو آئے نظر کھنڈ
آیا نہ ارغوان کے کہیں داغ پر کھنڈ
آئے پاسے پہلے مری زخم پر کھنڈ
یہ تاب ہی نہیں کہ رہے چارہ گر کھنڈ
پہنکا ہے زخم دل کا جو شمع کے کھنڈ
افسوس آئے جانے کہیں زخم پر کھنڈ

باقی نہیں ہوا تو کسی زخم پر کھنڈ
درکار پھر مدد ہو تری ناخن جنون
دست جنون کی بھگو دکھاتا ہمارے میں
یہ حال ہو تو چارہ زخم نہان ہو کیا
شیدا ہے اسی کی ابھی گل کو بھول چکا
زخمی لون کا ہونہیں سکتا ہی التیام
دل یر لگی دوبارہ تمہاری نظر کی تیغ
رکھو نگار زخم دل نہ پہا لگا ہوا
اوسکے بھی دل میں داغ لگے مدعا ہے یہ
اوشٹے نہیں ہیں ضعف دست جنون کے

<p>آنے پائے زخم پہ بیدار گر کھسرت زخم جگر کا اب بے بسی نوجا اگر کھسرت</p>	<p>تیغ جفا کے وار ہوں ہاں دلیہ متصل کتنی چارہ گز ترے توڑو گال آج ہاتھ</p>
<p>میں تم سے حال حسرت حشری کا کیا کہوں زخم و گال آج نوچکے پھینکا ہر کھسرت</p>	
<p>رویت نزال</p>	
<p>دامن برق بنا ہر مرے خط کا کاغذ ناصحو تگم و کسائی گاتاشا کاغذ کچھ نہ کیا ب سیاہی تھی نہ عنقا کاغذ جرم عصیان مری ہوٹ کے پوپا کاغذ اوس کے خط کا جو مری پہاڑ کے پھینکا کاغذ دیکھنا کیسی سیاہی ہر یہ کیسا کاغذ</p>	<p>درد کا حال بھولکھا تو یہ تڑپا کاغذ بیقراری کا ذرا حال مجھے لکھنے دو چاہتے تو تمہیں دشوار نہ تھا خط کا جواب جب فرشتوں نے مرانا مہ اعمال لکھا وہ دکھانے کو مری پاس اوڑا لائی صبا خط دیا اوس نے مرا غیر کو اس جیلہ سے</p>
<p>لکھ ہی دیتا ہوں خط شوق اور حسرت ہاتھ آتا ہے کسی وقت جو اچھا کاغذ</p>	
<p>آج لایا ہر نیا قاصدِ جاناں کاغذ سوچتا ہوں کہ بنے یہ رقی جان کاغذ زخمِ دل کے لئے بنجائے ٹکد ان کاغذ اور کمر خط کا اوڑا اوس میدان کاغذ</p>	<p>ہونہ انکار کا یا رویہ کہیں ہاں کاغذ تیرے نامہ کو جو درکار ہے جاناں کاغذ تیرا ہو جائے اگر شورِ بستمِ شکریر نامہ غیر کے مضمون تو دل میں رکھو</p>

تیری کہینچی تھی جو نقاشِ ازل نے تصویر دیکھتے ہی جسے ہو جائے تسلی و لکھو مل گئی ہر مریطہ کی سیاہی شاید و مکیہ لیتا مری قسمت کا نوشتہ کیا ہے حال لکھوں جو کبھی دل کی پریشانی کا لکھنے دیتا نہیں ہر شکِ خطِ شوق سے مجھ	ورقِ جان کا بنایا تھامری جان کا غد کاش ایسا کوئی لائے شبِ ہجران کا غد و مہم تحریر جو ہوتا ہے پریشان کا غد نہ کیا کا تپِ قسمت نے نمایاں کا غد آپ کی زلف سے بڑھ کر ہو پریشان کا غد تیری صورت کا نہ نکلے کہیں خواہاں کا غد
--	--

جوشِ گرہِ مین لکھا او کو جو حسرتِ نامہ
ہو گیا ویدہ بخونیا سے افشان کا غد

ایسا ترا بیان ہوا خوش بیان لذیذ پس ماند گوئی سے پوچھے منزل کے لطف کو کرتے ہیں آج میٹھی نگاہوں سے قتل ہ دیسے وٹائیں گر کسی شیریں ہن کے ہوں میتے میں جو سیر آئے تو اسکا جواب دہوں وہ جانتے ہیں جن سے پڑا ہر معاملہ مطلب نہیں ہے کچھ بھی مگر چٹرائوں میں پیری میں لطف آئے یہ کہنے کی بات ہے دن رات کا ہوا ہوا سے ایسا شمعِ نہ	میری ہی ہو چلی ہے کچھ اب تو زبان لذیذ گم کر دو گان راہ کو ہر کار و ان لذیذ ہے طالبانِ شوق کا کچھ امتحان لذیذ ہم کو ترے ستم تو نہیں آسمان لذیذ میری زبان ہے یا کہ تھساری زبان لذیذ تیرا دہن لذیذ تیرا میری زبان لذیذ مجھ کو تو گالیاں ہیں تری پاسان لذیذ سچ پوچھیے تو سب کو جوانی ہے ہاں لذیذ دل کو ہوا ہے کچھ مگر سوزِ نہان لذیذ
--	--

نفر سے پہنکے نہ کر سخت دل کو آپ چکے ذرا کہ سب سے یہ مہربان لذیذ

دیتے نہیں جو بوسہ تو دشنام دیکھتے
حسرت کو طرح پر تمہارا بیان لذیذ

ساقیا آج مجھے ہر کے پلا جام نبیذ
ساقیا ابرو دے آج ذرا جام نبیذ
عید کا دن ہے نہ کر پاس اب کچھ ساقی
جام پر جام عدد کو تو دلیے میں تم نے
چشم میگوں کا کیسی ہے تصور جب سے
میں یہ سمجھا کہ حسرت ہو گئی سورج نکلا
ایک پیالی میں تو کہلتی ہے حقیقت ساری
مجھ کو معلوم ہوا عیش میں بھی گردش ہے
میکدی ہو کے پلو جانب مسجد واعظ
کوئی دم نشہ کی حالتیں سکون ہوتا ہے
لاکھ واعظ مجھے سمجھائے مگر کیا ہوگا

مردہ دل میں ہوں تو ہر روح ذرا جام نبیذ
ایسی سردی میں تو کبخت پلا جام نبیذ
آج زاہد کے بھی دوسرے سے لگا جام نبیذ
ایک ہی دیکھتے مجھے ہر خدا جام نبیذ
دل میں پاتا ہر مرے نشوونما جام نبیذ
ہاتھ میں رات جو ساقی نے لیا جام نبیذ
چشم بینا ہو تو دیتا ہے دکھا جام نبیذ
کہ سر نرم جو ہاتھ نہیں پیرا جام نبیذ
مجلس وعظ میں کچھ دیکھا مرا جام نبیذ
در دستان الم کی ہر دو جام نبیذ
یہ تو ممکن نہیں ہوا بے جدا جام نبیذ

کیا کہوں حضرت واعظ کی حقیقت حسرت

لطف ہو جائے جو دو وانگو پلا جام نبیذ

کیا کہیں ہر دل عاشق کی تنہا تنوید آپ کے سیکر رہتا ہے جو لپٹا تنوید

<p>نہیں سوچا کہ میں کی مراد میں کیا کیا بے بلا لے کر گھر آپ چلے آئیں وہ ہمتے دیکھا ہوا کسی میں کوئی تاثیر نہیں خیر ہے بد نظر اب ہے اسیری کسی دل میں معشوق کے تاثیر فراسی ہو جائے نقش دل کو مگر کیا کیل سمجھ کر کہا ہوا ہو سکے خاک وہاں سیری دعا کی تاثیر کچھ ذرا جذبہ دل میں ہوتا ترقی میرے فاتحہ پڑھنے کو آنا تو غلط ہو لیکن دل کو دیکھ جو کہا اسکی حفاظت رکھنا دیکھتے ہی مجھے وہ آنکھیں پڑھتی ہیں اور بھی سیکڑوں باندھو ہو گئے ظالم</p>	<p>آج تو نام خدا آپ نے پہنایا تعویذ ہاں کر دے کوئی ایسا مجھے گنہگار تعویذ کاغذ زرد ہی ہے اسوقت میں چلتا تعویذ آج کیون آپ نے جو پڑی میں باندھا تعویذ آج تک ہمتے نہ ایسا کوئی دیکھا تعویذ دیکھنا تمکو دکھائیگا تک اس تعویذ جسکی گردن میں پڑی رہتی ہیں صد تعویذ ہاں ایسا کوئی اب تک نہیں لایا تعویذ اوس نے مرقہ کامری دو سو دیکھا تعویذ تو کہا دل سے ترایا کوئی گنہگار تعویذ خیر کرنے لگا اتنا اثر اپنا تعویذ تیرے بازو پہ نہیں ایک نوکھا تعویذ</p>
--	---

حضرت دل غم کی ہو جائے ترقی جس سے

ہاں ایسا کوئی حضرت نے بنایا تعویذ

اروین لراہ مہملہ

میری سینہ ہی میں ہوا و ذرا دل ہو کر
 در فردوس پہ جائیں گے نہ سال ہو کر

لذت عشق او شامی ہو جو مال ہو کر
 جان جائیں ترے طالب دیدار ہو کر

حسرت مرگ کی امید تھی بر آنے کی
ساتھ ہوئے ہو مگر بل کی لٹو جاتے ہو
ہو جو توفیق وہی نام خدا پر دیدے
نیک بختوں کے لئے خلد یہ سن رکھو
وہ یہ کہتے ہیں کہ دل آیتو دیدیتے ہیں
رقص سحر کا تماشا نظر آجائے انہیں
نہ تکلم نہ اشارت نہ تبسم نہ نگاہ
ڈھونڈ رہے ہو سکویا بیان علم میں جاؤں

وہ ہی سینہ میں ہی جاتی ہو با دل ہو کر
پہر لگ مجھ سے ہو جاتے ہو شامل ہو کر
آج تو آئے ہیں در پر ترے سال ہو کر
ہم سے جاؤ گے کہاں جو شمال ہو کر
آپ کے سینہ میں پہر خاک رہیں دل ہو کر
کوئی آجائے نظر او کو مراد دل ہو کر
کیا کرے کوئی بہلا آپکا مال ہو کر
عمر فرست بھی گئی یہ اسی منزل ہو کر

بھول کر بھی کوئی کوئی جوتنا حسرت
رہ گئی یہ دل یا پس میں وہ سل ہو کر

نام خدا جو حسن تمہارا بہار پر
رونق نہ گلستان پہ نہ وہ لالہ زار پر
گر جائیگی نگاہ سے بھلی کی شوخیان
بیدل ہو اچھ غیب تمہارا یہ حال ہو
عجیب بھی دکھائیگا اک بانگین کا حسن
جو جان ہی سے تنگ ہو او کو نہ چھوڑتا
یہ بھی خدا کی شان ہو دشمن کے ساتھ نہ

آنے لگا یہ جوش و سینہ او بہار پر
جو بن ہی آجکل جو دل وا غدار پر
دیکھو تو رکھ کے ہاتھ دل بیکار پر
دل ہم سے مانگتے ہو تو کس اعتبار پر
کچ ہو کے تم سوار تو ہو راہوار پر
ہوتا ہی ایسا ایک ہی بہاری ہزار پر
وہ فاختہ کو آئیں ہمارے مزار پر

<p>وہ بیکسی بستی ہوا اپنے مزار پر آئے نہ کوئی صرف دل بقیہ پر لکھا نہیں ہر کچھ مرے لوح مزار پر تصویر ایسی کسبچہ لوح مزار پر جب سے کہلا ہر بید مری راز داس پر وہ کیوں قدم دہریں مری خاک مزار پر</p>	<p>معلوم ہو کہ ہر نوجوان کی قبر اگر پڑا ہے معرکہ اونکی نگاہ سے پیدا ہوئی ہر اس سو بھی اک شکل بیکسی بعد فنا ہونے کے بہنے کی کچھ تو بات میں دیکھتا ہوں اوں کا بھی میرا حال انہی نقش قدم سو وصل ہوا ایسا کمان نصیب</p>
---	---

حسرت مخضب میں جان ہی تین ہو کیا کہوں
دل آگیا ہی ایک تغافل شعار پر

<p>قربان تیرے آج تو ساقی ذرا سی اور پیار غم کی زلیست ہی باقی ذرا سی اور کناوہ مشنوں کے ساقی ذرا سی اور منزل ہر راہ شوق کی باقی ذرا سی اور ہمت اگر ہے تجھ میں عاقی ذرا سی اور حسرت ابھی تو دل میں ہی باقی ذرا سی اور آنسو میں و سکے دیر ہی باقی ذرا سی اور ہمت تجھی ہی چاہیے ساقی ذرا سی اور</p>	<p>ہر وقت نزع جان ہی باقی ذرا سی اور جاتے ہو گھر قریب کے کیوں اتنی دیر کو اتنا ہی بادشہ میں اوس مست ناز کا ایہل خدا کیواسطے ہمت نہ ہارنا بتخانہ سے ہی راہ ہر اک کو سے یار کی اون سب صال ہم ای کاش یہ کہیں کیا فرہو کہ حضرت ناصح ہی آجھے نام خدا ہی آج تو دشمن ہیں کو پلا</p>
---	--

تو بکے ہوئے تھے مگر اب یہ حال ہے

حسرت یہ کہہ رہی ہیں کہ ساقی ذرا سی اور

گہری ہمارا آپ کے گھر سے ذرا سی دور
 تیر نظر رہا تھا جگر سے ذرا سی دور
 دل تھا ہمارا اونکی نظر سے ذرا سی دور
 ہم رہ گئے تھے روزِ بد ذرا سی دور
 خنجر رہا تھا اونکی کمر سے ذرا سی دور
 دستِ عدو تھا اونکی کمر سے ذرا سی دور
 تڑپا کیا میں راہ گزر سے ذرا سی دور
 دل سے ذرا سی دور جگر سے ذرا سی دور
 ہم جا سکے نہ آپ کے ڈر سے ذرا سی دور
 گہر تھا ہمارا غیر کے گھر سے ذرا سی دور
 میری دعا سی تھی اثر سے ذرا سی دور
 یہ آسمان تو رہ گیا سر سے ذرا سی دور
 دوزخ رہا تھا دامنِ نر سے ذرا سی دور
 جنت کا در پہ آپ کے در سے ذرا سی دور
 سمجھے کہ ہم رہی ہیں قمر سے ذرا سی دور
 شورِ نمک تھا زخمِ جگر سے ذرا سی دور

چلنا پڑ گیا آپ کو در سے ذرا سی دور
 آتے ہی آتے راہ میں کیا جانے کیا ہوا
 حائل بس اک نقاب کا پردہ ہی رہ گیا
 جلدی سے بند کر دیا تقدیر و بیکستا
 وہ بات تھی تھوکی ہی نر اکٹھے روک تھا سم
 جاتے ہی جاتے رک گئے کچھ جھکودیکھ کر
 کسکا خرام نازیہ پامال کر چلا
 تیر نگاہ رہ گیا سینہ میں آتے ہی
 دشمن کو ساتھ ساتھ پہرین مبارک میں
 اللہ کی شان وہ دھوکے آگے
 اچھا ہوا کہ آپ ذرا پہلے آگے
 کہتے ہیں دیکھ کر وہ مری دو دواہ کو
 ڈالا ہی خلد میں تری رحمت نے کیچکر
 مالک ہیں آپ حشر کے یا شافعِ اعم
 آتے ہی اونکے چہرے پہ ہتھاپ چٹ گئی
 وہ سکر کے رہ گئے مقتل میں ہاؤ ہا

باتین یہ پیار کی مین ہلکا نکونکے دیکھتے
پہر کچھ نہیں ہوئی جو نطرس ذرا سی دور

کیا دل کسی نے لوٹ لیا کیا غضب ہوا
حسرت گئے تھے آپا دہر جو ذرا سی دور

آئے مین تھے وان چو لگائی ذرا سی دیر
قاتل نے تیج ہی نہ اوٹھائی ذرا سی دیر
سینہ پر کہہ کے دستِ حقانی اوٹھالیا
ہم مرٹے تباہ ہوئے خاک مین ملے
کھتے مین تیری رات کے نالو نکا ہے اثر
کندھ پر رکھ کے نقش مری گھر سو پہنکدی
اندری ناز کی کہ غش آنے لگا اونہین
دشمن سے اور اون سے ہوئی جنگ نہ رگری
جانا ہر اس لئے مجھے بزمِ رقیب مین
ہر نیند کا خیال ترے پاسا نکو کب
جو ٹون ہی صول کا کبھی وعدہ نہیں کیا
بدلون مین اپنے دل کو تری دل سے یوفا
بہو بیگی عمر ہر نہ مرے دل سے یاری یہ
دشمن سے سیکہ آئے تو آخر کو چپ ہوئے

سینہ مین بیان نہ سانس سمانی ذرا سی دیر
کب ہاتھ کی دکھائی صفائی ذرا سی دیر
دل مین ہمارا لگائی ذرا سی دیر
صورت نہ تھے آکے دکھائی ذرا سی دیر
اونکو جو رات نیند نہ آئی ذرا سی دیر
ایذا عدو نے آج اوٹھائی ذرا سی دیر
تھامی جو مینے اونکی کھائی ذرا سی دیر
تھی سیر و یکینے کو لڑائی ذرا سی دیر
کرنی ہر کچھ لگائی بسجھائی ذرا سی دیر
کبخت کو تو موت نہ آئی ذرا سی دیر
دلکی کلی نہ تھے کھلائی ذرا سی دیر
مانگے ملے جو محب کو خدائی ذرا سی دیر
لذت جو تھے وصل مین پائی ذرا سی دیر
باتین بنائیں سیکھی سکھائی ذرا سی دیر

دشمن نے جو کیا جو وہ ب جانتے ہو تم آٹھوں پہرے ذکر یہاں تو زبان پر یہ سوچتا ہوں میرا تہ شاوہ یکہ لین اب مر رہا ہوں اسکی شب مانو نہیں میں	لیکن ہنرا کئے کی نہ پائی ذرا سی دیر تسکو جو یاد آئی تو آئی ذرا سی دیر مانگے ملے جو موت پیرائی ذرا سی دیر وقت کی رات بند جو آئی ذرا سی دیر
--	--

حسرت نہ شاو کیوں ہوں مرا کام بن گیا
دشمن کو دوسنے آنکھ سے کھائی ذرا سی دیر

ٹھہرے تم جو گھر میں ہمارے ذرا سی دیر شاید وہ بے وفا کہیں آتا ہوا دہر کیا جاتے پہر مراد لی ضرورہ کیا کری اوٹھکی میرے ساتھ قیامت ہی نہ میں کس منہ سے یہ کہا تھا ہم آیتنگے رات کو ساکل میں یا جواب ہو یا مدعا ملے تو ہے عدوی اور تری بزم ناز ہے او آہ واپس تری تاثیر دیکھ لی وہ ماہ رو جو بام پہ چلوہ سنگ ہوا	آیا نہ چین درد کے ماری ذرا سی دیر رہنے دلکش گور کناری ذرا سی دیر یہ سی رہے جو تیرے اشارے ذرا سی دیر یہ ہی رہے جو طور تہا ساری ذرا سی دیر ٹھہری نہ عہد و قول تمہاری ذرا سی دیر ٹھہری نہ تیری درگسہا رازی ذرا سی دیر ہم ہی تو کر لین تیری فطاری ذرا سی دیر ٹھہری وہ میرے دلکش پہاڑی ذرا سی دیر ٹھہری نہ پہر فلک پہ ستاری ذرا سی دیر
--	---

حسرت ترا پتا ہی نہ تہا رات کو کہیں
وہ آگے تیری دیر پہ پکاری ذرا سی دیر

دربان اب وہ رکھتے ہیں پر پرواہ نہ
 یہ مارتو نہیں ہیں کہیں گنج حسن کے
 کتے ہو کوئی بات تو کہتے ہو اس طرح
 کوئی لگانے لے نہیں باتوں میں غوغا
 ایسا ملامت خلش خار کا مجھ
 آرام سے بسر وہ کریں بزم عسیر میں
 دینی پڑیگی آپ کو انبؤ ذکات حسن
 چھٹا کسی طرح نہیں تاکا میں کا ساتھ
 یہ تو نہیں اس کا کہ کچھ اور ہو سکے
 تاثیر میرے جذبہ دل کی جو رنگ لائی
 خوش حسام اس قدر غنا کی یاد میں
 اتنا کیا ہی قتل وہ کہتے ہیں غیر سے
 قاتل یہ کہہ رہا ہے کہ مجھ کو جب خوشی
 کچھ جسے سخت جانوں کا کیجے مقابلہ
 ایسی ہوا بات کچھ مجھے اللہ گم کرے
 موقع بڑا ہی راہ پہ کوئی لگانے لے
 یہ ہو غوغا جس کہ تجھ کو خبر نہیں

دیکھئے تاکوئی اونہیں چکرادہراودہر
 زلفین پڑی ہیں آپکے رخسارادہراودہر
 تم دیکھتے ہو پہلے مگر راودہراودہر
 محفل میں غیر بیٹھے ہیں اگرادہراودہر
 تکیوں کی جای رکھتا ہوں خجراودہر
 ہمارے ہر بیٹے رہیں سرادہراودہر
 سائل میں جمع آپ کے درپرادہراودہر
 جگمگا رہا ہے ہفت درادہراودہر
 اس کو چہ میں لگا تپیں چکرادہراودہر
 تم دل کو تمام کر پیر و مضطرادہراودہر
 سر بیٹھے ہیں سرو و صنوبرادہراودہر
 لاکھوں پرینگے خون کے محضادہراودہر
 مقتل میں سیکڑوں ہوں اگرادہراودہر
 کیا تم دکھ مارے ہو یہ خجراودہراودہر
 تم ڈھونڈتے ہو میرے محشرادہراودہر
 پیرا شراب پیئے نہ یا ہراودہراودہر
 میرا ہی تیری چال ہو محشرادہراودہر

لاکو نکو فوج کرتا ہوا نکا خرام ناز تاثیر کر گئی ہے کہیں دل جلوں کی آہ	رفار ہی کہ باندہ سے ہیں غنچہ لودہ ہر کچھ بتو دیکھتے ہیں وہ ہنسا کردہ لودہ ہر
--	---

گنتا نہیں ہے حال کہ گہرا رہیں کہیوں
حسرت کچھ آج پہ تپیں مضطرب لودہ ہر

دل کو پسند آیا ہوا گل غذار پہ جلوہ کسی کا دور سے دیکھا ہی بام پہ پورے ستم پہ ہو گئے دشمن کو صلی مدد سے اس امید پن کاٹے ہیں ہم باقی اگر ہے عمر تو روتی ہو کس لئے بر باد ہو رہی ہو کسی جلے کی خاک چوڑا ہو ساتھ دل کا جو ہوش و حواس تیر و کمان لئے کوئی آتا ہے اس طرف افسردہ کیوں ہے ایدل ناکام شاد ہو اوٹھا ہے بعد مرگ بھی کچھ دل میں ولولہ	آئی لبوں پہ ہا سے مری جان ار پہ قابو میں اب نہیں ہے دل بیقرار پہ اوس زمزم میں ہوئی ہو ہماری پکار پہ ہونگے نصیب ہم کو بھی بوس و کنار پہ امی عنذ لب آئیں گی اس کے ہمار پہ چھایا ہوا ہے چرخ پہ گرد و غبار پہ کیا یاد آگیا کوئی غفلت شہر پہ کیا خاک تو دہ ہو گا ہمارا مزار پہ تیسرے گاہ یار کر گیا شکار پہ دامن سے جا لگا ہو کسی کے غبار پہ
--	--

ڈگری ہوئی تھی محو کی حسرت ہی تو ہیں
پیتے ہیں اب شراب و لیس کرادہ ہار پہ

نہیں کتنا کہ میری آئین گھر	کاش اپنے ہی وہ بلائیں گھر
----------------------------	---------------------------

<p>کاش اگر کمین بنائیں گھر غیر کے نام سے بنائیں گھر وہ بلا کر تین سناٹیں گھر وہ کسی طرح میرے آئیں گھر پوچھتی ہیں مر بلائیں گھر اپنا ہم اونکو کپ بتائیں گھر گالیاں جا کے اونکی کھائیں گھر دوڑ کر خود وہ میرے آئیں گھر اگر گنیں انکی جفتائیں گھر</p>	<p>میری آنکھوں میں دلیں سیسے میں ہو لکرو کہہ تو آئیں گے ایسی تقدیر ہو کہان دشنام ایسی تمہیر کوئی بن آئے جب فلک سے کہیں اوترقی ہیں بیخودی سے نہیں ہوا تمہیں تیر جوجی میں ہر ایدل بیتاب جذبہ دل کا جب اثر سمجھوں یہی سمجھے ہو کچھ کہ ابل میں</p>
<p>یہی دل میں ہر آرزو حسرت کہی الیا ہو وہ بلائیں گھر</p>	
<p>دل زخمی کریں پر ہم نمایاں ہاتھ میں لیکر قسم صف کی کھائے ہر سامان ہاتھ میں لیکر چلے ہیں قتل کا ہم اپنی سامان ہاتھ میں لیکر وہ فرما تے ہیں تصویر بیابان ہاتھ میں لیکر پہرے تنگے نامہ اعمال انسان ہاتھ میں لیکر چھوڑا دینے حشر کے گریبان ہاتھ میں لیکر</p>	<p>چلے آئیں آئی وہ نمکدان ہاتھ میں لیکر خند ہو دشمن یا نکو اپنی جھوٹی باتوں پر برہنہ تیغ لیلی ہو نہ تو اعذرت تل کو جو کی صحرانوردی تھے ہم بھی دیکھ لیتے ہیں بتاؤ ظلم اپنا حشر میں کیونکر چپاؤ گے مری ناصح نے کی تدبیر بکچھ پرند بن آئی</p>

<p>کہاں جاتے ہو دیکھو قوت ہو پڑے اولیٰ کا توکل کی وہ دولت ہو اگر انسان کو حال ہو پیشانی کا اپنی حال گرین اوکے کتا ہو عجب کچھ حال تبر ہو گیا ہو اب مانے کا</p>	<p>کہیں گے حشر میں ہم او کا دامن ہاتھ میں لیکر تو ہینکے خاک میں مہر سلیمان ہاتھ میں لیکر دکھا دیتے ہیں وہ زلف پریشان ہاتھ میں لیکر ہزاروں بچہ پرتی ہیں ایمان ہاتھ میں لیکر</p>
	<p>جو اجاتا ہو حشرت ذکر کچھ ہو کی صورت کا دکھا دیتے ہیں ہم تصویر جانان ہاتھ میں لیکر</p>
<p>شمر ہو او سکومری پاس وہ آئے کیونکر دسترس بنجہ تفتدیر یہ ممکن ہی نہیں سخت جانی کامری صرف بہانہ ہو او نالہ دل کو مرے پاس ادب ہو او کا نالہ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں شب بیل عدد</p>	<p>غیر کا گھر ہے وہاں جھکولا لئے کیونکر بخت خوابیدہ مرا کوئی جگا لئے کیونکر ہاتھ اوٹتا ہی نہیں تیغ لگا لئے کیونکر جا کے راتوں کو وہاں شور چچا لئے کیونکر کوئی اوس فتنہ خفتہ کو جگا لئے کیونکر</p>
	<p>رحم آتا ہے اوسے حشر نہوای حشرت ساری عالم کو وہ دیدار دکھا لئے کیونکر</p>
<p>آچکا چین مجھے قبر میں مردا ہو کر جلوہ فرا جو وہ بت ہو گا صنم خاتہ میں حشرتیں دل کی نکالو گائیں کیا کیا اپنی دیکھ تو پردہ محسوس کو اوٹھا کر لیلی</p>	<p>خاک کیا میری اوڑھی گی نہ بگولا ہو کر شیخ ہی آئے گار بہان کلیسا ہو کر تو اکیلا مرو کوچہ سے جو گزرا ہو کر قیس کی خاک اوڑھی ہے یہ بگولا ہو کر</p>

کیا تماشا ہے کہ اب حسرت دیدار مری	رخ روشن پتری چانی ہو پردا ہو کر
ہاں مدو آہ ذرا بل تو نکالوں اوسکا	چرخ کج بازیہ چلتا نہیں سید ہا ہو کر
بات بھی اسکی کہی تم تو نہیں پوچھتے ہو	پہر رہے گا دل بیمار یہ کس کا ہو کر
او کماندار پڑا ٹھیک انشائے تیرا	رہ گیا تیرے دل میں تما ہو کر

منہ چھپایا جو مجھے اوسنے دکھا کر حسرت

رہ گیا ایک اندھیرے میں اوجالا ہو کر

دوست پہلو میں ہا جان کا خواہاں ہو کر	دل شکستا ہے چرخ تیرا مان ہو کر
آپ پہلو سے چلے جاتے ہیں معان ہو کر	دل میں اک رات تو رہ جائیو اربان ہو کر
منہ چھپاتے ہو عجب ایسا دلے ان میں ہوں	کہ نگاہیں مری رہ جاتی ہیں مڑگان ہو کر
میری مرتے ہی وہ بیدار کا عالم نہ رہا	ظلم سے توبہ وہ کرتے ہیں پشیمان ہو کر
خاکساری کا نتیجہ یہ ملے گا محکو	پاؤں چومو نگا تری ریگ بیابان ہو کر
حسن کا جوش چھپائے تو کہیں چھپتا ہے	منہ چھپاتے ہو عجب مہر درخشاں ہو کر
منہ سے کہہ بات نکلتی نہیں میری آگے	نیچی کر لیتے ہیں گردن وہ پشیمان ہو کر
حائل خلد ہے افسوس عدم کا صحرا	باغ میں جاتے ہیں پر ایک بیابان ہو کر
وہ تصویر میں بھی آئین تو رکاوٹ ہو ہی	دل میں رہتے ہیں مگر غیر کا اربان ہو کر
روزانہ کار ہے اور روز ہی پی لیتا ہوں	توبہ رہتی ہے مگر آپ کا پیمان ہو کر
خبر رو جتنے ہیں بگڑے سنو جاتے ہیں	دیکھیں کیا تھر کر یز لطف پریشان ہو کر

دل یہ سینہ میں رہا گو غنہ بیان ہو کر	بن گئے حسرت و اربابان کے ہزاروں دفن
عشق بازی کا تمہیں شوق تو ہوا حسرت حسرتیں دل کی نکلا جائیں گی رمان ہو کر	
<p>ہاں مگر تمہیں ہی دشمن کی ہر پیاری تقدیر خوب ہی کا تب قدرت نے سنواری تقدیر اجکل تو تو ترقی پہ ہمارے تقدیر میری قسمت کے جوڑ جائے تمہاری تقدیر یاد آتی ہو بڑی وقت میں پیاری تقدیر اپنے دشمن ہی کی قسمت ہو ہماری تقدیر صفت کے پنج سے یہ ہی ہماری تقدیر میری قابو پہ جو چڑھ جائے تمہاری تقدیر دیکھ اچھی ہو تری یا کہ ہماری تقدیر میری تقدیر سے ملتی ہو تمہاری تقدیر</p>	<p>سب سے اچھی ہو میری جان تمہاری تقدیر حرف اچھا کوئی پایا تو مٹا یا فوراً لڑکے دشمن سے وہ آئے ہیں ہماری گھر میں بخت خفہ مرا بیدار رہی ہو جانی دن ہی پہر جاتی ہیں حقیقت نصیب اچھا غیر کے پاس وہ ہیں اور عاکیا مانگیں عیش کو واسطے دل جمنے لگا یا ہتا ملر دیکھنا نام کو دشمن کے شاؤن کیسا وصل کی شب ہو مستر وعدہ ہو پوچھیں تک و دشمن کی محبت ہو تمہاری ہو مجھے</p>
ہاں حسرت نہوا کو کشن احباب سے کچھ خود ہی اڑ جائے تو لڑ جائی ہماری تقدیر	
<p>کہا ہے بیٹھو میں چپ سے دو چار دیکھو اور آ کے دم دو چار وہ اوٹھائیں اگر قدم دو چار</p>	<p>ابھی سیکھو ہو تم ستم دو چار آپ کا کب فریب کہلتا ہے دیکھ لیں ہم بھی پھر قیامت کو</p>

<p> یہ نہ سمجھو کہ تمہے مرتے ہیں مرنے والے سنبھل نہیں سکتے قتل ہونے کی جب مٹی حشر یہ عنایت ہی ہم کو کافی ہے یاں سزا و نکار و رنج ہے ابھی آئی نہیں یہ طسیر جفا ہمسا ملتا نہیں یہ ایک تہین اونکی سرکار کا یہ کیا کہنا اونکو بد نظر ہے مشق جفا تم ذرا ٹھہر کر چلے جانا دلکے پہننے کی شکل پہ کیا ہو دم او لہتا ہو ایک ہونٹ سے یہ شہیدوں کی اونکے کثرت ہے </p>	<p> آہی رتو ہیں یاں جنم دو چار اور کر لیجئے ستم دو چار ہم جو دنیا میں لین جنم دو چار کیجیے سو ستم کرم دو چار دل میں سیر نہیں میں غم دو چار روز کرتے ہو گو ستم دو چار ڈھونڈہ لاتے ہیں تسی ہم دو چار روز بہرتے ہیں ان شکم دو چار ذبح ہوتے ہیں کم و کم دو چار اور باقی رہے ہیں دم دو چار زلف میں گر رہیں نہ خم دو چار مچکود رکا رہیں عدم دو چار روز بہر جاتے ہیں ارم دو چار </p>
<p> مچکود فرصت نہیں ہو کہ حشر کے مضمون مکر رقم دو چار </p>	
<p> ردیف الہامی </p>	
<p> رکھ لیا ہو تہہ چاقی پر پہ سلاٹ </p>	<p> جاؤ تم اغیار کو لیکر پلاٹ </p>

<p>لاگ ہوتی گرنہ دل میں عشق کی دل لگانا سہل ہی سمجھتے تھے تم تیسرے دیوانہ پہ یہ پتھر پڑے کیون نہ چونکین خفتگانِ خاک پھر کچھ اثر تجھ کو نہیں ای سنگِ دل دھوم ہی یارب یہ کس کی آہ کی ناتوان یہ ہوں کہ ذرہ ریت کا حلق کیا دل کیا کلیجہ کیا مرا آہ کا ہوتا نہیں کچھ بھی اثر یاد تھے تیرے وقار و تمکنت اوٹہ نہیں سکتا ہوں نہیں اس بوجھ سے</p>	<p>کو بہن پھر کاٹا کیونکر پیسٹ میسر بچان یہ سخت ہی پتھر پیسٹ سنگِ طفلان سے بڑا کتر پیسٹ جب ہلاقی ہے تری ٹھوکر پیسٹ میری آہوں سے بچے پتھر پیسٹ کانپتا ہوں آج کیون تھر پتھر پیسٹ اب ڈراتا ہو مجھے بنکر پیسٹ کاٹ ڈالے گا ناخبر پیسٹ دل ترا ہے آنہ منظر پیسٹ خواب میں دیکھا کیا شب بھر پیسٹ بار عصیان ہی مری سر پر پیسٹ</p>
--	---

کس مصیبت میں ہوں حسرت کیا کہوں
غم کا ٹوٹا ہے مگر سر پر پیسٹ

<p>دیکھ کچھ چپی نہیں کرنی کسی نال سے پیٹ ہاں بددای باد صحراب یہ تیری ہاتھ ہے ہو سکتے خنجر کیونکر بادیہ بیجاو عشق سخت جانی کی بدولت آج تک جیتا ہوں نہیں</p>	<p>چھٹی ہی مد نظر ٹھہری تو دل کو دل سے چھٹ خاکِ مجنون کی چلی جائے ذرا محل سے چھٹ یونہی ہمسے کر رہی ہیں کئی منزل سے چھٹ روز گور کر تا ہوں جا کر خنجر نال سے چھٹ</p>
--	--

<p>آجکل بد نظر ہے آپکو بسمل سے چھٹ ہاں کیے جاتے ہیں لیکن سہی بچا صل سے چھٹ واقعی بیکار رہے سودی بیدل سے چھٹ رنگ دیبا میں غلام پر ذرا تو دل سے چھٹ</p>	<p>لوک کیوں توڑی ہونجر کی سبب کا ہو کیا یہ تو ممکن ہی نہیں ہر وصل و کما ہو سکے دل کا لینا ہو اگر بد نظر تو آپ کو سینہ افکار کی رگ رگ بھنے گی تار تار</p>
	<p>کیوں طلب کرتے ہو اسکو آج بزمِ ناز میں تنگو بی منظور ہی کچھ حسرتِ مائل سے چھٹ</p>
<p>دیکھہ ظالم رشتہ الفت نہ توڑ ایدل مضطرب مری ہمت نہ توڑ دل میں ہر کندہ تری صورت نہ توڑ تو قسم ایو کا تب قسمت نہ توڑ ناامیدی آس کی صورت نہ توڑ دیکھہ او ظالم مری تربت نہ توڑ بیوفا جسے مگر چاہت نہ توڑ بیگنا ہوں پر تو یہ آفت نہ توڑ پیر بیان تو میری جو حشت نہ توڑ</p>	<p>دوستی کو ہو گئی مدت نہ توڑ وصل ہو گا پر تحمل چاہیے صاف آئینہ نہیں ہر دیکھہ لے ہجر لکھدی غیر کی تقدیر میں زندگی کا ایک حیلہ ہی بھی کر نہ پا مالِ حشرم ناز تو جو تری جی میں ہو وہ کر لے ستم جان شمار و نہ پر نہ کر ظلم و ستم دل لگی کا ہی ہی اک سلسلہ</p>
	<p>پہلی ہی شب ہر نکرانہ کار وصل ایسی باتوں سے کل حسرت نہ توڑ</p>

<p>دلو لگا کے کیجئے پردل سے چٹ چٹ چٹ دریا کی جیسے ہوتی ہے ساحل سے چٹ چٹ چٹ کرتے ہیں اپنے در مقابل سے چٹ چٹ چٹ باہم شروع ہے کئی منزل سے چٹ چٹ چٹ ہر رات ہوتی ہے مکالمہ سے چٹ چٹ چٹ گلچین سے دل لگی ہے عداوت سے چٹ چٹ چٹ ہوتی ہے ایسے وقتیں مشکل سے چٹ چٹ چٹ کرنے لگے ہیں باتہ سلسل سے چٹ چٹ چٹ مد نظر ہے حور شمائل سے چٹ چٹ چٹ ہم اپنے آپ کرتے ہیں قاتل سے چٹ چٹ چٹ</p>	<p>مد نظر ہے کسی مائل سے چٹ چٹ چٹ کرتا ہے دور دور سے ایسی لگاؤ میں لومٹہ پڑا رہے ہیں وہ آئینہ دیکر ہم اور خضر بادیا سے عشق میں آتے ہیں بام پر وہ نکلتے ہی چاندنی اویں شک گل کی رکھی ہے تصویر باغین اندیشہ ناک ہم وہ سراپا حجاب ہیں یونہی رہی یہ چٹ چٹ تو زندان میں ہم کہاں کرتا ہوں او کی بزم میں جنت کدھر کے وہ آنکھ بھی چرائے تو اپنا یہ حال ہے</p>
---	--

اوس نام ادا کرنے تو کیا صبر اختیار

حسرت تم آپ ہی نہ کرو دل سے چٹ چٹ چٹ

ردیف الزار منقوطہ

<p>میر بجان تمنی مجھے گھر میں بلایا کس روز غیر کو آپ ہی فرمائیں ستایا کس روز مجھ کو فرمائیے دیدار دکھایا کس روز میری بالین پہ وہ آیا ہی تو آیا کس روز</p>	<p>مجھ کو معلوم تو ہو میں نہیں آیا کس روز میری ہی جان پہ ہر روز بچا ہوتی ہے تو تو بے صبر ہے یہ آپ بجا کہتے ہیں بات کرنے کی نہیں صفت کب تاب غم ہے</p>
--	---

<p>جب وہ بگڑی ہوئی اغیار کے گھر بیٹھتی دل بیتاب پیکب ہوگی غنایت اونکی منتین کر کے کہو کب نہیں روکا مینے مینے کس روز کیا ہاتھ کو سینہ سے جدا تنہ کس روز لگایا ہر گلے سے منجھو میرے افسانہ کو پہلے ہی ہی کہتے ہو ہوا</p>	<p>دوستوں نے مرا حوال سنایا کس روز میرے ارمان بڑھ گئے خدا یا کس روز ہاتھ سے اپنے دامن چھوڑا یا کس روز چین سیکر دل بیتاب بنے پایا کس روز میرا ارمان مرجھان بڑا یا کس روز تنہ کس روز سنا مینے سنایا کس روز</p>
<p>سفت کا آج نہ حسرت کو لگاؤ الزام اوس نے کب عذر کیا تنہے بلایا کس روز</p>	
<p>سب سے بالا ہے نہ والا ہے تمہارا انداز ساری دنیا سے ترالا ہے تمہارا انداز بیوقوفائی کا تو انداز بُرا تھا لیکن حور و غلمان پُری جن و بشر کوئی ہو کس طرح اوسکو اوڑھ لیگی پرستانکی پری وہی شوخی ہی وہی ساری شہرت آئین کچھ جو جاتا ہو گمان دل کی طرف جاتا ہو ایک گام حور کی صورت سے تنہرا اوسکو نوک کیون دل میں خدا جا چھپی جاتی ہے</p>	<p>ہر حسین سیکھنے والا ہے تمہارا انداز دل مرادیکھنے والا ہے تمہارا انداز حسن نے خوب سنبھالا ہے تمہارا انداز سب کے انداز سے بالا ہے تمہارا انداز کیا کہیں منہ کا نوالا ہے تمہارا انداز اب تو دل نے ہی نکالا ہے تمہارا انداز یہی پچاننے والا ہے تمہارا انداز جو کوئی دیکھنے والا ہے تمہارا انداز کوئی بر چہی ہی نہ بھالا ہے تمہارا انداز</p>

سنتے سنتے ہی کچھ آئی طبیعت اپنی	ہمنے دیکھا ہی نہ بہا ہے تمہارا انداز
جان کی طرح ہمیشہ ہی رہا ہر دل میں	عشق نے خوب ہی پالا ہے تمہارا انداز
کوئی پہلو میں نہیں دیکھنے والا دل کا	ہاں مگر دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نام سے آپ نہ حسرت کے تفر کیجے
اسکے باعث سود و بلا ہے تمہارا انداز

اونکو دل میں جگہ جو پائے راز	دلین پہولانہ پر سمائے راز
دلین آیا تو آئے گالہ پر	اس سود دلین آنے پائے راز
یہ بھی در پردہ بات ہے کوئی	دلین آتا ہی بے بلائے راز
نہو کچھ ہی تو کیا کہے کوئی	دلین گر ہو تو لب پر آئے راز
نہیں باقی رہی جگہ دل میں	مجھ کو اپنا نہ منہ دکھائے راز
دخل کیا ہی چوب تک آ جائے	ہم کو اپنا کوئی سنائے راز
سامنے ہو تو کچھ کہے منہ سے	نہ چپے خود تو کیوں چپائے راز

اوسکے طلب کی ہم کرین کوشش
ہم کو حسرت اگر بتائے راز

عشق کے ہنر کو چپائے راز	آنسوؤں نے مگر بتائے راز
صاف کھد و جرات کو گزدی	نہ چپاؤ سنے سنائے راز
بات کہنے سے جینیں بڑتا ہوں	کہیں اپنے نہوں پر لے راز

<p>دل مہر و محبت ہی دفن ہوا بدگمانی سے یہ ہوا نقشہ میلہ کر عدا کو محفل میں میں کو نگاہ انکو محشر میں راز داری کا دلی کیا کہنا</p>	<p>ہمنے قریب میں سیلائے راز کہ نہ دلیں ہی آئی پائے راز ہمنے پوچھ پوچھ چپا لے راز دلیں میں کچھ لکھ دیا لے راز کچھ بڑا ڈک کچھ گھسا لے راز</p>
<p>بدگمانی ہے اس کی جانب کیوں تمو حضرت کو کب بتائے راز</p>	
<p>روایف سید مہملہ</p>	
<p>کوئی جینے کا نہیں اپنی سہارا افسوس موت کے بعد بھی دلیں ہی اراں رہا دوسرے دیکھ کے تم منہ جو چپا لیتے ہو پاس جتنے کبھی دوزخ رہا کرتے تھے آرزو جسکو کبھی تھی مگر گھر آنے کی گالیاں یوں ہر بازار میں جاتے تھے ڈو پکر عشق کے دریا میں نہ اوہرا کوئی رہ گئے گھر میں مگر وہ آتے آتے پہلے ہی اس کی نظر دے کر پار ہوئی</p>	<p>ہو گیا ہے خفا آج وہ پیارا افسوس آنکھ بہ کر اوڑھ دیکھا نہ دوبارا افسوس اس گھ کاوٹ نے مجھو جان مارا افسوس اب تو او کا نہیں ملتا ہی نظار افسوس اب تو ملنے سو وہ کرتا ہی کنار افسوس دل ہی قابو میں نہیں ہمارا افسوس نہیں اس بھر کا ملتا ہی کنار افسوس پھر گیا کچھ مری قسمت کا ستارا افسوس تیر ظالم نے مڑا اک کے مارا افسوس</p>

<p>ہو گیا صبح شہ صبل مر جیف وصال تنگا گری مری نالو نسو وہ فراتے ہیں ہم سے ناراض تو ہو تے ہو خبر ہی ہو نہیں رکھی جلوہ دیدار کی حسرت دلین ہی حسرت کہ نیچی ہی نگاہوں کی</p>	<p>وصل و سکا نہو ہای دوبارا افسوس مرنوا لون تے تو ہی ہی مجھ مارا افسوس اور پر مریا وہ دوست تمہارا افسوس ایک ہی وار میں سفاکے مارا افسوس میری جانب ہو کوئی اشارا افسوس</p>
<p>ہم تو حسرت اسی احسان میں بجا ہیں صاف کرتے ہیں جو دیوان ہمارا افسوس</p>	
<p>یوں جلد دل غم نہاں افسوس دل کی دل ہی میں گئی حسرت ناز بھی تیرا وہ نہیں سکتا آہ کرتی نہیں ہی ہائے اثر آپ کی تیغ ناز کا صاحب سوز نہاں مجھ کو ہو نکدیا ہوئی تم کو غیسر الفت ہو گیا اوپر راز عشق عیان</p>	<p>خاک ہی جاؤ راہ گان افسوس جیفاں مرگ ناگمان افسوس ہو گیا ایسا ناتوان افسوس کار گرچہ نہیں فغان افسوس وہ پرتاؤ میحان افسوس جلدے مشتہا نتوان افسوس ہای افسوس جان افسوس کیا کیا تورا زدن افسوس</p>
<p>پاس ایمان نہیں رہا حسرت آپ اور کو چہ بتان افسوس</p>	

یہ تمام شعر
ان کے ہاں
چھپے ہیں

<p>تہ جمع غیر حور شامل کے آس پاس ہم ہی ہوئے نہ کشتہ تیغ نگاہ کچھ امید ویم و حسرت و حرمان و یاس کا کس طرح سے گذر ہو وہاں مجھ غریب کا گردش میں چرخ و نہین کم قین کا غبار اونکو دکھاؤں میں جو گلِ داغ کی بہار اک تو ہی سیر پاس کرتا ہے دور دور</p>	<p>حسرت کا تھا ہجوم مرد لکے آس پاس لاکھوں تڑپ رہی ہیں قاتل کے آس پاس کیسا ہجوم ہی تری بھل کے آس پاس پہری لگے ہیں غیر کی محفل کے آس پاس قربان ہوتا پرتا ہی محل کے آس پاس آئیٹھیں بلبلیں سبھی مردل کے آس پاس کیسا ہجوم گل و عنادل کے آس پاس</p>
---	---

منظور خیر جان کی حسرت ہو گر تمہیں
جانا کہی نہ کو چہ قاتل کے آس پاس

<p>ہم کو آئی نہ یہ جوانی راس آئی ہو کیا میری کہانی راس ہو شہید و نکو یہ نشانی راس نچکوا آئے نہ یہ جوانی راس آپ کو تو ہے بذر بانی راس نچکوا آئی ہو یہ پرانی راس کچھ قفس کا ہوا نہ پانی راس تم کو آئی ہو دستانِ راس</p>	<p>ہجر کی کیا ہوزندگانی راس آگئی نیند حالِ غم سنکر وہ مٹاتے ہیں آکے تربت کو جھوٹ کتا ہوں گرد و کا حال گالیاں جب کو دین وہ رام ہوا چھٹ نہیں سکتی اب مژکنہ فارغ البال ہمتور تھے ہیں راس آئی ہو دل دہی مجھ کو</p>
---	--

<p>دیکھو لو لیکے تم عدو کا دل گھر کو لوٹا ہے میمانوں نے تم نہ جانا عدو کی دعوت میں او کو نفرت ہوئی ہر دشمن سے لطف دیکھو کہ اونسکے طالع ہو</p>	<p>یہ نہیں چیتھکوا آنی راس دل کو آئی نہ میزبانی راس نہیں ایسوں کی میمانی راس مجھ کو آئی ہر گمانی راس دل گئی میری ناگمانی راس</p>
<p>آگ حسرت لگے عدو کے گھر آہ کی ہوش رشتانی راس</p>	
<p>ردیف شین مجھ</p>	
<p>رخ شعلہ مزاج یا رآتش تو نہیں لگی تھی کسکے مندی ہے برق اگر تر تبسم ہو رشک بُری بلا کا دلیں جلتا ہو جو دل سُلگ سُلگ کے دل ہو جو شہر جگر ہے خگر دوزخ میں تہا دل چلوں سے</p>	<p>پہونکے گی یہ لاکھ بار آتش بڑکی جو سر مزار آتش رخسار ہیں ایو نگار آتش لگجاتی ہو ایک بار آتش تھی سرد خنایا رآتش آتش سو ہی ہمکنار آتش ہو جائیگی شہر سار آتش</p>
<p>جس کرتپ مجھ سے عجب کیا حسرت کا بے غبار آتش</p>	

<p>مگر تو او دہر تھا با و دہرل ہی پاش پاش سینہ میں پارہ پارہ جگر دل ہی پاش پاش زندہ انہیں اپنا طوق و سلاسل ہی پاش پاش رحمت کی بوقت اس قاتل ہی پاش پاش ساغر پڑا ہوا سر محفل ہی پاش پاش لیسے کا آج پردہ محفل ہی پاش پاش ٹکڑے لہر لہر تو او دہرل ہی پاش پاش</p>	<p>برقع ترا جو حوش مال ہی پاش پاش تیج ادا سے یار نے چورنگ کر دیا دیوانگی کا دیکھ لیا زور چارہ گر گتخ ہو گیا کوئی دست دراز کیا جہنم کے اوس نے پھینک دیا میری وار پر کیا قیس کی نگاہ بھی تلوار بن گئی ٹپکا ہے آستانہ جانان پہ اسقدر</p>
<p>حسرت اب اون کے خوب ہی رہتی تو ناگہانک در کا جواونکے پردہ محال ہی پاش پاش</p>	<p>خیم کی ہوئی ہوا اب اسی منزل میں جو پاش وہ بھی تمہاری طرح سے آئی چلی گئی آباد کرتے جاتے ہیں سب گوشہ مزار خوشنوع جو جان دینے سے ہاں و نکلے دھڑکے تیسرے نگاہ یار یہ گوشہ کی جاتو ہے تقسیم یافتہ ہوئے ہیں سارے جاہلین آنکھوں میں پیر ہی ہے جو مقتول کی شبیہ چوڑوں تو نکلے عشق کو کس طرح زاہدا</p>
<p>پہلے کہی تھی آپ کی جس دلیں بود و باش کرتی نہیں عادل سائیں بود و باش آخر ہر اک کی ہے اسی منزل میں بود و باش مشکل نہیں ہے کوچہ قاتلین بود و باش اچھا ہے گر کرے تو مری دلیں بود و باش فقتو نکلی رہتی ہے زری ٹھلین بود و باش قاتل کی کیا ہے دیدہ بھلین بود و باش اسکی تو ہوازل تو مرد دلیں بود و باش</p>	<p>خیم کی ہوئی ہوا اب اسی منزل میں جو پاش وہ بھی تمہاری طرح سے آئی چلی گئی آباد کرتے جاتے ہیں سب گوشہ مزار خوشنوع جو جان دینے سے ہاں و نکلے دھڑکے تیسرے نگاہ یار یہ گوشہ کی جاتو ہے تقسیم یافتہ ہوئے ہیں سارے جاہلین آنکھوں میں پیر ہی ہے جو مقتول کی شبیہ چوڑوں تو نکلے عشق کو کس طرح زاہدا</p>

لیلی تجھے تو دیدہ مجنون چاہے بے شہہ اب خلش کے مز آہی جائیگے ایسا جہان میں اب تو کوئی انقلاب ہو خالی نہیں ہی کبھی عسرت سر و دل	اچھی نہیں ہے آپ کا گہاں ہے خاص نیرنگہ کی زبورت کا دل اٹل ہے خاص میری خیال کی پر ہی محل ہے خاص لیلی و شوخی ہر اسی میں ہے خاص
حسرت مرو نصیب کیا پیچ پر گریب دلکی ہر زلف حور شامل میں بود و باش	ہے خاص ہے خاص
اونکے جاتے ہی ایسا کہو یا بٹو آپ کیجئے نہ حشر کا وعدہ شکوہ کرنا تو دور کردہ اعدہ دو اوجاں لگا عاف ہو	ہم کو باقی نہ رہے یہ اناہ سن ہے خاص برقِ حنطرا سکا آب و گل ہے خاص عشق کے دریا کا وہ ساحل ہے خاص میرا عیسیٰ ہی مر اقاتل ہے خاص
نہ ہو کہا پیلے دل	ایک کر حسرت کو وہ کہتے ہیں یہ ایک ہی بوسہ کا یہ سائل ہے خاص
اسکا بیتاب یہ مان ہے ناقص اوکے کہو کسکی زبان ہے ناقص ہل سہے اغیار کی گالی و پیر ان میں نہ جا ای دل بیمار بھی بات بتاتے ہیں بری اور سنو	وصل ممکن ہی نہیں اپنا گمان ناقص ہمسے فرماتے ہو تم تیرا بیان ہے ناقص اور ہمارا تو یہ سب شور و فغان ہے ناقص ضعف باقی ہے تجھے تاب تلون ہی ناقص وہ یہ کہتے ہیں ترار زہان ہے ناقص

<p>دل ویران تو ترا ایک مکان ہو ناقص کوئی پہنچتی نہو زندگی زبان ہو ناقص وہ تو اچھے ہیں مگر اونکی زبان ہو ناقص تیرے ہی سر کی قسم تیرا گمان ہو ناقص زادہ ایہ ہو سرس باغ جنان ہو ناقص</p>	<p>وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمت نہیں آتی آہیں محتسب آپ ہوئی میکدہ جاتے ہیں مگر لطف تو یہ ہے کہ اغیار بھی کہتے ہیں انہیں غیر کے گھر سے وہ اگر مجھے سمجھاتے ہیں کبھی ملنے کا نہیں ایسی عبادت کا صلہ</p>
<p>کوئی حسرت نظر آتی نہیں اچھی صورت اپنی نظروں میں تو ابسارا جہان ہو ناقص</p>	
<p>رولیف ضا و حچمہ</p>	
<p>اب تو دنیا میں نہیں کوئی بھی تسایاض ملک ویران میں وہ مشہور تھا اچھا فیاض سمنے مانا کہ ابھی ہیں وہ سر پا فیاض آج ہی سمنے تو اغیار کو دیکھا فیاض اس زمانہ میں تو پیدا نہیں ہوتا فیاض انتی محفل میں کوئی ایک نہ نکلا فیاض کوئی مجھسا نہوا اور نہ ہو گا فیاض نام بھی کوئی نہ لیتا جو نہو تا فیاض دل بیسار نہیں چہرہ اتنا فیاض</p>	<p>گالیان مفت جو دیو کون ہو ایسا فیاض مانگنے والا نہ حاتم کو ملا تھا کوئی ہو نزاکت کا بُرا کام نکلتا تو نہیں دل کا دینا نہ سہی تم سے یہ جو لونگ کہا سن لئے حاتم طائی کے پرانے قصے طالب بوسہ ہوئے بزم بتان میں ملا دل تمہیں مفت دیدل میں ذرا غور کرو نام حاتم کا زمانہ میں ہوا تک روشن کچھ کمی دیدہ خوننا بہ فشان سوز ہوئی</p>

گردش چرخ سے یہ حال ہوا اپنا حشر
لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص کہی تھا فیاض

<p>آخر الامر ترے آئیگا کچھ کام ریاض کام آئے نہ ترے زاہد خود کام ریاض کیا کیا تھے ہوائی راحت آرام ریاض کرتے رہتے ہیں ہی کچھ سحر و شام ریاض میرا سجدہ ہی بڑا اونکی ہوشام ریاض تو نے بے شبہ کیا ہوتا خود کام ریاض سچ تو یہ نرم میں کڑا ہی بہت جام ریاض اور صحرائے کربین سب یہ دو دوام ریاض کیا کرے مرغ گرفتار دوام ریاض ساقیا میرا رہا جاتا ہے ناکام ریاض</p>	<p>بہت قدر ہو سکے کر حشر بدنام ریاض لطف ہوشربین میخوار کو جنت ملجائی سب طلبگار تھارو ہیں سب کیا اسکا چاہنے والوں سے پوچھے کوئی دلی لہجہ سچ ہوا چو کی بُری بات پہلی ہوتی ہے کچھ سمجھ کر ہی تجھ کرتے ہیں سجدہ عاشق عیش میں رہتی ہو گردش اسی چارے کو شہر کی بات ہو کچھ حضرت انسانے نہو زلف میں دل جو پھنسا ساری طریقہ ہولا جو کے شیشہ میں رہی جاتی ہی تلیمٹ باقی</p>
--	---

ہوگا اوسوقت تجھے لطف عبادت حشر
حشر میں جب تجھے دلوامیگا انعام ریاض

<p>نہو کوئی الفت کا یارب مرین میں ہوں اپنی قسمت کا یارب مرین وہ ہو ایسی حالت کا یارب مرین</p>	<p>بڑا ہی محبت کا یارب مرین مقدر بڑا ہے مرض ہی بھی شب بھر یہی دعا تھی مری</p>
---	---

<p>نہو کوئی فرقت کا یارب مریض نہو اچھی صورت کا یارب مریض ڈنڈن کی الفت کا یارب مریض یہ ہی حرص جنت کا یارب مریض ہوا ہون مروت کا یارب مریض کہ یہ قیامت کا یارب مریض مین ہون جوش و خشک کا یارب مریض</p>	<p>یہ کہتا تھا شب کو کوئی دلجلا بجھے موت منظور لیکن پیل میرے لطف آئے جو ہو جا آج کہو گا قیامت میں نہ ہر تجھے بدلتی نہیں ہای عادت مری کہا دیکھ کر مجھ کو عیسیٰ نے آج میلے مجھ کو محشر میں آزادگی</p>
<p>دعا ہے یہ حسرت کی کوئی نہو جہان میں محبت کا یارب مریض</p>	
<p>کچھ ہو چلا ہی نا لہ دل کے اثر سی فیض ذرہ کو یہ ہوا مری داغ جگر سی فیض کس کو ہوا ہی کا کل بیدار سی فیض مدت پیار سے میں تری چاک در سی فیض غیر و نکو اور ہو تری نازک کمر سی فیض کیا تم کو ہی تھا تو اس شور و شر سی فیض عالم کو ہو رہا ہی مری چشم تر سی فیض ہم کو ہوا نہیں کہی اس فتنہ گر سی فیض</p>	<p>امید ہی کہ آج ہوا اس فتنہ گر سی فیض اب ہم سہی وہ کرنے لگا مہر و ماہ سے ای چارہ گریہ سچ ہے ہماری بلا پہننے ہم کو ملی ہی دولت نظر بارہ بار ہا افسوس میرا تہ لگانے سے بل پر ہا آہ و فغان وہ روز کی شکریہ کہتے ہیں جھگل ہے ہوی قرعہ اشکبار سے کیا جانے صیل کتہ ہیں کس کو وصال کیا</p>

کیا کیا سونہ بیچ و مصیبت مگر کہی
حسرت ہو نہ کو چو رشک قمر و فیض

ردیف طہمہ

مجاوب کہتا ہوں وہ دلدل خط	جب نکل آیا میرا رخسار خط
کچھ کا کچھ علیحدہ کھینچا ہوا نہیں	پہاڑیا ہوں وزین و چار خط
گالیان ہر بار وہ دینگے تجھے	مانگنا قاصد مگر سوار خط
میں کروں تخریڑ کو اپنا حال	لکھنے دی گردیدہ خونبار خط
ہاتھ کاٹے جائیں اس حجام کے	جو بناتا ہی ترا ایسا خط
قتل کی میری مقرر کی جگہ	اوسنے کہینچا ہی میرا بازار خط
تو نے میری سخت جانی دیکھ لی	کنچ کا تجھے نہ اتری تلوار خط
ایکے حالت ہوئی برسات کی	روز بارش ہوتی ہی دو چار خط
پہاڑ کر بولے وہ میری نامہ کو	ایک خط کے کر دی دو چار خط

مجھ کو حسرت اوسنے لکھا یہ جواب

پھر نہ لکھنا ہم کو یوں بیکار خط

دل نا کام تجھ کو کیا ہی ربط	غیر سے اونکو اب ہوا ہی ربط
چوڑ کر اب نہ تو چلے جانا	بیکسی تجھے ہو گیا ہی ربط
غیر بھی مضطرب سا پہر تا ہی	اب ترا کس سے ہو وفا ہی ربط

<p> مجھے کب پسے ہوا ہر ربط میرا دشمن سے یہ بڑھا ہر ربط تیرا ہر ایک سے بجا ہر ربط اونٹنے نام خدا ہوا ہر ربط مجھ سے مدت کے بیوفا ہر ربط اونکو اور روک ہو گیا ہر ربط اوکا دشمن سے بڑھ گیا ہر ربط غیر سے گرتا بڑھا ہر ربط مجھ سے وہ پوچھتا ہر ربط </p>	<p> لطف دیکھو وہ مجھ سے کتنے ہیں دوست سمجھا ہر حال لکھتا ہے آدمیت نہیں تو پھر کیا ہے وصل ہوگا اگر مقدر ہے چوڑا کیوں ہر غیر کی خاطر میری صورت کے کیوں نفرت ہو جان دیتی ہیں جسکے نام پر ہم صبر میں کر چکا مجھے کیا ہے بل بے بیربطیان سنگ کی </p>
	<p> چھوڑتی ہی نہیں مجھے حسرت دخت رز سے یہ بڑھ گیا ہر ربط </p>
<p> شیخ بیتاب ہو آنے کو سریرِ نرم نشاط مستعد اب ہیں نہ آنے کو سریرِ نرم نشاط کوئی فتنہ ہیں اوٹھانے کو سریرِ نرم نشاط آدمی آیا بلانے کو سریرِ نرم نشاط نہ بلایا میری جلائے کو سریرِ نرم نشاط شمع کافی ہر جلائے کو سریرِ نرم نشاط </p>	<p> وہ بلاتے ہیں زمانے کو سریرِ نرم نشاط کوئی بھی جائے بلانے کو سریرِ نرم نشاط غیر کو سیرِ مقابل وہ بلا تے بون ہیں اسقدر آپ تو اغیار سے کُسل کیلے ہیں ربط اغیار سے یوں ہی تجھے پیدا ہوگا کیوں جلانا ہر مرے دل کو بتا تو ظالم </p>

ہم بھی تیار ہی بیٹھے ہیں چلے جانے کو رنگ بدلا ہی مچھل کا کہ اب تو اغیار نظر آتا نہیں قاتل کی کمین خنجر مجھے میری دل مضطرب کیڑی کہتی ہے غیر سے پوچھتا ہوں تم کو خیر ہو تو کو نہیں منظور ہے کچھ غیر کی خاطر اونکو	کوئی آئے تو اوٹھانے کو سیریزم نشاط اوستہ ہیں سیر اوٹھانے کو سیریزم نشاط کیا ہوسینہ سولگانے کو سیریزم نشاط کوئی ارمان ہے برآنے کو سیریزم نشاط کچھ بھی ہے پیسے پلانے کو سیریزم نشاط آئے ہیں میری جلانے کو سیریزم نشاط
--	--

غیر کے ساتھ طلباؤں نے کیا ہی حسرت
اک قیامت بھی ہو آنے کو سیریزم نشاط

اغیار کے وصال کا انکار ہے غلط سہر کی خطا ہے کیا دل بیتاب پر لگاؤ باور اگر نہیں ہے تو اب امتحان سی گر حال دل سنائیں تو کہتا ہفت گز دل تھا بھائی بوسہ یہ لیجے وہ دیجے روئے کا ماجرا جو سناہنکے یہ کہا کیا دخل ایسی باتوں کا آئے مجھ یقین اوس سنگدل کے دل میں لڑکیا کر گئی آہ	سوار گر کہو گے تو سوار ہے غلط پڑتی تمہارے ہاتھ تو تلواریں ہے غلط سچ جان لو کہ الفت اغیار ہے غلط سچ تو یہ ہے کہ عشق کا آزار ہے غلط حجت غلط ہی آپ کی تکرار ہے غلط اظہار حال چشم گہر بار ہے غلط ناصح سراسر آپ کی گفتار ہے غلط تیرا یہ سب خیال دل زار ہے غلط
---	---

کوئی صنم میں جاتے ہو چہ چپکے رات کو

حسرت بظاہر آکا انکار ہے غلط

ردیف ظار مجھ

کب پاس ہ کے ہو سکے ہر بات کا لحاظ
دیکھا جو مجھ کو دور وہ مسکرا دیے
دشمن کی اس امید پہ کرتا ہوں خاطرین
انکھ میں ادھر ملائیے بس ہو چکی حیا
کرتے خلاف وضع نہیں کچھ پڑا ہلا
اوستے ہی میری نرم میں دشمن کو گل گئے
یہ ناتوان نہیں پیچھے رہنے بل سکون
ہم سے شب وصال جو ہونا تھا ہو چکا
جب دل لیا ہی میرا تو بوسہ ہی دیکھئے
پتیا نہیں ہوں سو نگہ تولیتا ضرور ہوں
کچھ دوستی کی شرم نہ الفت کا پاس ہی
میں اور توبہ سے کروں اس بہار میں
انکھیں بھی تم ملائے ہوئے بھی چپا تے ہو

مکمل نہیں کہ نہہ سکے دنرات کا لحاظ
آہی گیا ہی پچھلی ملاقات کا لحاظ
کل آگیا او سے ہی مدارات کا لحاظ
مجھ کو نہیں پسندیدہ دنرات کا لحاظ
اچھے ضرور رکھتے ہیں ہر بات کا لحاظ
اون کو فقط تھا ایک مری ذات کا لحاظ
قاتل مگر ہی مجھ کو ترے بات کا لحاظ
اب اور رہ گیا نہیں کس بات کا لحاظ
انسان کو ضروری سو غات کا لحاظ
کرتا ہوں دل سے پیر خرابات کا لحاظ
ظالم تجھے نہیں ہو کسی بات کا لحاظ
ای مختب ضروری ہر بات کا لحاظ
ہم نے کسی نہ دیکھا تھا اس گہا کا لحاظ

مانا کہ وہ حسین نہیں اس کو کیا کروں

حسرت کچھ پڑا ہی مجھے بات کا لحاظ

غیر کا کرتا ہو جب وہ ستم ایجاد کھاظ ویدگل کے لور ہو دی قفس میں وزن جمہ سے دیوانہ کو آیا ہی پھانسی پٹری نظر آتا نہیں آنکھوں میں جیا کا لطف قتل کرنا ہی تو خنجر کو چٹالے پتھری یا دوس طرز چغا کا مجھے اب تک ہر مزا اک زمانہ تھا کہ تم بھی تھو حیا کے پتلے ایسے موقع پہ تو تھمتے ہوئے لالے اچھے مفت برباد بخاتی کبھی جان شیریں ہم تو تیار ہیں مجلس میں پلا دی ساقی کس سے یہ طرز چغا تو نے اوڑائی ہو بتا اتحان کے لئے تیار ہیں ہم شرط یہ ہے	پھر ہو کس بات کا تجکو دل ناشاد کھاظ کچھ تو کر مرغ گرفتار کا صیاد کھاظ میری وحشت کا کیا تو نے نہ حداد کھاظ محفل غیر میں تم کر چکے برباد کھاظ سخت جانی کا مری چاہیے جلا د کھاظ ہاؤ کرنا وہ کسی کا دم بیداد کھاظ اب تو شوخی میں نہیں ہو تہیں کچھ یاد کھاظ چلے آؤں گی نزاکت کا بھی فریاد کھاظ جوٹی باتوں کا جو ہوتا ہے فساد کھاظ کچھ کسی بات کا کرتے نہیں آزاد کھاظ تیری آنکھوں میں نہیں کچھ ستم ایجاد کھاظ غیب کا کچھ نہ کرو تم دم بیداد کھاظ
--	---

ترک اسلام کیا اک بت ہر جانی پر
تو نے کچھ بھی نہ کیا حسرت ناشاد کھاظ

غیر کی بیشک ہو صحت بد کھاظ جمہ پہ منہ آتا ہی بزم غیر میں سنے ہی مجھ پر پڑی ننگی گالیاں	ہو گیا وہ بے مروت بد کھاظ تو نے کیا سیکھی ہو عاد بد کھاظ گر کہوں آئی ہو شامت بد کھاظ
--	--

<p> مینے مانا سفطر و بے صبروں پہننے دیکھا غیر کی صحبت میں جب اس میں کیا شک ہو حیا پر و تقویٰ یوں گلے ملتا تھا کس دن غیر سے میں نہ بھجاتا کہ وہ ہو جائیگا ہر گھڑی رہتا ہوا کثرت بام پر غیر کو بوسے دے یہ جب بزم میں بات بھی کر نہیں جمہ سو ہی حیا </p>	<p> ہو مگر تم بے مروت بد لحاظ تشکو کچھ آئی بھی غیرت بد لحاظ ہو گیا میں میری قیمت بد لحاظ یہ نئی سیکھی ہو عادت بد لحاظ دیکھ کر دشمن کی صورت بد لحاظ تیری کیا بدلی ہو نیت بد لحاظ کیوں نہ ہو پر تجھے نفرت بد لحاظ غیر سے رہتی ہو صحبت بد لحاظ </p>
<p> گالیاں دیتا ہے سب کے سامنے کر لیا اوس بت کو حسرت بد لحاظ </p>	
<p> یہ تو فراؤ کہ ہے عقل کہاں ای و اعظ آج پہرتے ہو جو حیران و پریشان و ڈرا ب و سو سے اوٹتے ہیں کچھ اور بتاؤ مجھ کو مجھے کہتا ہے کہ جنت نہ ملیگی تجھ کو اشتغالک ہو جو انون کے لئے دنیا میں خواہ روز خیمین میں غلوہ رہیں جنت میں امر ہو جو دے سے معدوم کو کیا نسبت ہو </p>	<p> آپ جاتے ہیں سو سو کوئی بتان ای و اعظ تشکو کس دن سو ہو عشق بتان ای و اعظ آپ جاتے ہیں یہ راتوں کو کہاں ای و اعظ تیرے قبضہ میں ہو کیا باغ خان ای و اعظ آپ کرتے ہیں جو حور و دیوان بیان ای و اعظ ہر سے چھٹے کا نہیں عشق بتان ای و اعظ اوس کا کو چہ ہے یہاں خلد کہاں ای و اعظ </p>

آج ہوتے ہو جو ہر سونگر ان ای و اعظ	منتظر کے ہو کیا بات ہے فرماؤ تو
تکو اوس زلف کا سودا کر کہا ای و اعظ	حال میرا ساتھ ابھی پریشان ہوتا

روز کہتا ہے کہ میں ترکِ بتان کرتا ہوں
سُن لیا آپ نے حسرت کا بیان ای و اعظ

روایت عینِ محملہ

گلگیر سے اگر تیر شتی زبانِ شمع جلجلائیں سوزِ رشک و دشمنِ لبانِ شمع روشن ہو اہلِ بزم پہ رازِ نہانِ شمع حسرت بچھل اہوں بیانِ میں لبانِ شمع اپنا اثر جو کچھ بھی دکھاتی زبانِ شمع اوس بزم سے نکل کے پریشانِ خانِ شمع کہتا نہیں کسی پیہ رازِ نہانِ شمع	سباہلِ بزم دیکھتے حسبِ بیانِ شمع وہ شعلہ رو جو آگے گلوں میری ملے اک شعلہ کی اوس کو بھی ہر لو لگی ہوئی محفلِ فروزِ غیر ہوا ہے وہ شعلہ رو ہوتی اسید ہس کو بھی تاثیرِ آہ کی میری طرح سے پڑتا ہر کس پیچِ تابی میں خاموش ساری رات جلی اوپر بجھ گئی
---	---

کل معرکہ میں جئے جو حسرتِ غلِ پڑی
کیا کیا جلے میں رشک سے حاسِ لبانِ شمع

کیسا ہوا ہے سینہ بسمل میں اجتماع ہے بسملوں کا کوچہ قاتل میں اجتماع دونوں نکار رہتا ہے ہسپال میں اجتماع	سو حسرت و اسید کا ہر دل میں اجتماع محشر پکا کیا ہے یہ تیغِ نگاہ نے نکلی کہی دعا تو کہی بد دعا بھی ہے
--	--

<p>آتے ہی اوسکے چوڑے سب دور ہو گئے نیچی نگاہیں اونکی مری دل میں چہرہ کین آفت کا شکر کا شبِ حجاز کا موت کا کتے ہیں صاف چچون کے پہلو کیے ہوئے آئینہ رکھے کہتے ہیں وہ اپنے عکس سے جو ہر نین چہ شیم بصیرت سے دیکھے دل ہی کے ساتھ تھے وہ تہا کے جھگڑے</p>	<p>کیسا امید و یاس کا تبادلہ میں اجتماع لیلیٰ و شونکا ہے اسی محسوس میں اجتماع سب کا ہو کاش غیر کی مٹھل میں اجتماع ہو گا دل و کازلفِ مسلسل میں اجتماع دو نو نکا آج تو ہر مقابل میں اجتماع ہی حسرتوں کا خنجرِ قاتل میں اجتماع ہوتا نہیں ہے سید ہید بسین اجتماع</p>
--	--

حسرت فزون ہے سب غمِ حیرا و تاد
 گواور بھی غموں کا بابل میں اجتماع

<p>رونا آنکھوں نے ہماری کیا ذرات شروع آرزو وصل کی کس دھوم سے پوری ہوگی رخ تابان پہ کیے بال پریشان اوسنے پہلے دو چار کو رشتہ پلا دیتے ہیں گالیاں پہلے تو دس میں سنا لیتے ہیں ڈھنگ پہلے سے وہی اتونکا لے آخر گالیاں پہلے مرے نام پہ دی لیتے ہیں یہ سنا ہی اونہیں اغیار نے کچھ بچا ہے</p>	<p>اسکے موسم میں ہوئی ہوئی ہر بات شروع کاش ہو جائے مری اونکی ملاقات شروع دن سے پہلے ہی ہوئی جاتی ہو تو شروع میکشی کرتے ہیں جب رنہ خوش اوقات شروع جبے ہ کرتے ہیں کسی شخص کو کچھ بات شروع پہر ہوئی آپ کی دشمن سے ملاقات شروع غیبر کی کرتے ہیں جسوقت ملاقات شروع چلے پہر ہم بھی کرین بھیجی سوغات شروع</p>
---	---

<p>اوسکے اعمال کی ہوتی جو مکافات شروع تیری محفل سیئی ہوتی جو ہر بات شروع</p>	<p>غیر اس طور سے پڑھتا نہ تھا کہ ہر سہرے وٹین دزات ترشتے ہیں غصہ کے فقری</p>
<p>کر چکے جب تو و معشوق تو بوجہ حسرت جا کے مسجد میں کرو ذکر و مناجات شروع</p>	
<p>دلِ ناشاد نے کی گرمی فریاد شروع غیر پر آج ذرا کیجیے بیداد شروع تیرا چلنا جو ہوا خنجرِ فولاد شروع تو نے پر نو چنے جسم کو صیاد شروع پہر ہی پہلی سی ہونے لگی بیداد شروع عشق کی دل میں ہوتی ہیابی بنیاد شروع استغاثہ کی ہوتی ہی اسی روداد شروع تو نے کچھ چیریر کی ہی ستم ایجاد شروع یہ نئی کی ستم ایجاد نے بیداد شروع ور نہ کرتا میں سنگرا ہی فریاد شروع</p>	<p>چرخ ہو جائیگا اگر ستم ایجاد شروع تم یہ کہل جائیگا جو کچھ ہی محبت اوسکو ملکی طائر جان کو مروا ڈرنے کی مدد رحم بھی حال پہ بلبل کو کچھ آیتا تجھے کیاد و بار اسی وعدہ پہ بلایا تھا ہمیں دیکھو اور اوٹھا تے ہیں مصیبت کیا کیا دعویٰ دل کا مری حشر میں چکنا معلوم غیر کے ساتھ مرو گھر میں چلا آتا ہے قصہ وصلِ عدو جب کو سناتا ہی ضرور رحم آجاتا ہی رہ رہ کے جوانی پہ تری</p>
<p>نہیں آتا ہر مگر خوفِ قیامت تجھ کو میکشی تو نے جو کی حسرتِ ناشاد شروع</p>	
<p>رویف عین مجسمہ</p>	

<p>جیسے تری فراق میں ہنواؤںٹھائے داغ سینہ میں میری داغ تھا پہلے بجائو دل ہیں لالہ و قمر میں کہاں یہ ترقیان جب آ پے وصال کی نکلی ہے آرزو میں ہوتا ہوں اوکونہ جاتا ہوں لے وہ سمان بے بلائے مری دل میں ہو گیا</p>	<p>دشمن کو بھی خدا کیسی بیٹھائے داغ لیکن ہوا تو آگ سے روشن بجائے داغ میری ہی دل میں ہوتی ہر نشوونما داغ غم مدتوں سہا کئی برسوں اوٹھائے داغ مجھ پر خدا ہوا داغ تو میں ہوں خدا کے داغ کیسی ہوئی ہو دور یہ شہر مہجائے داغ</p>
---	---

میرا تو شاعری میں چہ سہرت ہوا اعتقاد
کرتا نہیں پسند کیوں سوا سوائے داغ

<p>بچو دیکھیں کیا ملے انوکھا سُر داغ گم ہوئے خود آپ جیوان کی طرح کیا کیا تھے تھاری لہجے وکیستائیں بھی خطِ لطف میر کو رات دن رہتی تھی جی جی مستجو ہو پتیا ہی صراطِ عشق کا خانہ و شمع کا جب ہوٹا کیسی میری دل میں تو چھپ نہاؤ تو بچو دی کا ہو ہوا ہونڈوں کے</p>	<p>بھکوا اپنا ہی نہیں ملتا سُر داغ خضر نے پایا تو کیا پایا سُر داغ بھکوا کہہ ملتا نہیں لگا سُر داغ کا تپتہ سرتکا گر ملتا سُر داغ مل گیا دل میں مراد کا سُر داغ اکیلو کہو یا تو کچھ پایا سُر داغ اسکے ہی دل میں کچھ پایا سُر داغ آج مجھ کو مل گیا تیرا سُر داغ دل تو دل گم ہو گیا دل کا سُر داغ</p>
---	--

<p>ماتوان وہ ہون کہ میرا موت کو اب تو ڈھونڈو چھوٹے نہیں ملتا مرغا</p>	
<p>ہم نے ڈھونڈا حسرت و شنی بہت اب کہیں ملت انہیں اسکا سرغا</p>	
<p>روشن ہو داغ دل کا یہاں اتا بہر چراغ پروانہ روز جلتا ہو کیوں دیکر چراغ دشمن چڑھائے مری قبر پر چراغ ڈھونڈو گئے دنگو ہاتھ میں لیکر اگر چراغ جلتے رہے ہیں دونوں اوہیں ڈھونڈو چراغ گئی کے جلیں آج تو دشمن کے گھر چراغ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ ٹنڈا نگر چراغ دنگو جلتا ہے آج تو دشمن کے گھر چراغ مشعل جو داغ دل ہو تو داغ جگر چراغ جلتا ہے میری ہی گہرات بہر چراغ</p>	<p>حاجت نہیں جلائے کوئی قبر پر چراغ ظاہر ہوا کہ دونوں میں باہم ہو دشمنی ظاہر ہیں فنا ہو گئے میری کراہتیں جھسا کوئی نہ عاشق جان باز پاؤ گے میری شب فراق ہی تو ہو غمگسار اوڑتی سی کپھنشی ہو مری قتل کی خبر کیا لطف کی ہوا ت شب وصل بار بار ناراض وہ ہوئے تو دوا لاکھ گیا پہیلی ہوئی ہے سینہ عاشق میں روشنی میری ہی تو مکان میں رہی بزم میکشی</p>
<p>حسرت کسی کی اسکو ہی ہو لو لگی ہوئی جلتا ہو چسکی یاد میں پیرات بہر چراغ</p>	
<p>دشمن سے روز سنتے ہیں افسانہ دروغ دل میں ہر ایک رکھتا ہے پختانہ دروغ</p>	<p>کیونکر نہ پڑھو آپکا پیسہ دروغ پوجا جہان میں جھوٹ کی ہوتی ہے آجکل</p>

<p>محل ہی تیری یا کہ ہیچسانہ دروغ نام نہا ہین آپ بھی دیوانہ دروغ دل میں ہی تیرے بار ہی کاشانہ دروغ ہم گڑھ کے روز لاتے ہیں افسانہ دروغ گہ میں بنائے بیٹھے ہیں خخانہ دروغ سہرہ ہی تیری طرہ شاہانہ دروغ وہا ورہین جو کتے ہیں افسانہ دروغ سچ پوچھیے تو غیبر ہی فزائے دروغ</p>	<p>ہی جام کذب منہ سوہرا کے لگا ہوا جوٹی حکایتوں کا ہے چکا پڑا ہوا وعدہ کبھی وصال کا سچا کیا نہیں آتا ہیرو کو عشق کی باتوں میں کچھ مزا کیا اس زمانہ میں ہی رفیقو کا اعتبار کیونکر تائیں تجھ کو نہ جوٹو کا بادشاہ میرا فسانہ غیب کا قصہ نہ جانے جوٹی حکایتوں سے لہتا ہے آپ کو</p>
--	--

حسرت نہ بھولنا کہیں تم راہ راستی
حائل ہی ایک راہ میں ویرانہ دروغ

ردیف الفار

<p>کب دھٹا سکتا ہی ایسی کوئی بسمل تکلیف دھونڈتی جھکو پری ہی کوئی منزل تکلیف کاش یہ ہو کہ کرخی خبر قاتل تکلیف آپ بھی آج تو کیجے سر محل تکلیف روح پہلے ہوئی جسم میں اختل تکلیف اوسکے دے کہیں پتے نہیں سائل تکلیف</p>	<p>اون نگاہوں سے ہوئی تھک جو ایدل تکلیف سچ تو یہ ہے کہ ہوئی موت و مشکل آسان رگ گردن میں عجب طرہ کی ہوا ج تڑپ کشتہ ناز کے ہیں پھول یہ سب کتنے ہیں کالبد میرا فرشتوں نے بنایا جو وقت زائد و خلد کی امید نہ کیونکر ہو سبھے</p>
---	--

<p>وصل میں ہجرت کی باتیں مجھ یاد آتی ہیں دیکھتے تیرا نہو کچھ حال پریشان لیسلی سچ ہی چمنہ و انداز کہان جو رن میں ہم تو کہتے ہیں کہ دونوں کا نہیں کچھ ہی ثبات</p>	<p>عیش میں میری رہا کرتی ہر شال تکلیف قیس کی خاک کے لیے جانب میں تکلیف خلد میں پائینگے جا کر تری مائل تکلیف عیش گر بھیج دیں کا تو باطل تکلیف</p>
<p>کیا تماشا ہو وہ حسرت سیہ فراتے ہیں تو ہی تکلیف کے قابل تری قابل تکلیف</p>	
<p>کیون نہو انسانی عادت مختلف ظاہر لہجے مگر کہو ٹا ہے دل غیر کا قصہ نہ سمجھو حال دل وصل دشمن کو ملا مجھ کو فراق ہوش میں ہی کبھی بیہوش ہے تنبہ میں مڑنا ہوں تم اغیار پر رند کو بیخانہ محمد شیخ کو ہر کبھی ہمسے کبھی اغیار سے مجھے بگڑی ہیں بگڑ کر غیر سے مڑن آمد ہو یاد دیدار ہو</p>	<p>جب ہونی پیدا طبیعت مختلف ہر تری صورت و سیرت مختلف میری ویسی ہی حکایت مختلف ہوتی ہی انسانی قسمت مختلف ہو تری خوشی کی وحشت مختلف اپنی اپنی ہی طبیعت مختلف سب کا ویرت عبادت مختلف آپ کا بھی ہے محبت مختلف آئی ہی دونوں کی شامت مختلف دیکھ میں اسباب احت مختلف</p>
<p>ایک سارے کو سمجھ لیتے ہو تم</p>	

ہوتے ہیں انسان حسرت مختلف

<p>کچھ شکایت نہیں ہوتے اگر اغیار خلافت جب سے حسرت وہ ہوا بیت عیار خلافت قابل ترک کے بے شبہ عدو کی صحبت پہر زمانیں نہیں جینے کی امید دوسے اونکی صحبت اغیار میں عادت بگڑی اور کیا بات یہ بھی ہر قدر میرا جاننے والے ہی کچھ اسکو سمجھ لیتے ہیں کچھ خطا ہی تو نہیں خوجی قسمت دیکھو تو وہ کہتا ہو کہ سب تیری طرف آتے ہیں زندگی کی مجھے امید سی کچھ ہوتی ہے</p>	<p>یہ قسم یہ کہ ہوا مجھے مرا یا ر خلافت دو موافق مری ہوتی ہیں تو ہر عیار خلافت عرض کرتا نہیں ہیں آپ سی سرکار خلافت بہسکی گردن ہونی ہر تری تلوار خلافت ہم سے سو بار ملے اور سو بار خلافت یوں سہ بزم ہونی آپ کی گفتار خلافت پہلے انداز سے جو میں تری اطوار خلافت مجھے بیوجہ ہوئی ہیں مری سرکار خلافت گرچہ باہم ہیں بہت کافرو دیندار خلافت چشم بھار سے کچھ ہر دل بیمار خلافت</p>
---	---

گو دین کو کرتا ہی پڑتا ہی نمازین لیکن
سب یہ باتیں ہیں جس حسرت مکار خلافت

<p>دیکھا جو تھنے بزم میں اغیار کی طفس آیا ہوں انہو تنگ ہندل کے ہاتھ سے ہولے سے کوئی نام پوچھنے لے کہی تیرا نظر ہوا ہوا نہیں قتل عام اب</p>	<p>ہم دیکھتے ہیں چرخ شکار کی طفس پہ لچلا ہی کوچہ دلدار کی طفس گذرین جو آپ مصر کے بازار کی طفس کہر کی لگائی جاتی ہی بازار کی طفس</p>
--	---

<p>دیکھے جو کوئی اوس بیت عیار کی طفسر پہرہ پر کے دیکھتا تری دیوار کی طفسر دیکھا ہی اوس نے قہر و اغیار کی طفسر پہرہ دیکھتے ہیں خجسہ و خنخوار کی طفسر جھک جھک کر دیکھتے ہیں رفتار کی طفسر کوئی نہیں بادل ہیا کی طفسر</p>	<p>شامت یہ کسی آئی ہو کسی مجال ہے لیجائے مجھ کو گریز کوچہ سے خلدین کی ہو اسی نگہ نے مرے دلین گدلی مژدہ ہو تجھ کو شوق شہادت کہ آج وہ فتنے ہزار اوٹتے ہیں نیچے نگاہ سے اوکی سی کتہ میں مرے غنخوار دیکھتا</p>
---	---

حسرت عدوی ہوگا وہاں بھی مقابلہ
 دیکھیں تو کون حشر میں ہو یا کی طفسر

ردیف قاف

<p>کو نسبت کا یا حسد ہی عشق موت کا نام ہو گیا ہی عشق سیکڑوں کو بیل با ہی عشق آپکو بھی کہی ہوا ہی عشق ہم کو سمجھائیے تو کیا ہی عشق ہوش اوڑتے ہیں وہ بلا ہی عشق کیوں نہ کہتے تھے ہم ہل ہی عشق غمسا روں میں ہو گیا ہی عشق</p>	<p>جاگزیں دل میں ہو گیا ہی عشق مرتے والو نے پوچھ کیا ہی عشق سیر پیری میں ولولے کیسے سچ تو سرا و حسرت نا صح بات پوچھی تو او سے کیا پوچھی تم نہ سمجھو گے کیا باتیں تمہیں دل بیستاب اب تو دیکھ لیا رنجانی کوئی انتہا نہ رہی</p>
---	---

<p>داو بجا سیکے محبت کی</p>	<p>اونکو نام نہ راہوا ہی عشق</p>
<p>قول اپنا بھی ہی ہی حسرت</p>	<p>ہاں ہے بہت بُرا ہو عشق</p>
<p>وہ بھی ہماری طرح ہو کر گم راہ شوق کیا جب کے سگے مری مرتے ہی ولولے یہ بھی ہی تلاش میں پرتے ہیں اتدن حائل ہماری دید کی ہوتی ہو کب نقاب کیا میں کہوں کہ مجھ کو ہو کیا تیرا اشتیاق فراد و قیس پہلے ہی بدنام ہو چکے بہ شکے ہو کر ہیں سیکڑوں بیان حضرت خضر بٹھائینگے کسی کے کسی وقت ولولے کتے ہیں وہ کہہ اور تو کچھ بھی نہیں مگر وہ دل کے پار ہو تو یہ آہن گداز ہے</p>	<p>ناثیر کر چلی ہے کچھ اپنی نگاہ شوق اب خاک بھی کیسی نہیں گرد راہ شوق کچھ حضرت خضر بھی ہیں گم کردہ راہ شوق آہن میں رخنہ کرتی ہو اپنی نگاہ شوق رکھی ہوئی ہو سر پہ مر سے کچھ کلاہ شوق ثابت مجھی پہ ایک نہیں ہو گناہ شوق آسان نہیں ہو ڈھونڈ لینا کیا راہ شوق دلپاز کر کے گی مرچبان آو شوق دل میں چپی ہوئی ہو کسی کی نگاہ شوق تیری نگاہ سے کم نہیں اپنی نگاہ شوق</p>
<p>حسرت کا کیا قصور یہ رستہ ہی اور ہو</p>	<p>الیاس خضر تک بھی ہیں گم کردہ راہ شوق</p>
<p>بھیسے مایوس کا ہونا تھا یوں غرقِ فراق غم کا اس طرح مری دل پہ چہا یا بادل</p>	<p>میری ہی جان پر کرنی تھی مگر برقِ فراق مجھ کو ہر سمت سے آتی ہو نظر برقِ فراق</p>

میسرا ران تیرا شینگے ابی خرقِ فراق
یا الہی کسی دل پر نہ گرے برقِ فراق
لذتِ وصل سے کچھ کم تو نہیں فرقِ فراق
وصل کا فرق سمجھتے ہیں نہ کچھ فرقِ فراق
دل مایوس یہاں تک ہی مرا غرقِ فراق
ہمنے اوپر اہوا دیکھا ہی نہیں غرقِ فراق

وصل کا آج تم قرا زربا نسے تو کرو
برقِ خاطر سے وہ جل جائیو تو بہتر یہ ہے
ہمت تو کتنے تھے کہ دونوں کو برابر سمجھو
سچ تو یہ لونی ہر اک بات پر ہم مرتے ہیں
وہ مریاں ہی آجائیں تو معلوم نہو
یہ وہ دریا ہے کہ ساحل نہیں ملتا جکا

ننگ بیرنگ ہی بگڑی ہے چوٹ اوسکی
دل پہ حسرت کے گری جگر برقِ فراق

ہزاروں ہیں ترے ایسا رشتاق
ہوئے ہیں جمع چب دوچار رشتاق
ترے ناولک کا ہو سو فارشتاق
بھٹاکے ہو گئے اغیار رشتاق
کہ گل ہیں منتظر گلزار رشتاق
ہوئے سوبار چپ سوبار رشتاق
ہمیں درکار ہیں دوچار رشتاق
نکالیں گے سربازار رشتاق
نہوں جب تک کھڑے دوچار رشتاق

نہیں ہیں گرنہوں اغیار رشتاق
نہیں مسکن نہو کچھ نہ کرتی را
لو کس کا لگا ہوا اسکے منہ کو
ستم کا لطف جو مجھ سے سنا ہے
خبر ہے کہ کسے آنے کی الہی
کہانی میری سنکرات کو وہ
کسی کا بام پر آکر یہ کہنا
نہیں یہ یاد رکھو جذبِ دل سے
نکلنا ہی نہیں وہ گھر سے اپنے

زیارت آپہی کی آج حسرت
ہوے تھے شکہ ہم اشعار شتاق

ردیف کاف

<p>کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہوتے تک عمر درکار ہے نالوں کے اثر ہوتے تک اوس تنگ کو بانداز دگر ہوتے تک خواہش سوزش سودا دگر ہوتے تک رولق حُسنِ تجبلی قمر ہوتے تک کہ بہار اسکی ہو خونا جگر ہوتے تک</p>	<p>کون بیٹھا رہے امید اثر ہوتے تک ایک لفظ بھی ایمانِ زلیست کی امید نہیں آمدِ مرگ قریب اور زمانہ ہے بعید سر نہ سے کوئی اور بین پیدا کر لوں ہا ہی وہ رات کو چپکرتو نہ ٹھہرے ہرگز دیدہ ترین مری خاک اوڑیگی اختر</p>
---	--

آپ بھی پھر تو نیا ایک تماشا دیکھیں
غیر بیٹھا رہے حسرت کے اگر ہوتے تک

<p>پاس اپنی نہیں ہا دل تک اوڑ کے پہنچا جو تیری محل تک جاسکین ہم بھی وکی محفل تک وہ کسی طرح آئیں سائل تک پہنچے کشتی ہماری سائل تک دل و اندیشہ مای باطل تک</p>	<p>جائیں کیا لیکے کو قائل تک یہ بھی ایسی غبارِ مجنون تھا ایسی تدبیر کوئی ای دل ہو ہمنو مانا ہوں سوال جواب نہیں امید بجز الفت سے تیرے آقے ہی مٹ گئے سارے</p>
--	---

دیکھ کر تجھ کو ہو گئے بیخود دل میں اربان رہ گئے اپنے اور کیا ہے جسے چھپائینگے پاؤں ٹوٹے ہوں جس ساز کے بیخودی وصل میں اگر ہوگی کوئی آیا نہ میری دفن کے بعد	گل و گلچین سے غدا دل تک جاسکے ہم نہ کوئی قائل تک وہ بچکے ہمتو آپ کو دل تک جائے لکھت خاک منزل تک آسکے گی نہ آرزو دل تک آشنا سب تھے پہلی منزل تک
--	---

حضرت دل غ سے ملے حسرت پہنچے ہیں اوستاد کا دل تک
--

پہنچ سکتے جو یار کے در تک ہاں کنارا ترا شب و عمدہ کیون چٹا تے ہواغ خون مرا سخت جانی سے میری تنگ ہو اب بھی ظالم ہے بدگمان ہے حال ابتر ہوا ہے یہ کد سے جب یزاققت آس کے پڑتا ہے سخت میرا سا جب پہنچے ایسی قسمت گمان تری زاہد	پہوڑتے جا کے ہم مقدر تک ابھی آتا ہوں ہو کے میں گھر تک یہ مٹتی رہیگا محشر تک شیخ و نیز سے لیکے خضر تک امتحان میں لگا چکے ستر تک کوئی پہنچے جو یار کے در تک ساتھ دیتا نہیں مقدر تک دل مرا کیسویٰ معذبہ تک دسترس ہو شہزاد ہر ترک
---	---

<p>اس پہ دھوئی ہو خوش بیاہی کا دل لگانے کی گون نہیں تھکو جب سنی ہو خبر وہ آئے ہیں یہ فنا بھی دلیل ہستی ہو بخودی میں یہ بک ہا ہونین</p>	<p>گالیاں تیرے آئے ہیں گہر تک گور سائی ہو آپکے در تک لب پہ آئی ہو جان مضطر تک جائے قطرہ اگر سمت در تک کوئی پہنچائے یار کے در تک</p>
<p>رستگاری کی نکر کیا حسرت عسہ کا طوفان آگیا سرتک</p>	
<p>اس ہوا میں ہو خاکسار کی خاک چاہتا ہو جو دل نگار کی خاک یہ اوڑھی تیری جان تار کی خاک اپنے ہاتھوں سے تم جو مٹی دو آج آمد ہی چلی ہو کیوں شاید جل گیا دل تو ہر کمان تسکین تودہ تیرا کواہ بنائیں گے ظلم کرتا ہو جس قدر چاہو تیری آنکھوں میں کیوں نہ گئی آپا لے جو فاتحہ پڑھتے</p>	<p>کہ ملے نقش پای یار کی خاک ڈھونڈو اگر مر مرزار کی خاک نہیں باقی رہی مزار کی خاک بنے خاک شفا مرار کی خاک بچ رہی تھی مزار کی خاک ساتھ دل کے ہوئی مزار کی خاک ڈھونڈتے ہیں مزار کی خاک پھر مع الفت ستم شعار کی خاک سیر بنکر مر غبار کی خاک چڑھ گئی چرخ مزار کی خاک</p>

ذکر جھکا ہے آجتک حسرت
اوسکے ملتی نہیں مزار کی خاک

ردیف کاف فارسی

<p>ہے یہی کچھ نہ ندگانی کی اُمنگ امتد امتد زبانی کی اُمنگ ہے بلاؤ آسمانی کی اُمنگ اس شہید امتحانی کی اُمنگ کیا نفس میں دانہ پانی کی اُمنگ اب کہاں وہ کامرانی کی اُمنگ تھی جو پیغام زبانی کی اُمنگ ہو شبِ غم شادمانی کی اُمنگ کوئی دیکھے اس پرانی کی اُمنگ آگئی دل میں جوانی کی اُمنگ</p>	<p>لطف دیتی ہے جوانی کی اُمنگ دے رہے ہیں منہ چڑا کر گالیان سیر کر رہی سر پر نکلیاں گی کیا تیرے باتوں سے نکلیاں گی آج دے نہ دے صیاد کچھ پرواہیں مفلسی نے کہو دیے دن عیش کے مشگئی سب دیکھ کر خط کا جواب آئی آنسو کا مہین زندہ دلی لے اوڑھی کیسی موی کہ نہ مجھے جب نظر آیا کوئی شیریں ادا</p>
--	--

ضعف نے حسرت مٹاؤ لو لے

اب کہاں وہ جوانی کی اُمنگ

<p>دیکھیں جو ملائک بھی بہار گلِ صد برگ سووار کے دل پہ تری تیغ نگہ نے</p>	<p>تو صورتِ بلبل ہوں شکارِ گلِ صد برگ آئی مری سینہ پہ بہارِ گلِ صد برگ</p>
--	--

<p>ایسی یہ ہار آئی کہ کہنے لگے عاشق جب دیکھنے جاتا ہوں وہ اغیار کو لیکر ای ماہ لقا دیکھ کے رخسار تہارے پہولی ہی بسنت آنکھ میں نہا کر کے ہی دیکھو کچھ بھی نہیں ہوتا ہر مری داغ جگر سے دیکھو تو ذرا دل میں مکر داغ ہیں کتنے جی میں ہو کہ اب پیچھے تو بہ ہو کہا نکلی کس بجائیگا دیکھو تو ذرا آج ملا کر چوٹی میں اگر آپ وہ اک پہلو لکھو کہ لہین گن لیتے ہیں ہر روز مری داغ جگر کے سنتے ہیں کہ وہ آئے ہیں اب سیر چمن کو موقع ہی اب مجھ آنے دو بھل میں</p>	<p>ہیں داغ جگر آج شام گل صد برگ بجلی سے نہیں کم ہی ہمار گل صد برگ نصرت ہو و سب ہوش و ترا گل صد برگ اسی ہوم آئی ہو ہمار گل صد برگ کب لگ لگاتے ہیں شام گل صد برگ تم آپ کرو آگے شمسار گل صد برگ دل ہاتھ سے لیتی ہو ہمار گل صد برگ تم داغ جگر رکھو گل صد برگ دشوار نزاکت سے ہو ہمار گل صد برگ یون کرتے ہیں وہ آگے شام گل صد برگ آباد ہو کیا قرب و جوار گل صد برگ بلبل ہو بہری دیکھو گل صد برگ</p>
--	---

معتوق ہو اور باغ ہو اور بادہ ہو حسرت
لوٹی ہو تہین نے تو ہمار گل صد برگ

<p>گوری صورت ہو وہ نہاں رنگ کچھ ہی کچھ ہو گئے وہ غصہ میں بات کیا ہے کہ نام دشمن سے</p>	<p>آج بگڑا ہی کیون تمہارا رنگ اور اس جویش نے اوہاں رنگ اڑ گیا آج کچھ تمہارا رنگ</p>
--	---

<p>دل کا آنا ہی قہر ہوتا ہے وہ بوڑھا پے میں آیتاب کہا راہ پر او کو غیر لے آئے جو جوانی میں ہوا یا ہوتا اونکے آتے ہی منہ پر رونق دیکھ کر وہ قمر کو کہتے ہیں منہ ڈالی جو تم نے چادر کا</p>	<p>نہ وہ ہم ہیں نہ وہ ہمارا رنگ کر گیا چہرہ سے کنار رنگ خاک جتنا نہیں ہمارا رنگ ویسا آیا نہ پہرہ و پار رنگ پا گیا کچھ ذرا سہارا رنگ آج لایا ہی پستار رنگ لایا گیا اور کچھ کنار رنگ</p>
<p>بزم میں اوسکی رات کو حسرت دیکھنا ہے ہمیں تمہارا رنگ</p>	
<p>کچھ جو بدلا ہوا دیکھا نگہ یار کا رنگ آج غصہ نے یہ بدلا نگہ یار کا رنگ اس طرح کی تری باتوں میں صلوات کب تھی اب جو میں دیکھتا ہوں ساکوی میں انداز آج دیوانی سی پرتی ہو چکنا ہولی تیرے کشتوں کو بھجنت میں تسلی کیونکر پاؤں پہندی میں ہو صیا دکھڑا ہو سر پر حسبِ تقدیر کہا کرتے ہیں قیمت اسکی</p>	<p>میسے کرتے ہی اوڑا بزم میں اغیار کا رنگ موسے حسبِ طرح بدل جاتا ہی میخوار کا رنگ ناصحا تو نے اوڑایا کسی میخوار کا رنگ دلو بہا یا ہے تری زکس بیمار کا رنگ میری نالوں سے اوڑا بلبل گلزار کا رنگ نہیں طوبی میں تری سایہ دیوار کا رنگ دیکھئے بوقت کوئی مرغِ گرفتار کا رنگ پہلے ہم دیکھتے ہیں دل کے خریدار کا رنگ</p>

<p>پہ تو کچھ اور بنے مصر کے بازار کا رنگ دیکھنا حشر میں تم طالب دیار کا رنگ اب کوئی دیکھے تری تہ کے سوا کا رنگ ناصحا اور ہی کچھ ہوتا ہی غنوار کا رنگ بخت نختہ میں نہیں طالع بیدار کا رنگ</p>	<p>سیر کرنے کو چلا جائے جو تجھ سیوف شوق سے اور ہی کچھ حال بد بجا بیگا توڑ کر دل کو مری پار گیا ہی جب سے دوستی یہ تو نہیں منہ پر اتا ہے مرا میری قسمت سے ملے خاک عدو کی تقدیر</p>
	<p>درد و محبہ نہیں ساقی نے پلائی شاید آج بگڑا ہی بہت حسرت میخوار کا رنگ</p>
<p>ردیف لام</p>	
<p>فلک پہ مہر ہوا ہی سحاب میں داخل یہ آفتاب ہوا آفتاب میں داخل نگاہ شوخ ریگی حجاب میں داخل ہوا ہی عکس کسی کا شراب میں داخل تری گناہ ہیں زاہد ثواب میں داخل وہاں جواب نہ دینا ثواب میں داخل ہوا ہی پیر مغان ہی ثواب میں داخل شب فراق ہی جینا عذاب میں داخل لگا کے دکھو ہو ہی عذاب میں داخل</p>	<p>نہیں ہو عارض جانان نقاب میں داخل ہوا ہی عکس جو زخا شراب میں داخل ہو ہی مین نام خدا وہ شباب میں داخل سبب ہی ہو ساقی نے رنگ بدلا ہی نہیں گناہ سے کچھ کم ہماری نیکی ہی بہان سکوت و خموشی کو ہم رضا سمجھے پلائی آج جو نام حسد راغریبوں کو یہ مانگتا ہوں دعا کا شہوت آجائے لیگا لطف یہ سمجھے تیرے عقباری میں</p>

ہوئی ہیں خضر ہی کچھ عمر جاودا نے خوش
 بتائے کون مری عمر کی درازی کو
 کہیں نہ موسم گرما میں پہونکدی ساقی
 یہ سچ ہوا اہل ازل پہنس گیا مصیبت میں
 جلا یاد دل ہی ہمارا تو مسکرا بھی دو
 کیا ہو کر می رخسار نے اثر ایسا
 عجیب تو سچ عمر روان کی تیزی ہو
 شمار شرم میں ہوگی تمہاری شوخی ہی
 تری بخیر جو دل ہی گیا بفض محال
 ہوا ہے یوں ہی ہجوم نگاہ سے پردہ
 غور خاک میں بلجائیں گاہ حسینوں کا
 خیال تہانہ بر آنے کا جس تنہا کو
 تجھے جو مد نظر آج سیر دریا ہے
 یہ دیکھنا ہے کہ اس گہر کو کیا بناؤ گے
 لگا میں دل جو حسینوں کو کیا تعجب ہو

یہاں ہو عمر دور زہ غلاب میں داخل
 شب فراق ہی گر ہو حساب میں داخل
 ذرا سی برف ہی کر دی شراب میں داخل
 ہوا ہوں جبکہ جہاں خراب میں داخل
 شک بھی کر لو ذرا سا کیا میں داخل
 ہوا ہو موسم پیری ش باب میں داخل
 کسی کا پاؤں نہیں ہو کر کیا میں داخل
 ہمارا صبر ہی ہو اضطراب میں داخل
 مجھے تو خلد ہی ہو گا عذاب میں داخل
 نہ کیجیے رخ زیا نقاب میں داخل
 کہ سب کو ہونا ہی اک دن تریاب میں داخل
 وہی ہوئی دل خانہ خراب میں داخل
 تو آ کے ہو مری چشم پر آب میں داخل
 ہوئی تم دل خانہ خراب میں داخل
 ابھی ہیں نام خدا ہم شباب میں داخل

مصیبتیں ہی بگتے ہیں اتدن جہشت
 ہوئی ہیں عیش کے دن ہاؤ خواب میں داخل

کہ مرے بعد سچا ہی خطابِ قاتل
 ای صبا آج اولجائی نقابِ قاتل
 دیکر حشر میں کل چشم پر آبِ قاتل
 کہیں مقتول بھی دیتا ہے جوابِ قاتل
 دیکھ لین آنکھ سے ہم قہر و عتابِ قاتل
 لب ہزخم سے دیتا میں جوابِ قاتل
 میری سہرا گھونہ ہو قہر و عتابِ قاتل
 واہو آج بڑی دھوم مریاں قاتل
 دیکر کرجم کچھ آتا ہے شبابِ قاتل
 دیکر حشر میں ہم چشم پر آبِ قاتل
 واہ کیا بات تری تیج خوش آبِ قاتل
 ڈیرہ باد نہ ہو جائے شبابِ قاتل
 پُر زور کر ڈال دم قتلِ نقابِ قاتل
 بسنگی کثرتِ نظارہ حجابِ قاتل
 چشمِ ظاہری کو مانعِ حجابِ قاتل

عصہ حشر میں ہو گا نہ حسابِ قاتل
 حسرت دید نہ رہ جاؤ دم قتل مجھے
 سخت دل کون ہے جو خونِ کلائی کا
 حشر میں بات ہو دشوار شکایت کیسی
 سختی جانکی بدولت ہو یہ اسبِ زمین
 کاش بنتی تری ہر سر کی پکانِ بان
 اضطرابی سے کیا میراثِ بخالی
 طالبِ مرگ چلے آتے ہیں کو سو گ کچھ
 یہ تو ممکن نہیں ہوتی نہ دعا کی تاثیر
 شکوہ کیسا کہ لگے کرے خوشامد اولیٰ
 ایک ہی ہاتھ میں سب میرٹائے ارمان
 ہونے جائے کسی مقتول کی آہوں کا اثر
 کام اور دستِ جنون آج تو آجا میری
 خواہشِ قتل میں لاکھوں ہی روہِ کیتھیں
 دیدہ دل سے تو چیتا نہیں صورتِ اوسکی

بیقراری تو دم قتل دکھانا حسرت
 پر زور پہنچے نہیں دیتا مجھے جوابِ قاتل

<p>خوب سیکھا ہی مری جان بھلا ناشپ و صل خوب ہی شمع کا خلوت میں بھلا ناشپ و صل کہوں امانہ کا وہ سینہ کا چھپا ناشپ و صل دیکھ کے غیر مرا کے زمانا ناشپ و صل ساتھ سونا تری اور لطف و ٹھنا ناشپ و صل یاد آتا جو نہیں کوئی بھلا ناشپ و صل مسکرا کر وہ تراہے بھلا ناشپ و صل یان تو منظور ہی کچھ اور ہی پانا ناشپ و صل انکا دل میں نہیں ملتا ہی ٹھکا ناشپ و صل لطف دیجاتا ہی اغیار کا آنا ناشپ و صل منہ چھپانے سے تو بہتر ہی دکھانا ناشپ و صل</p>	<p>مہ گہری ذکر عدو جان کے کلا ناشپ و صل لکھنے بھانکنے کو غیر نہ بیٹھے ہوں کہیں بے حجابی میں حجاب آپ کے یاد آتے ہیں اتنی مہلت مجھے بجاؤ ابی شادی مرگ محکوک کیا کیا شبِ فرقت میں وہ یاد آتا ہو عرض مطلب پہ مہر منہ کو چھپا لیتے ہیں گدگدی کرتا ہوں دل میں مگر کیا کیا ظالم ہوسہ دینوسے تو ہوتی نہیں تسکین دلی حسرت و رنج و غم و یاس و فغان و شیون گاہ دشمن ہو بھی ہو جاتی ہو دلی تسکین اچھی صورت ہو تو کیوں آپ بے جنتے ہیں</p>
--	--

لاکھ انکار ہو لاکھ ہو قمر و محتاب
 حسرت اوس بت کا کہا میں نے نا ناشپ و صل

<p>افسردہ دل تتم زدہ دل داغدار دل بالائے قبر ہے کہی زیرِ مہزار دل مہلت کہاں اسے جو کرے انتظار دل ہے آپ کی نظر سے سوا ہیکر دل</p>	<p>رکتے ہیں ان صفات کا اوسہ نگار دل ایسا پس فنا ہی رہا بہت راز دل اونکے تو آتے آتے اجل آہی جانیگی ہے آپ کی کسر سوا جان ناتوان</p>
---	--

دیکھا کرے جو چین سے میری مصیبتیں مابوس بے کسی نے کیا اسقدر اسے	ایسا کمان بولائے کوئی غمگسار دل اپنی فنا کا آپ بٹ سو گوار دل
حسرت ہو کس کے دید کی حسرت مزارین کیون کہینچتا ہے بعین انتظار دل	
وہ دل کہ جسکو سمجھتے تھے پیار کے قابل خدا کی شان کہی تجھے بول لیتے تھے اوہ ہر نگاہ کرو آج دل مرا تا کو بتا رہی ہے کسی کے بہار جو بن کی خزان نے حیف ملائے ہیں خاکیں کیسی شب فراق تم آؤ تو داغ دل دیکھو وہی تو ہم ہیں کہ اوٹتی تھیں اونگلیاں چہر اوانکالو گے کیا جانے کیا جوانی میں یکسے دست ہوں نے کہا و تار ی تھی ہمارے دل میں او اونکی کہینچد و تصویر	رہا نہ رنج و الم و شمار کے قابل رہے نہ آج تو ساقی او دہار کے قابل یہی تو صید رہا ہے شکار کے قابل ابھی ہوا ہی پسینہ او بار کے قابل وہ گل جو باغ میں کچھ تو ہمارے قابل یہی تو پہول رہے ہیں بہار کے قابل فلک نے اب تو نہ رکھا شمار کے قابل ابھی ہو کر ہو مر بجان پیار کے قابل ہوئی ہو پاؤں کی چوڑی سار کے قابل یہی مکان ہے نقش و نگار کے قابل
عجیب بات ہے حسرت کو تم نہیں واقف وہی و ایک جہان میں شمار کے قابل	
ہے مبارک یہ دن خواہ ریح الاول	عید سے بھی ہے سوا ماہ و ربع الاول

<p>سال بہر جسکی توقع میں بسر کرتے ہیں کچھ تبسری بھی ہے کہ یہ کون مہینہ آیا وہ نبی ختم ہوئی جن پہ نبوت ساری اونکی تولید سے ہو کون مکان کا ایجاد تیرگی کفر کی دنیا سے مٹائی اس نے تیرگی کا نہ پتا تانہ سیاہی کا پتا جلوئے نورِ حیدرانی نظر آیا سارا شافع روزِ جزا قاسمِ فردوس نعیم</p>	<p>لو نمایاں وہ ہوا ماہِ ربیع الاول کون پیدا ہوئے وہ شاہِ ربیع الاول اونکے مولود کا ہے ماہِ ربیع الاول سب زمانہ ہی ہو ہمارا ربیع الاول نورِ افکن جو ہوا ماہِ ربیع الاول کس لگئی خلق پہ سب ماہِ ربیع الاول یعنی پیدا وہ ہو شاہِ ربیع الاول باعثِ خلق جہاں شاہِ ربیع الاول</p>
---	---

کون ہیں احمدؑ بے سیم ہیں جنکو حسرت
 آپِ خالق نے کہا ماہِ ربیع الاول

رولف میم

<p>اوہا چکے بہت آنکھیں ستا سنا کرتی اوٹھاتے نرم سی کیوں ہو مجھے بٹھا کرتی بنا کر کرتے ہو کیوں زلف کو بنا کرتی یہ کیا سبب ہے نگاہوں سے اب گرا کرتی عدد کے گہر میں ہے ہو یہ صاف کہلتا ہے جلا کے خاک کیا مجھ کو سوزِ فرقت نے</p>	<p>اوہا رنگاہ کرو آج مسکرا کر تم بگاڑتے ہو مری بات اب بنا کر تم بگاڑتے ہو اسے اپنے سچڑھا کر تم کہہ چلے ہو عین خاک میں ملا کر تم لومہ تو دیکھو ذرا آئینہ اوٹھا کر تم تلاش کرتے ہو کیوں خاک میں ملا کر تم</p>
--	--

<p>عدو بھی مجھے یہ کہتے ہیں آہ سہانی ہمارے سامنے دشمن سے چھڑھوٹی ہو یہ انقلاب زمانے کا صاف کتنا ہے</p>	<p>رہو گئے آج مگر آسمان اوٹھا کر تم ذلیل کرتے ہو کیوں بزم میں بلا کر تم نہ چین پاؤ گے ہرگز مجھے سستا کر تم</p>
<p>یہ بہنے دور سے دیکھا اتارات کو حیرت کسی کے گھر سے نکلتے تھر تھر چپا کر تم</p>	
<p>شریر و شوخ ہوئے باتو اتھا کے تم جواب آجکے ظلمو کا کیا بہلا دو گے ہمارے نام سے کانو نیہ ہاتھ دیر ہو خبر بھی ہو نہیں اور نیہ جان دیتا ہے عدو کے وصل کی ہو مانگنی اگر منظور کسی کی آئی تو ایہ ہمدون نہیں ملتی کچھ اور بات تو آتی نہیں جہا کے سوا ہمیں یہ آتی ہو آواز تیرے کو چہ سے یہاں تو حرف بھی آتا نہیں شکایت کا نہ مال کام میں آئے گا منعوا و سوقت کسی سے نام ہی سنتے نہیں شکایت کا</p>	<p>وہ دن بھی یاد میں پتلے تو جب جیا کے تم چلو گے حشر میں کل سننے خدا کے تم ابھی سے بھول گئے روت ابتدا کے تم سنو تو حال ذرا اپنے آشنا کے تم طریق سیکھو مجھ سے مری دعا کے تم نہیں ہوٹا لئے والے مری قضا کے تم جو ہم سے پوچھو تو قابل نہیں وفا کے تم ادھر کو آؤ جو مشتاق ہو قضا کے تم اوٹھا رہے ہو یہ طوفان کس بلا کے تم اگر اسیر ہوئے بچہ قصص کے تم طریق سیکھ گئے ہونے جہا کے تم</p>
<p>ایہ کس یاد نے بیتاب کرو یا حیرت</p>	

کوئی سبب ہو طالب ہو قضا کے تم

گرمین ہی پہلے پر تے تھے نہ کو چھپا کو تم
چٹو نہیں بل ہیں اور میں تو رہا پر سے ہو
اس بات کا اخیر جو ہونا ہے سوچ لو
دشمن کی روز آ نکمہ لڑا تے ہو بزم میں
طاہر ہو یہ کہ رات کو بیان آؤ گے سرور

آٹے ہو بزم غریب کو اس چھڑا کے تم
بھوکے غمخوار اور بھی رستہ بتا کے تم
دشمن کو گو کہ دیکھ چکے آنا کے تم
کتے ہیں شہید نہیں اک لدا کے تم
کوئی اثر نہیں ہو ہماری دعا کے تم

حسرت یہ بات کیا ہو جو کرنے لگے وضو

کیا ہو گئے مرید کسی پار ساس کے تم

جاتے ہیں اس کو چوہ بزم غریب

یوں سا چشم باد و فن ہر دم

تار پاتے نہیں جان میں ہم

دھونڈتے ہیں ہر گلشن میں

بیشک راب دیدہ دشمن میں ہم

کرو یا سوز جگر نے سرمہ سا

کیا کیا دست جنون نے ایک بھی

اب کہیں بوڑھو فالمتی نہیں

<p>لاغی نے کرویا تنکا ہمیں گر لگاتے وہ گلے سیلک دن کیا کریں جوش جنوں افسوس کے چھٹ گیا ہی یا الٹی کون آج خاک ہونے سے ہوا یہ فائدہ غیس کے ہم نعل وہ ہو وفا</p>	<p>کاش بندہ جائیں تری گلشن میں پہو لجا تلے اپنے پیراں میں ہم پہنکے اب حلقہ آہن میں ہم کیون گری ہیں نالہ و شیون میں ہم جاگزیں ہیں دیدہ دشمن میں ہم مضطرب ہیں ہو گئے نین میں ہم</p>
<p>اب نمک پاش جراحت وہ نہیں</p>	<p>کچھ مزا پاتے نہیں شیون میں ہم</p>
<p>گریہ وحشت ہمیں حسرت رہی خاک چھانیں گے کسی برزن میں ہم</p>	<p>گریہ وحشت ہمیں حسرت رہی خاک چھانیں گے کسی برزن میں ہم</p>
<p>سودا سا آج پاستے ہیں کچھ اپنی ستر میں ہم تیر نگاہ شوق سے آہن کو تو سہی کل تو پر کے بیٹھ رہی تھے ہزار حیف دونی لگی ہوا آگ تلی سے یار کی رات کے خار کو آنکھیں جکی جکی دل کو جھڑا آتشِ فرقت سے کس لئے ماندراکنہ نہ جدا بن خدا کرے وہ بچھڑیں جو ہمیں کہنے کی بے خبر</p>	<p>سب سے لیس کر سبچا ہیں تیری رنگینیاں ہم رختے نہ ڈالیں تری دیوارِ دین ہم پہرتے ہیں آج کوچہ رشکِ قمر میں ہم لذت کچھ اور پاتے ہیں سوزِ جگر میں ہم وصلِ قیام تار گئے اک نظر میں ہم پائیں مزا جو سوزِ داغِ جگر میں ہم اپنی نظریں تم پر تھماری نظریں ہم سہ گرم راتوں میں سی کی خبر میں ہم</p>

جیتے شبِ فراق اسیدِ سحرین ہم پہر تے میں بقیارِ جویں اُن گھر میں ہم	وعدہ بیانکے آنے کا ہوتا جو صبح کو ہر ہے یہ کون آج سفر کو چلا گیا
	گھر سے ہمیں نکال دیا آپنے تو کیا حسرت میں بیٹھ جا بیٹھے دل میں گھر میں
ہر گمان تجکو دیکھتے ہیں ہم دے نشان تجکو دیکھتے ہیں ہم	بد گمان تجکو دیکھتے ہیں ہم کہ نہ رکھنا ایا ایا
دستانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم آسمانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم راگِ گانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم اب جہانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم آسمانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم مہربانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم	غیر کے گھر میں رات کو اکثر اوسکے کوچہ سے تو نہیں بہتر کل سوا تک تو نالہ شبگیر ہمنے ہرگز وہاں نہ دیکھا تھا وہ نہیں دیکھتے ہماری طرف بات کیا ہی جو حال پر اپنے
	تیغِ ابرویار سے حسرت نیم جانِ تجکو دیکھتے ہیں ہم
مجالِ تھی کہ بڑن کا کہہ دے ہم وگرنہ بجدی کہی جا کر دے ہم بتانِ دہر کا	تمامِ سہر بھی دل کو جدا نہ کرتے ہم چمکاؤ سرتری نقشِ قدم کے ہو کو میں نہ دیکھتے جو خدائی کی شان ہم ان میں

اگر یہ جانتے جان ایسی ہو فاش ہے	کسیکے جانِ جہان ہی کہا نہ کرتے ہم
نہ دیکھتے جو کسی کی نگاہ کو پہرتے	جگر پہ ہاتھ دہریوں پر نہ کرتے ہم
اگر یہ جانتے ہو گا وہ تیری ہاتھ سے قتل	تو مرگِ غیر کی ہرگز دعا نہ کرتے ہم
کسیکا چاکِ قبا گر بھین نہ یا و آتا	تو چاکِ چاک گو بہان کیا نہ کرتے ہم
گناہِ عشق کی تسخیر قتل کرنا ہے	سنرا نہ ملتی جو ایسی خط نہ کرتے ہم

بگڑ گئی تھی بوجھِ حرم ہزارِ حسرت
تو بتکرہ دین بھی یا وضائے کرتے ہم

چشموں سے جو خون بہا ئینگے ہم	طوفانِ نیا اوٹھائینگے ہم
اک روز غبارِ راہ بن کر	انگوٹھیں تری مٹائینگے ہم
ہر عشقِ تہان سے ظالمِ انکار	وائے قسم نہ کھائینگے ہم
اوس بزمِ مین ہیں بہت نظر باز	کس سے نظر چڑھائینگے ہم
پہر دستِ جنوں ہوا دروہن	کیا جانے کہ یہ کھائینگے ہم
ہو وصلِ تر نصیبِ اعدا	نقدیر کو کیا مٹائینگے ہم
اگر اب کے گئے تری گلی سے	پہر ہول کے بنی آئینگے ہم
نوار لگائینگے گلے سے	شکوہ نہ گلے لگائینگے ہم
یہ کیک کا نقش یا ہے	سجدے سے نہ اٹھائینگے ہم

محفل سے نہ جاؤ آج حسرت

اک اور نزل سنائیے ہم

صورت نہ تجھے دکھائیے ہم
ہنس نہیں تجھے دلائیے ہم
بگڑو گے اگر سنائیے ہم
کوچہ میں تری بجائیے ہم
اس گمین دل چلائیے ہم

آئینہ کوئی لگائیے ہم
اور دیکھ سکی دل لگی آج
وہ کہتے ہیں ذکرِ غیر پر تم
تو حور سی وہ باغِ جنت
سے نکالا آتشیں خ

یار و نکو کڑی سنائیے ہم
سینہ کو سپر بنائیے ہم

وحشت میں نہونگے پانہنجیر
گراد کی نظریں ناوک انداز

حسرت ہیں اگر تو دیکھ لیسا
مت کو ہی مزا چکسائیے ہم

کس فرقے کا رہی ہیں اپنی دشا ہم
کو چکے میں گرچہ سارا راحت و آرام ہم
آگئے چکر میں تیری گردش ایا ہم
جیتے یوں تیار و مضطرب ناکام ہم
ہو گئے عشقِ تباہ میں کس قدر
عجب تقدیر ہو ادا لے
ہا و اب کس کے

قہر کی کچھ سوچتے ہرگز نہیں انجام ہم
بہرہی حالت میں ہیں ای گردش ایا ہم
ابتدا میں عشق کا سوچو کچھ انجام ہم
تیری کوچہ سے چلے ہیں ایبت خود گم ہم
کوئی واقف ہی نہ تھا پہلے ہمارے نام
کہتے ہیں وہ خواب میں آئے تیرے پوچھی نہ بات
وہ تو سننا ہی نہیں جب کو سننا ہی نہیں

جب شبِ عشرت گزرجاتی ہو تو ایسا ہوش یاد کرتے ہیں تجبی کو صبح سے تا شام

گہرا گہرا
خصلت
گرمی کا فضل شامل ہو تو حسرت نکینا
کر ہی لیتے اوس بت کا فوکو اپنا رام

روشن کر دی جو ہاتھ وہ گل چرخِ بزم
لب ہو نقایہ تری زلفِ دراز سے
پروانہ دیکر سب سے بلبل چرخِ بزم
رکتا ہو گو دُخان کی کاکل چرخِ بزم
ماہر کی کوتاہی آتا رقیب کا
کرتے ہر بار سنے ماتہ سے گاہ

میل طلیٰ نجی چرخِ حرم ہوا حسرتِ حیات پر وہیں چرخِ بزم

وہ رشکِ بہتاب جو بیٹھا ہوا سانسے پہر سہر کہی نہ پردہ فانوس سے اوٹھائی ہر چند جلتے جلتے گزرتی ہے رات بہر گریہ نہون تو کچھ بھی نہیں زندگی کا لطف ایسی کہلی ہو دیکھنا تقدیر کی رات خیرہ نہ چشمِ شوق ہو پرتی رہے نگاہ پروانے آکے گرتے ہیں اسکا سبب یہ ہوتے اگر جہان میں معشوق با وفا	پہکا ہوا بنگاہِ مین بالکل چرخِ بزم گردیکہ پائی تیرا تجمل چرخِ بزم کرتا ہو سوزِ عنم کا تھل چرخِ بزم ساقی کباب شاہدِ گل مل چرخِ بزم یہ حکم کی گھل ہوں ابھی گل چرخِ بزم باندھ دو ہو میں سراج اگر مل چرخِ بزم دیتا ہو تیری حُسن کا کچھ تھل چرخِ بزم کرتا ہوتا ہے زلفِ افل چرخِ بزم
---	---

حسرت کی کس کی چمکی ہو روشنی
پہکا پڑا ہوا ہے جو بالکل چرخِ بزم

ردیفِ نون

کسی فرسے بھڑکے کسان چھوٹی باتیں

سچ تو یہ ہے کہ بڑا بچہ کرم کرتے ہیں
شاخ انگور کو ہر سال قلم کرتے ہیں
پڑھ کے بس سورۃ الباقی کو دم کرتے ہیں
یوں ہی طوفانِ بادیہ نہم کرتے ہیں
بھان اپنی جو خدا آپ چسب کرتے ہیں
صید ہونے کی خوشی صید کرتے ہیں

بھہر چل کے وہ قول قسم کرتے ہیں
اور بڑھتا ہی بڑھا کر جسے کم کرتے ہیں
زلف کا اوکی جو سودا ہی ہزاروں حافظ
کیا قیامت ہو جو آنسو ہوں برابر جاری
سچ تو یہ ہے کہ ہر کرتے ہیں حق میں اپنے
خیر کو کھووا شوق کسانداری کا

کیا کسی کافر بدیش کو بگڑی حسرت
آپ ہر روز جواب قصیدِ حرم کرتے ہیں

جد ہر وہ دیکھتے ہیں قتلِ عام کرتے ہیں
وہ آج جلوہ کو لو وقفِ عام کرتے ہیں
تمہاری وصل کی فکر میں رام کرتے ہیں
کہ دل میں خوب ترا حفظِ نام کرتے ہیں
یہ لوگ پکڑے ہوئے عام کرتے ہیں

اجلِ کامفت میں بدنام نام کرتے ہیں
نظارہ ہیشہ کے بالاؤں بام کرتے ہیں
اسی امید میں ہم روز شام کرتے ہیں
ہم ایک عسکرِ اتنا ہی کام کرتے ہیں
غضب ہوا کیا کو ایسے کرب و ضبط ہوا

وہ مدتوں سے یوں ہی صوفی
ہم اپنے دل کی عمر
کسی کے ہوا

ہمیں تو وصل کی امید ہی نہیں باقی
مثل یہ سچ ہے کہ آئی ہوئی نہیں ملتی
خدا کا شکر ہے اتنا ہی سلسلہ جاری

کسیکو برج میں دل چپکے دیدیا حسرت
عوض سلام کے ہم رام رام کرستے ہیں

معلوم ہی ہو دل کے خیر یار بہت ہیں
میں اپنے مرون مجھے وہ نیاز بہت ہیں
اس نرس بیمار کے بیمار بہت ہیں
گھر بیٹھے تری یار خریدار بہت ہیں
اور تمسے تو اسوقت میں دلدار بہت ہیں
اس مجلس کے گواہ خریدار بہت ہیں
مجھے تو خفا کچھ مروں مگر کار بہت ہیں
کم ظرف سمجھتا ہوں کہ دوچار بہت ہیں
دو رخ کے لئے تجھے گنہگار بہت ہیں
بیٹھے ہوؤ اس تاک میں میخوار بہت ہیں

اس مجلس کے اسوقت طلبگار بہت ہیں
کیسا یہ اثر جذبہ دل تو نے دکھایا
وہ کہتے ہیں کس کس کے بھلاہم ہوں مجھ
یوسف کی طرح کیا تجھے بازار کی حاجت
ہمسائے کوئی عاشق جاننا زلے گا
بوسہ کے عوض آپ کو دل دیتے ہیں لیلو
سیدی ہی ہی کو نہیں تو سر سمجھتے ہیں بناوٹ
دس میں ہی ساغرِ ہیمان کچھ نہیں ہوتا
رحمت ہیں لیجائیگی کل غلامین زاہد
جاتے ہو نصیحت کو کدھر حضرت واعظ

وہ ذکر یہ حسرت کے یہ فرماتے تھے شب کو
عاشق میں مگر چال میں اشیاء بہت ہیں

ایکایہ کیون ہو دو نون برابر کے یار میں
اجاب سے زیادہ عدو سو گوار میں
میری طرح سے آپ ہی کیون بھرار میں

باہم دل جو مری بقیہ رہیں
جب میں نہیں تو کہیں ناکس کو قدر ہیں
تو شوق پر یا کسی کی محبت ہو دل نشین

<p>میرے جاچکے ہیں ہمارے حواس و ہوش ظالم نگاہِ لطف و ہر کوئی ہو کبھی آتے ہیں میرے پاس تو ہوتے ہیں دُور وہیں مری شہید ہوئیں کتنی حسرتیں نازک کی بات ہی ہر نزاکت بہری ہوئی ایسے ہی ہیں کہ جنگی برائی ہو آرزو مسجد میں ہم سے آنکھ ملاؤ نہیں ہیں شیخ</p>	<p>کوسوں کناروں کی ثبات و قرار ہیں ہم بھی توجان نثار میں امیدوار ہیں مجھ کو ہے گرفتار تو وہ بقیہ قرار ہیں اتنی سی ستر میں مین ہزاروں فرار ہیں کیونکہ یقین ہو قول ترے پائدار ہیں ہم مبتلا و کشمکش انتظار ہیں میخانہ میں جو آئے تو یاروں کے یار ہیں</p>
---	---

حسرت نے امتحانِ محبت بہت بٹائیے

ہم کو تو یہ گمان تھا نا کردہ کار ہیں

<p>کیا ظلم ہے کہ میری خطا پر سزا نہیں رکھا ہے میرے شوقِ شہادت کو ناتمام افسردہ دل کیواسطے کیا لطفِ زندگی تسکونِ دون تھا تو پہر دل کو کب کروں سچ تو یہ ہے کہ اپنی توکل پہ ہے گزر یہ جانتا ہوں مٹ نہیں سکتا جین یہ دو دن میں بھول جائیگے سب آپ قہقہے اتک ہے مجھ کو یاد شبِ وصل میں ترا</p>	<p>یہ قحط ہے کہ آپ کو پیدا جفا نہیں چلتی ہوئی تو آپ کی تیغِ ادا نہیں حسرت نہیں امید نہیں مدعا نہیں تسا حین جہان میں کوئی دوسرا نہیں ہم کو سوا خدا کے کوئی آسرا نہیں تقدیر کا لکھا ہے تمہارا لکھا نہیں جب تک کئی لگی ہے کہیں دل لگا نہیں کنا وہ نہ کو پہر کے او دل رہا نہیں</p>
--	--

<p>دل پر بھی کہہ رہا ہو کہ وہ بے وفائین سچ ہو کیا کوئی یہاں آئنا نہیں سینہ میں ڈھونڈتا ہوں تو دل کا پتا نہیں تم ہو کہ تنکو چشم مروت ذرا نہیں</p>	<p>ہر چند اوسے خاک میں مچھولا دیا روئے سپید کر پیا وڑا تبہ میں قہقہہ کیا جانے آنکھ ملتی ہی کیا قہر ہو گیا ہم میں کہ بات بات پہ ہوتے ہیں شہسار</p>
<p>حسرت کو اور تے ہوا نکار میکشی</p>	<p>زادہ نہیں ولی نہیں وہ پارسا نہیں</p>
<p>صاف ملتی ہی نہیں دل سے بھلاتے ہی نہیں کوئی بھلائے تو پر دل کو لگاتے ہی نہیں اب تو یہ قہر ہوا ہے کہ ستاتے ہی نہیں اب تو ظالم تری آنکھوں میں سماتے ہی نہیں بیجا بی ہی نہیں سنا کو چپاتے ہی نہیں دیکھیں غم جو ہیں بات بتاتے ہی نہیں دل سے ملتی ہی نہیں پاس سے جاتے ہی نہیں</p>	<p>وعدہ پھل ہی ہو کہ میں بھلاتے ہی نہیں سوچتے روز میں ہم یہ کہ کوئی بھلائے کچھ دنوں تک تو جھاپی کا مجھے رونا تھا وہی ہم میں ہی بڑتی تیں نگاہیں ہم پر اونکی ہر بات قرینہ سے ہوا کرتی ہے کاش یوں ہی ہو کہ آئے ہوں صبر و بردبار یاد ہے خوب جفا و کاسہ حلیفہ اونکو</p>
<p>حال پر اوسکے گرم تھا تو بھلاتے تھے اوسے</p>	<p>اب تو حسرت کو کہی آپ بھلاتے ہی نہیں</p>
<p>آج قابو میں ہمارے دل نا شا و نہیں کونسا دن ہو کہ تو موردِ سیہ دا و نہیں</p>	<p>کس سے ڈھیر ہوئی مج میں کھیا و نہیں دشمن کا پاس ہی تنکو دل نا شا و نہیں</p>

<p>کون آیا تھامری پاس یہ کچھ یاد نہیں فصل گل سبھی ہوا لطف خزانہ میں دونا یہ حالت ہے تو تاثیر کا پلٹا ڈھوار آدمی ہو کے نہ ہم صلیب میں جائیں کیا خوب انتہایہ ہے کوئی ظلم نہ پھوڑا دوست سب جبین ہند کے سب ہو ہیں زری راہی دل سلامت ہے تو بلجائے ناکوں گل ہک کھل گیا بیل شیدا کا نصیب شاید</p>	<p>میں ابی ہوش میں اپنے دل ناشاد نہیں یہ وہ دن ہیں کہ اندیشہ صیاد نہیں میری قابو ہی میں آتی عری فریاد نہیں خلد آدم کو کوئی بخت شداد نہیں چرخ کی واسطے باقی کوئی بیلاد نہیں گانشہ میں اپنی تو کچھ ہی دل شاد نہیں اور کیا آپ سادیا میں پرزاد نہیں باغبان آج نہیں باغ میں صیاد نہیں</p>
--	--

جس کے تہ ہر جہت پاؤں تان چہرست
کیا قیامت ہو کہ اس وقت نہ لیا د نہیں

<p>زور زری ہی قابو مرا چلتا ہی نہیں دل کی زلف پریشان سے نکلتا ہی نہیں کیا یقین آؤ او نہیں ہاتھ چپ کتہ ہیں دل کارمان ترڑی سے بڑھ کر نکلا جب کے چٹکی میں ملا ہر کسی غم کا دل نہا امید کی ہوئی حسرت وارانِ حسدوم مجھے مسائل کو ہو کیا عرض کا موقع ادھر</p>	<p>دل کارمان کسی طرح نکلتا ہی نہیں کوئی افسون مرا بخت چلتا ہی نہیں پہر کلیجہ مرا سیٹھ میں او چلتا ہی نہیں یہ تو بخت نکالے تو نکلتا ہی نہیں اتو ہاتھ سے کہی پھول ملتا ہی نہیں اتو سینہ میں کلیجہ کوئی ملتا ہی نہیں گر سے باہر وہ کیس وقت نکلتا ہی نہیں</p>
---	---

<p>خط کے آنی سے ہوئی اور وہ بالارونق کیوں مگر نام و نفرت ہو سبب کیا اسکا وہ گیا وقت کہ سیاب صفت کہتے تھے خاکساری سے تنہا ہی پہا تک او سکو</p>	<p>راہ کیا آپکا جو بن ہو کہ ڈھلتا ہی نہیں تم تو کہتے تھے عدو آپ کو جلتا ہی نہیں اب تو کروٹ دل میں بار بدلتا ہی نہیں عطر مٹی کا وہ پوشاک میں ملتا ہی نہیں</p>
	<p>ہم نزل خاک لکین دل ہی پریشان حسرت اب تو مضمون کوئی اس بچوں ڈھلتا ہی نہیں</p>
<p>دل چین کہتے ہو کہ ایسا تو نہیں میں الزام عیث رکھتے ہو ایسا تو نہیں میں کرتا ہی نہیں کوئی مری قدر جہان میں کیوں مجھ کو بنایا ہر فن ناوک مڑگان اس ظلم و ستم پر پی کر دن مرد و حجت جب بیٹے کہا مجھ کو جلا لو تو وہ بولے کیونکر مٹانے کی ہر سے تجھے ظالم کیا بات ہے کیوں مجھ کو شب و روز ہی گردش مانا کہ وفادار ہوں پر اسکو کروں کیا</p>	<p>مہمان ہوں کوئی چور چکا تو نہیں میں ہر گل پہ مرون بلبل شیدا تو نہیں میں نکلی ہوئی عاشق کی تنہا تو نہیں میں ظالم کسی عاشق کا کلیجا تو نہیں میں دنیا سے نیا چاہنے والا تو نہیں میں مشتوق سی کوئی سیجا تو نہیں میں بگڑی ہوئی تصویر کا نقشہ تو نہیں میں او پسرخ کوئی ساغر صبا تو نہیں میں ظالم تری آنکھوں میں سماتا تو نہیں میں</p>
<p>کیا بات ہے کیوں مجھے وہ بیزار ہیں حسرت بگڑی ہوئی قسمت کا نتیجہ تو نہیں میں</p>	

شہبازی کرین ہم خاک کہ و ددن ہیں
 شب وقت ہو بچھین سے محسن ہی نہیں
 غریبین جیسا کی مہا پیگے یوں رکھو
 غریب شہرین دینی ہو ضلالت او کو
 کان کہتا ہے مری ناصح ناہم سمع
 بخشدی و اور محبت یہ جی ہی تری
 ہر کو ایسے دشمن سے بھی بگڑیگی کہی
 ماری لیتی ہیں اب تک ہی ادائیں اونکی
 دیو الفت کا تری سر پر چڑھا ہو میرے
 حضرت دل کا سہارا تھا سو وہ چل ہی ہے
 ایسی تحریر کیونکر ہو مردل کو سکوت
 یاد ہو وہ بھی کہ اک چاہنے والے تھے ہمیں
 تم کہے جاؤ کہ ہم ترک ستم کرتے ہیں
 ناز کرتے ہو محبت اب وہ زمانہ نہ رہا

وہ جوانی وہ انگلیں نہیں رہیں ہی نہیں
 رات کی بخت کا رونا جسے کس دن ہی نہیں
 مرنے والا کا مقرر تو کوئی دن ہی نہیں
 مجھے اگر کہیں ملنا کوئی ضامن ہی نہیں
 توبہ کرنے کا تو بخت مرا سن ہی نہیں
 جرم عصیان کو مری فردین تو گن ہی نہیں
 تم کہے جاؤ کہ دشوار ہو ممکن ہی نہیں
 گو کہ وہ ناز و شوخی نہیں رہیں ہی نہیں
 اس بڑے کر تو زمانے میں کوئی جن ہی نہیں
 اپنے مانے میں کوئی ہاؤ معاون ہی نہیں
 حرف کوئی تری مکتوب میں ساکن ہی نہیں
 آپکا بندہ نوازی کا تو اب سن ہی نہیں
 میں کہے جاؤ نگا دشوار ہو ممکن ہی نہیں
 آپکا حسن وہ جو بن نہیں کم سن ہی نہیں

توبہ کرنے کو تیار ہو لیکن حسرت

حیف یہ صاف ابھی آپکا باطل ہی نہیں

وہ تھو میں جو آئے ہیں جانے پائیں

دل میں ران ہی اس وقت نہ آتے پائیں

<p>دل تو سینہ ہی چڑایا ہے ہماری لیکن عہد کرتے ہیں جھٹاؤں کو تو پہرہ لونی سہی غیر کے نام کی کہنا ہی ہمیں ہے منظور شریکین چشم کا پردہ تو جی ہی ہم سمجھیں جذبہ دل تری تاثیر تو ہم جب جانیں ہم کھڑے دیتے ہیں میخانہ کے در پر یہ دعا ایسی قیمت تو نہیں وصل کے جو لطف انہیں اونکے ڈھلتے ہوئے جو بن کی تمنا یہ ہے</p>	<p>لطف تو جب ہی کہ آنکھیں چرانے پائیں جا کے دشمن کو ہی اب وہ نہ تسلیم پائیں حال دل پر کسی صورت سے سنا نے پائیں دیکھنے پائیں نہ دیدار دکھانے پائیں آج وہ منہ نہ دوپٹے کو چھپانے پائیں جو ہمیں آج پائیں دھت لانے پائیں گالیوں ہی کے مری کاش اڑانے پائیں اور دوپڑہ جوانی کے زمانے پائیں</p>
---	---

کوئی باقی نہ ہے دل میں مٹا حسرت
 اونکو چھاتی ہے اگر آج لگا نے پائیں

<p>جسے مہمان نہیں ہے تو دل میں تیری تصویر سامنے رکھ کر تم میرے بزم پوچھتے کیوں ہو سر دھری سے تیری ڈٹا ہوں وہی شوخی وہی شرارت ہی محو کی خواہش میں محو رہتا ہوں</p>	<p>دل کی رشتی ہو آرزو دل میں تجھے کرتا ہوں گفتگو دل میں کیا کہوں جو ہو آرزو دل میں جہم نہ جانے کہیں ہو دل میں کیا سمائی ہے تیری خود دل میں رہتی ہیں ساغر و سبوح دل میں</p>
--	---

مجھ کو بچان لو وہ حسرت ہوں

جس کو رکنتے ہیں غور و دل میں

<p>و صل کا وعدہ کرو گے تم اگر برسات میں جذبہ دل تو د کسا اپنا اثر برسات میں یا و آتا ہی کسی کا جھکو وہ صندل سارنگ خشک ہوتا ہو سوا اپنا نساں آرزو کیفیت کھجائے ساری ابر بارانگی اسی جوش گریہ کیونکر آئے پراگندہ غمیں فرق وعدہ ملنے کا کیا تا تو نے جو برسات کا ساتھ بیچرون کے کرو تم می کشی انہوں ہی ایسے موسم میں ہو کیا دست جنوں کی روک تھام لون جوانی کے مڑ لوٹوں جوانی کی بہا</p>	<p>لایکا نخل جوانی ہی ثمر برسات میں وہ ہوا کی طرح آئینہ میر گہ برسات میں اور ہی بڑھنے لگا ہی در و سر برسات میں پھولتے پھلتے ہیں سب نخل و شجر برسات میں رنگ لائے گہ ہاری چشم تر برسات میں صاف رہتی ہو کہیں ہی رہ گزیر برسات میں یاد رہتی ہی تری آٹھوں پسر برسات میں اوریوں ترپا کرین ہم رات بہر برسات میں زخم دل چھینو گے چارہ گہ برسات میں کوئی ملجائے اگر رشک قسیر برسات میں</p>
---	--

دیکھیے حسرت خدا کو اب کیسے کیا منظور ہے

خاک اڑتی رہتی ہو آٹھوں پسر برسات میں

<p>کاش دنیا میں ہوں حسین کہیں شکوہ ہو جائی دل نشین کہیں قتل کی سنبھل کے قاتل دل کو آزار ہو گیا ہی پسند</p>	<p>اے میر دل حسین کہیں وہ خفا ہوں دل خیز کہیں دیکھ بہر جائے آستین کہیں رحم کرنے لگیں حسین نہ کہیں</p>
---	--

<p>میرے دیکھیں ہی ہوش میں نہ کہیں شل ہو بازوؤں نازنین نہ کہیں تیری صورت ہو جاگزین نہ کہیں اپنی دشمن بنیں ہمیں نہ کہیں آگیا ہو وہ جسم بس نہ کہیں ہو گریبان میں آستین نہ کہیں وصل میں ہو وہ شہر گین نہ کہیں تیری شوخی ہو جاگزین نہ کہیں آپ آجاسیے کہیں نہ کہیں</p>	<p>سیکروں جھڑپ ہوئی نہیں خاک سخت جانو نکو ذبح کرنا ہے چوستے کیوں ہیں سنگ امو دو کو گر ہی رشک ہے تو الفت میں غیسے گھر میں روشنی ہی ہے دستِ وحشت ادھر کو آتا ہے آگیا لب پہ شکوہ دشمن برقی کیوں بقیار ہے اتنی میری آنکھوں میں پلٹیں پہلوئیں</p>
<p>کس میں پایا نہ ہے حسرت کو رات کو وہ گیا کہیں نہ کہیں</p>	
<p>باتہ سے دو نو چلے ہم کیا کریں آگئی اپنی تو ہم ہم کیا کریں کہا کے ایسے حال میں ہم کیا کریں مفلسی میں ساغر جسم کیا کریں اب تو ہو سکتی نہیں کہ کیا کریں پیاس میں ہم لیکے شبنم کیا کریں</p>	<p>جان کا غم دل کا ماتم کیا کریں ٹٹنے والی ہو تو کوئی مال دے زہر سے بدتر ہے اپنی زندگی جامِ زرین ہو تو اپنی کام آئے ابتداء میں جو کی عادت پڑ گئی وصل میں بوسہ تو کیا تسکین ہو</p>

<p>مضطرب ہم اور وہ نازک دماغ راز و کا اپنے دل سے کیا کہیں جب کیا ہو قتل اپنے ہاتھ سے اگ برتے ہر حسن و عشق میں موت ہی آتی ہو وہ ہی آئے ہیں زلف کو آشفگی میں کیا بنائیں</p>	<p>ہجر کی شب آہیں کیا کریں ایسے نامحرم کو محرم کیا کریں ایسے کشتہ کا وہ ماتم کیا کریں دیکھیں جب و فون و نغم کیا کریں ایسی حالت میں کو ہم کیا کریں خاطر نازک کو ہم کیا کریں</p>
<p>دل کا آجانا ہی حسرت قمر اپنے قابو میں نہیں ہم کیا کریں</p>	
<p>ہمہ تن صورتِ صال ہو نہیں خاک ہو کر ہی ہو دی حشوت بیقراری میں اضطرابی میں عاشق طرز خوش ادائی ہو ناتوان عشق نے کیا ایسا ایسی ہتھوڑی سوت نہیں سکتا انجو دلیں رہوں با سائش آپکے دل میں کچھ حکمہ کر لون</p>	<p>کہ تسلی وہ خیال ہوں میں سہمہ دیدہ غزال ہوں میں اپنے دل کا شہر کھیل میں رونق حسن بے زوال میں آپ اپنی ہی اک مثال میں کیا ہمیں کچھ لال ہوں میں کاش تیرا نغم وصال ہوں میں وصل غبار کا خیال ہوں میں</p>
<p>نیریں رفقار سے ستم آرا مثل حسرت کے پامال ہو نہیں</p>	

دیر چو ہم پڑے رہے تو کس مابین
 اوس کج ادا کو دیکھ لیا عجب مابین
 آئین بغیر آپ کے کل اضطراب میں
 آتش فروز حسن ہوا ہی نقاب میں
 منہ پر نقاب ہوتی ہو دوری پڑی معنی
 دعویٰ کیا ہو کہ ہوسوں نے ہی عشق کا
 اقرار کیا وعدہ کمان کا وصال کیا
 بہر وصال آج وہ آئے تو کیا ہوا
 خط کا جواب دیر کے آئے ہی نہیں
 در تک ہی آپ گھر سے تو نکلنے تھے کہی
 ڈرتا ہوں میں رقیب وعدہ وفا نہ ہو
 ہی مدعا کہ بھدوس سر کاٹ کر ابھی
 اوس فتنہ گر کے مجھ میں تدبیر مرگ ہو
 اک شکوہ رقیب نے کیا کیا ذلیل
 غیروں کے رونمائی کا وعدہ ہوا نہ ہو

کرتا ہی عرض کون تمہاری خباب میں
 کیا کیا نہ دل ہمارا ہوا پیچ و تاب میں
 کیا کیا کدورتیں دل خانہ خراب میں
 چاہو بھی تم تورہ نہیں سکتی حجاب میں
 صورت نہیں دکھائی تھے ہو خواب میں
 آنے لگے میں دیر ہی ابتو حساب میں
 صورت دکھائی تھیں نہ پر کے خواب میں
 کہوئی گئی تھی عقل مری اضطراب میں
 کیا کیا خیال خام مجھے اضطراب میں
 پیدا کئے ہیں چاہنے والے حجاب میں
 اوس نے دکھایا منہ جو مجھے آ کے خواب میں
 خنجر جو اوس نے پہچای خط کے جواب میں
 اتنے کمان جو اس مجھے اضطراب میں
 میں کیا کہوں سنا ہی جو میں جواب میں
 کیا کیا مجھے گمان میں کشود نقاب میں

حسرت کا کیا قصور یہ دن سن ہی دین

جو کچھ ہو کم ہی حضرت واعظ شباب میں

<p>گو وہ دن کہ دونوں ملے تو رور کو آپس میں اثر ایسا ہو یا رب کچھ فغانِ آسمان رس میں وہاں نظر ہے امتحانِ ناکِ مَرگان غلط ہو بگمانی لغو ہے شکوہ تغافل کا شے عدۂ ستواس طرح پاؤں پسلا کر اسیدلِ عریان آؤ جگر گتایاں آئے شبِ صیلِ عدو کو امتحانِ جبرہما ہے تین لاغر کو یہ کور نہ نسبت اپنی مَرگان سے نہ کوئی دیکھو والا نہ اسکا پوچھنے والا یہ خند ہو اوس بت کافر نے چوڑا اپنی زنجیر کو یہ فرماؤ کہ چوٹا منہ بڑی بات اسکو کہتے ہیں</p>	<p>ہمارے بس میں جو دل تہا وہ ہر اب غیر کے بس میں کچھ تہا نام کروہ یوں کو میں ہوں ترس میں یہاں باقی نہیں ہر خون تک بھی اب کسی بس میں نہ آپ عدا کے بس میں میں میں میں آپ کی بس میں اگر ہوا اثر کچھ بھی فغانِ آسمان رس میں ترے تیر نگہ کی ہو ہی جو بخت آپس میں نکالی میں نئی ظالم نے میرے قتل کی رس میں سرِ بجان فرق ہوتا ہو نہایت خارا و خرس میں عبت تھے رنگوں میں ہاتھ اپنی خونِ یکس میں ہوا شہر جو میری بے بستی کا بنارس میں کہ اتنی سیر نہ تھم نہ ہاروں کہاتے ہو قس میں</p>
---	--

وہی تو ہے کہ جسکے نام سے نفرت تھی اب کیا ہے
 کیا کرتے ہو کیوں جسرت کا چچا یہ ٹھکڑے میں

<p>موسیٰ کیونکر ہوا جناب ہمیں ہجر میں تیرے رات کو اکثر کیا سمجھو کہ حضرت ناصح کیا یہ سمجھو ہو تم کہ خشر کے دن</p>	<p>کہ خدا نے دیا شباب ہمیں دھوکا دیتا ہی ماہِ شباب ہمیں آپ سمجھاتے ہیں جناب ہمیں تم کہ خطبہ ہو عذاب ہمیں</p>
--	---

نہیں کس طرح آئے اور حسرت
ہو گیا ہر خیال خواب میں

جب تو ممنون تری جذب کا ایدل میں ہوں
دیکھ پایا ہر چو اچھا سا خریدار اور نہیں
پوچھتے وہ ہیں کہ آنی و طبیعت کس پر
حشر میں تاناو عشاق کو ملنے کی امید
پاس رہتا ہوں مگر کچھ ہی نہیں آپ سے فیض
کیون نہ تازہ مجھے آپ وہ یہ کہتے ہیں
بہا گیا ہر جو تری ظلم و ستم کا انداز
لطف تو جب ہر کہ حشر میں کہوں یاوں سے
ناامیدی ہی نہیں اور نہ آنے کا پتا
آنہ دیکھ کے تصویر یہ وہ کہتے ہیں

خود وہ حشر میں کہیں کچھ قاتل میں ہوں
آپ سے یہ کہتا ہوں کہ لودل میں ہوں
کتے بنتی نہیں یہ آپ کا مال میں ہوں
ڈر سے کہتے نہیں مجھ سے شامل میں ہوں
سوج دریا ہو جو تم سبزہ شامل میں ہوں
تو مری چاہ کے قابل تری قابل میں ہوں
دل یہ کہتا ہوں کہ بیدا کے قابل میں ہوں
آپ قاتل میں مرا کچھ باہمسل میں ہوں
موت کتنی ہی ابھی سیکڑوں منزل میں ہوں
دیکھتی کیا ہو تریا مت قابل میں ہوں

دل نہو پاس تو کیونکر نہیں دل سے چاہوں
تم سے سو بار کہا حسرت بیدل میں ہوں

روشن ہوں شل شمع تری جلوہ گاہ میں
آپس میں جنگ ہو گئی دل اور نگاہ میں
بیتاب شوق نے یہ کیا مجھ کو چاہ میں

رہٹ جاؤں کل نقش قدم تیری ادھ میں
ارمان کتنے خاک ہوئے جلوہ گاہ میں
رشتہ سنہ بگیا بہن نکالے اشتباہ میں

<p>وہ پاس ہی ہیں تو بھی سمجھتا ہوں دور ہیں رکتا ہی ہاتھ سینہ پہ اپنے وہ سنگدل ہو انتظار اک بت دامن دراز کا آئینہ میں ہی دیکھ رہا ہوں وہی جمال پہلی ہوئی ہی کچھ شبِ حیران کی تیرگی بہرِ وصال گرتی کوچہ میں جاسکین دونا ہو لطفِ حشر میں ہر دوا دخواہ کو ایسے کی میکشی سے ہمیں لطف کونسا سہرا نہ دیکھتا ہوں تو دشمن کئے نامہ ہی جاؤں جو دوسے کو تو وہ بھیبھون دشمن سے تم ہمیشہ ملو اختیار ہی</p>	<p>وقت کا بندہ رہا ہی تصور نگاہ میں اس صفت پر ہی ہو یہ اثر میری آہ میں خاکِ نشستہ ہوں میں قیامت کی راہ میں نقشہ سما گیا ہے کسی کا نگاہ میں رکھا ہو اور کیا میری بختِ سیاہ میں اسکھین بچا میں پر تو ہم اپنی ہی راہ میں دشمن ہی تیرے ساتھ ہو کر قتل گاہ میں زادہ تھے لیٹ لیا ہو گناہ میں قاصد نے خط دیا ہی مجھے اشتباہ میں اک قطرہ آب کا نہ ملے محکوحاہ میں معشوقِ یں تو رہ نہیں سکتا ناہ میں</p>
---	---

حسرت کی آرزو ہے کہ یا شافعِ امم
روزِ جزا رہے وہ تمہاری پناہ میں

<p>گر نہ ایسا گاہ جا کر سامی فنِ آب میں تدا جو وہ دستِ خدائی عکسِ افلاکِ آب میں چہیں سے ظالم جل کر بھی نہ پٹھا ہوا ہو اُف رے آتشیں تاثیر تیری الامان</p>	<p>ڈوب کر مرجائینگے شیخ و برہمن آب میں حُسنِ شکیا کیا دکھائی آگِ روشنی آب میں اب بہاوی خاکِ میری بعدِ مروتِ آب میں اب ہنر رہی لگے کرنے نشیں آب میں</p>
---	---

<p>نشر کی میری ہمارا بعد سے نہ رہا یا ستاری ہو گئے میں نے نکور شوق آب میں آج برپا ہو یہ کیسا شور و شیون آب میں او غنہ پر تو تم بنانا میرا مدفن آب میں</p>	<p>مر گیا ہوں پار کے دروازے پر پڑ گیا ہوا آئینہ عکس افشان کاتری تیری الفت نے ڈبویا کسکوا یہ بحرِ حال سوزِ دل و چین آئینا یہ بعدِ مرگ بھی</p>
<p>کوئی چلنے کو ابھی تیرے کچھ چلانے کی چلی ڈھونڈ رہا ہوں تجھے میرا سوزِ نال آب میں</p>	<p>کوئی چلنے کو ابھی تیرے کچھ چلانے کی چلی ڈھونڈ رہا ہوں تجھے میرا سوزِ نال آب میں</p>
<p>اور طرہ یہ ہوا اس سلسلہ جنبانی میں دل کو کہتی تھی بہت عقل نگہبانی میں مجھ کو لذت یہ طبعی کا ہوش پنجانی میں یہ دلایت ہوئی نالش کرو دیوانی میں کاش رہتا تری دروازہ کی فریانی میں گھر لٹا بیٹھے ہیں ہم روز کی مہمانی میں</p>	<p>دل مرا جا کے پنہا کا کل طولانی میں گر گئی ایک نگاہ غلط اندازِ شہید بھول بیٹھا تری سب لطف و تتم کو انداز جب کہا بیٹھے کہ ویر چھیل کی قیمت جائتا سخت مرا چشم نگہبانی طرح کچھ ہی چوڑا نہ خرم پار نے فل میں اپنی</p>
<p>یاد آتا ہے وہ شہرت کا زمانہ سسرت رات دن اب تو گد رقی جی پریشانی میں</p>	<p>یاد آتا ہے وہ شہرت کا زمانہ سسرت رات دن اب تو گد رقی جی پریشانی میں</p>
<p>زرا بہت وراثت ہے سیکے پیو واسے میں سان این تیریں تنوار میں چھپیں بسا میں محرمین میں مسجد میں رجب میں شوال میں</p>	<p>نہر الٹا ہوا وہ عالم کا مہر کے ایک بسا میں ہزاروں فخر و کبر پر جگہ کیا گل کھلا میں اوس کا کشتہ اعدا تو یہ جلوہ عیان و محفوظ</p>

<p>تیر و تن کی خوشی وہ تیر و خلی رگت ہی زبان خار ہو کر خشک اسکا غم نہیں مجھ کو مرو لا شہید وہ رو تو یوں بوجھ سے دشمن یوں میں چلا رہے ہیں اندر اس کے گھنوی</p>	<p>سمن میں تیا میں گل میں نافرمان میں لائے میں کہ اکٹہ رہا ہر یاروں کے ہر ایک چہالے میں بتاؤ کوئی تمہیں خج بیان اس مڑوالے میں و عا میں کچھ اتر دیکھا جواب دیکھنے کے تال میں</p>
<p>فروغِ دل غِ حشر اتنا چہ شتر ہو جائی شب بچو رکائے دیکھنا ہو گا وہاں میں</p>	<p>غم و افسانہ ہی جو دل میں چہا ہنشی سکون حشر کیا آپکی محفل ہی کہ چاہی سکون عشقم کو ارمان نہ بھوکے مٹا ہی سکون موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بٹا ہی سکون رنج کیا جو عرصہ ہو گا وہاں ہی سکون کیا طبیعت ہون تمہاری کہ چاہی سکون درد کچھ داغ نہیں ہی کہ چاہی سکون کچھ تمہارا تو نہیں عشقم کہ مٹا ہی سکون</p>
<p>حشرت اس انجمن ناز میں لچل مجھ کو اس طرح سے کہ وہاں جا پہنچی سکون</p>	<p>تو وہ بے رخ کہ جسے حال و کہا ہنشی سکون و ادب و یاد و ستم گو نہ ملے مجھ کو گر گو ہوں آشفقہ مگر لائق بیسدا و نہیں و م کچھ ارمان نہیں ہی کہ نکل ہی نہ سکے دل مغموم کا شکوہ نہ کرونگا ہرگز میں کب عذر کیا تنہ بلا یا کس دن سخت مشکل ہی مرو عشق کا ظاہر ہونا حرف تقدیر کو میں چاہوں مٹاؤں جبار</p>
<p>میں علاج درد و فرقت پہر کر دے تو کیا کروں جبکہ ہو گزشتہ قسمت پہر کر دے تو کیا کروں</p>	<p>میں عین علاج درد و فرقت پہر کر دے تو کیا کروں جبکہ ہو گزشتہ قسمت پہر کر دے تو کیا کروں</p>

مجبور ہو شوقِ شہادت پہ کرون تو کیا کرون
یہ تو ظاہر ہو کہ ایسی اور بھی دلی نہیں ہیں
حضرتِ ناصح کرون توبہ تو میں ہر سات میں
یہ تو ظاہر ہو کہ میں ت سے تائب ہو چکا
جہانگشا شکل ہوا ہر روز زینِ دیوار سے
یہ تو مانا ہجرت میں مرنا بہت آسان ہے
میرے لکچر کیمین یہ بھی مرنا بد خواہ ہے
مغلی ہر جہ سکہ انسان کی کیا نیت دست
وصلِ شمع پر کہا تک ضبط ہوا انسان ہوں
دل بہتا ہی نہیں ہر ساکانِ خلد سے
جب پلا تا ہو کوئی اصرار سے اسی شیخِ جمی
خود بخود چھین ہو جاتا ہوا نہ کوئی کمر
عصہ محشر میں اونکے چاہنے والوں سے کچھ
نام نہ وہ چاہتا ہوا لون کے ہوتے ہیں خفا
حضرتِ ناصح یہ مانا ہے وقار و شوخ سے ہے
وصل بھی آج ہوا وعدہ کی پوری ہو چکے
جیتے ہی کہ یہ تو ساری ہیں بھیر کر دو ستو

اونکو مانع ہر نزاکت پہ کرون تو کیا کرون
اگنی تپہ طہیبت پہ کرون تو کیا کرون
جب بدل جاتی ہو نیت پہ کرون تو کیا کرون
جبکہ دیکھوں اچھی صورت پہ کرون تو کیا کرون
اونکی یہ بدلی طبیعت پہ کرون تو کیا کرون
جب ہومرنے کی صورت پہ کرون تو کیا کرون
پیش میں اپنی شہادت پہ کرون تو کیا کرون
ایسی حالت میں عبادت پہ کرون تو کیا کرون
مجھ پہ جب گزرتی ہو نیت پہ کرون تو کیا کرون
یاد ہوا ک فتنہ قامت پہ کرون تو کیا کرون
آپ ہی فرمائیں حضرت پہ کرون تو کیا کرون
اگنی ہر دلی شامت پہ کرون تو کیا کرون
ملکئی ہر میری صورت پہ کرون تو کیا کرون
اونچین اظہارِ الفت پہ کرون تو کیا کرون
جب نہ بس میں طبیعت پہ کرون تو کیا کرون
رہ گئی تو دیکھیں جسرت پہ کرون تو کیا کرون
جمع کر کے مالِ دولت پہ کرون تو کیا کرون

<p>اتھکے افسانہ میں پیل کے حال سے ہو گئے افسانہ شکر ستم سے آج تو تنگایا ہر گیا ہوں اقرار کے ہاتھ سے نوجوانی پہ پیل میں اک نیا مشوق ہو گو کہ یہ یہی سہارا طالع ویدار کو مٹے مرے رت سے اب تو دختر رز لگ گئی ربط شکن سے ہی اونکو پھر کرین تو کیا کرین</p>	<p>اسکا آنا ہی قیامت پھر کروں تو کیا کروں میری شامت میری قسمت پھر کروں تو کیا کروں ہر وطن میں شام غمیت پھر کروں تو کیا کروں تم کو حضرت سلامت پھر کروں تو کیا کروں اونکا وعدہ ہی قیامت پھر کروں تو کیا کروں ترک کا دت ہی علالت پھر کروں تو کیا کروں محکوم ہی اوج محبت پھر کروں تو کیا کروں</p>
--	---

آپ کے کہنے سے حسرت میں غزل لکھتا ہوں
 گندہ اپنی طبیعت پھر کروں تو کیا کروں

<p>اس سے بڑا ہوا کوئی دنیا میں غم نہیں وصل وعدہ کو آپ سمجھتے ستم نہیں یہ کیا کہا کہ ہجر میں کما نا محال ہے ممکن نہیں کہ ہو سکے دل تنگی کی شکل اسکا تو کچھ مٹائے سے مٹا محال ہی اقرار وصل سمجھوں کہ انکار کیا کروں رُک کے ریسے جلتی سے مٹے پتھر کو یوں کہنا کسی کا ہاؤ وہ اصرار وصل پھر</p>	<p>آنا کسی پیل کا قیامت سے کم نہیں گرہ ہی ملاپ تو اک روز ہم نہیں کچھ نہ ہر محکوم آپ کے سر کی قسم نہیں کعبہ تو زابدا کوئی بیت الحسن نہیں دل کا خیال آپ کا نقش قدم نہیں وان کچھ مری جواب میں اللہ قسم نہیں کیا تجھ میں م نہیں تری خجرتیں نام نہیں سچا یہ وعدہ کرتے ہیں کچھ تیرے دم نہیں</p>
---	--

<p>پیمان ہی آپکا مری تو یہ سے کم نہیں کچھ مقبر تو آپکے قول و قسم نہیں ایسا جو اضطراب ہو دل کا تو اس قسم نہیں کچھ دور میری واسطے راہ عدم نہیں جاتے بہت ہیں بند تو راہ عدم نہیں میں کیوں کہوں کہ آپکا بچہ کرم نہیں یہ دل تو آپکا کوئی بڑے کی قسم نہیں زاہد یہ جام بادہ ہے کچھ جام جم نہیں جنت میں تو نہیں ہے جہنم میں ہم نہیں اونکو جہان میں اب کوئی سیہ قسم نہیں</p>	<p>جسکا کہ ایک رات ہی رہنا محال ہے امید صول کیا کروں اقرار وصل پر تنہا سے اب تو تم نہیں سکتا ہو کیا کروں مانا کہ اوس گلی سے گزرنا محال ہے وہ بات کو نسی ہے کہ مجھ کو خیال ہو کچھ ہی نہ تو آپ ستائیں ہی کیوں مجھے وہ لپکے کہہ رہے ہیں کہ اسکا ہو کیوں خیال ہمت اگر تجھے ہو تو دیتے ہیں مفت ہی زاہد اگر سے شان جیسی تو دیکھنا دل ہو گیا ہے غور بیدار کیا کریں</p>
--	--

حسرت کسی سے دل کے کچھ رمان نکالتے
 افسوس ہے کہ ہاتھ میں اپنے رقص نہیں

<p>ہوا ہے کشتہ ناز واد وہ کون کہ میں جہان میں جسکا نہوا سہرا وہ کون کہ میں ہوا تھا جس سے کہی سامنا وہ کون کہ میں کسی کا کوئی تھا کچھ آشنا وہ کون کہ میں کسی کو جس کے پالا پڑا وہ کون کہ میں</p>	<p>ہمیشہ جس پہ نزول بلا وہ کون کہ میں وہ نا امید کہ ہوت سے ہی کچھ کین کچھ لب ہی یاد ہے یا آپ ہول سیٹھے ہیں ملاؤ آنکھ ذرا بزم میں ادھر دیکھو شب وصال کی باتیں وہ ہوئے جاتے ہو</p>
---	--

شبِ فراقِ بلاؤں ہی تو نہیں آتی بہت سی پنی ہر بلانی ہی ہر بہت لیکن ہمیشہ قابلِ جو رجسنا ہی رہتا ہے نہ موت آتی ہو جسکو نہ رزق ملت ہو بنا ہو ضعف سے جو آج قیاس کی تصویر	جسے کہ بھول گئی ہر قضاوہ کون کہ میں بنا ہو زندوں میں پہ پارِ سادہ کون کہ میں ستم کی جیب نہوانتا وہ کون کہ میں جسے کہ بھول گیا ہو خداوہ کون کہ میں وہ یا ہو عشق نے جسکو گملاوہ کون کہ میں
--	--

ترسے کلام کی حسرت میں اودیتا ہوں
جہان میں تجسا ہر اک و سرورہ کون کہ میں

وہ طبیعتِ دلِ داغ نہیں اب طبیعت کو وہ فرغ نہیں سو جھٹا امر کا چراغ نہیں وان ہی دل کا کہیں میں داغ نہیں آج گھر میں کہیں چراغ نہیں عمرِ فرستہ ترا سرِ داغ نہیں مجھ کو ملتا مر اسرِ داغ نہیں پھر ہی ملتا ترا سرِ داغ نہیں اس سے بہتر بہارِ داغ نہیں قابلِ سیراب یہ بارِ داغ نہیں	میں عشرت سی پُرا یاغ نہیں خاکِ مضمون بن سکے کوئی تیرہ بختی سے یہ اندھیرا ہے کوچہ زلف میں ہی جاؤں ٹنڈا وہ تو اتنے میں مفلسی کی بیان گئی ایسی کہ کچھ پستانہ ملا گم ہوا راہِ شوق میں ایسا رگِ جان سے قریب تر تو دلِ پر داغ کو ذرا دیکھو کرو یا دل کو یا س نے ویران
--	--

	غیر سے اک ذرا دل غنہین باؤ دلی میں آج دل غنہین	منہ بناتے ہو نام سے میرے کس سے ملنے کو جائیں اب حیرت	
	جیف افسردہ ہو گیا حسرت اب خوشی سے وہ باغ باغ نہیں		
ہم یہ سودا سر بازار لیے بیٹھے ہیں دلشاد لپہ بہت اغیار لیے بیٹھے ہیں جس طرح دیکھو خریدار لیے بیٹھے ہیں حسرتیں دل میں جو دلدار لیے بیٹھے ہیں میں کہوں آپ ہی سرکار لیے بیٹھے ہیں جنس عھیان کو گنگا ریلے بیٹھے ہیں	بہن دل ہاتھ میں ایواری لیے بیٹھے ہیں تج کو ہم بزم میں ایواری لیے بیٹھے ہیں کس کی جس کی قیمت جو تر حال ہو یہ عاشقوں کو تو سبھی کتھیں اور نکو دیکھو وہ یہ پچھیں کہ ترادل ہی جو ریا کس نے تیری رحمت کے سہارے سر بازار جزا		
	منہ چپاتے تھے کہی نام سے جسکے حیرت آج اونکو سر بازار لیے بیٹھے ہیں		
مرنے پہ جان دیتے ہیں مینو سے تنگ ہیں بیزار دین سے ہیں تو دنیا سے تنگ ہیں سچ تو یہ ہو کہ اب تو سلمان تنگ ہیں سبز سے سو پایاں سوا سبزہ رنگ ہیں سچ تو یہ ہو کہ قافیہ اچھوٹے تنگ ہیں	تیرے ستم رسید و نکے اب تو یہ رنگ ہیں جوشٹ نے انقلاب طیعت میں یہ کیسا ان واعظوں کی بحث نے کچھ ایسا دق کیا یہ فلسفے بہ ہند کی حالت تباہ ہے لیکھ چلے دھونڈتے ہیں نوکری کو سب		

<p>افسوس جنگوناز تھا اسلمت پر کہی رہتے تھے جس جگہ کہ حسینوں کے جگہ ایسے گنہ گئے ہیں کہ اللہ کی پناہ جو آج دوسروں کے ہاتھ میں عیب تھا باقی رہا ہوا میروں میں شوقی یہ</p>	<p>دیکھو تو آج وہ ہی حیثیت و تنگ ہیں کچھ شمع کا پتلا وہاں اب تنگ ہیں لکھنے سے جگہ کا تپا حال تنگ ہیں دیکھیں جو غور سے تو خود اپنی تنگ ہیں لڑتے ہیں کچھ بیڑ کچھ اوڑتے تنگ ہیں</p>
<p>حسرت کی وہ زبان وہ ترکیب ہی نہیں نیچے ہیں یہ سہائے کہ بدلتے ہی تنگ ہیں</p>	
<p>دل چشم سیہ میں ہو جگر زلف و تار میں پیدا ہو ہوا جو کش ذرا طبع سار میں تاثیر ہی پر خاک مر و بخت رسا میں شوخی نہیں شامل جو تری شرم ویا میں دیکھیں کہیں حسرت و ارمان ہوں ہمار کیا قہر ہو جب کو لب جان بخش نے مارا کیا فتنے پس میں تری قمار میں ظالم چیز ہی ہو پاؤں سے ملنے ہی کے قابل قصان جو کہ اشتہار لب ہدی ہو کیا ایسی ہو کر تی واک چوب کی تاثیر</p>	<p>یہ اور بلا میں ہو تو وہ اور بلا میں خوشبو مگر مضمون کی اوڑتی ہو ہوا میں تم اور ہوا میں ہو تو میں اور ہوا میں چھبتی ہوئی کچھ بات نہیں ناز و آدائیں اوڑتی ہوئی کچھ خاک سی و با و صبا میں لو زہر کی تاثیر ہوئی آبِ بستا میں اترک ہی ہوا رہتے ہیں نقش کفِ پائیں دل کو بھی مرو آپ ملا لیجے حنا میں سیج ہو کہ ہوا کرتی ہو تاثیر غنا میں کچھ از تیرا عجز تیرے موسیٰ کے عصا میں</p>

<p>ہم لو سکو سمجھتے ہیں چہ رخ تہ دامن خالم مجھے ایسے ترے انداز نے مارا کچھ اور نہیں نام سے دشمن کے بگڑنا جبے کہ یہ چلنے لگی دشمن کے جگر پر ہے روح سیاحت تری تلوار میں قاتل امداد فقط عشق حقیقی کی یہ سب ہے دیکھا جو اونہیں دور سے پیر ضبط کما کما ہم دل میں سمجھتے ہیں یہ اسد کا انصاف دشمن پہ بھی اللہ نہ ڈالے وہ مصیبت</p>	<p>دل پہ چھپاتے ہیں جو دامان قبا میں یہ دل میں گرہ ہے کہ تری سند قبا میں آہستہ تو کوئی بات بکالی ہوا دامن پہلی سی وہ تیری نہیں اب تیغ ادا میں آتی تری وقت دل کی مٹی ہو دوا میں تاثر جو سپہ امونی کچھ خاک شفا میں اک عسکر کو بیٹھے تو دل ہاتھ میں تباہ میں جو روز ازل میں تھا وہی روز جزا میں جس طرح سو کین ہم نے بسرِ حجر کی شاہ میں</p>
--	--

حسرت کہیں کیا آپ ہیں جس بت بیکاری
ایسا کوئی تھہر نہیں نہ ایسا ہی گپ میں

اردیف واو

<p>کوئی تسکین کی صورت تو بتا دو مجھ کو بات کوئی تو اشارے سے بتا دو مجھ کو گالیانِ قسم سر بازار سنا دو مجھ کو دور سے ہی کہی دیدار کما دو مجھ کو مریوا لون کے تمہیں طرز سکھا دو مجھ کو</p>	<p>بہم یوں اوس سے ملا دو نہ ملا دو مجھ کو سیکے گہرائیکا اقرار زبان سے نکرو خواہشِ جیل کا کچھ اور نہ دوا آج جواب غیر کے پاس شب و روز تو رہتے ہو مگر کیا کہا تم نے کہ آتا نہیں مرنا تجھ کو</p>
--	--

<p>گری ہی ہے تہین منظور تو پہر دیر ہو کیا عصہ حشر میں ایسا عطا تو کچھ ہو کہ نہو کسی صورت کی تو اراں تمہارا نکلے گم کیا بخود ہی شوق نے ایسا افسوس عشق کرنا ہوا اگر حشرم تو سخت اب ہونم خون ہو جائیگا دشمن کا کلیجا اگر تم دل کے بدلے میں جو بوسہ نہیں دیتے وہی حشر کا روز ہر ای کا تب اعمال مجھے</p>	<p>میں تو راضی ہوں میرا جان مٹا دو مجھ کو جیسے جی تم تو جہنم میں جلا دو مجھ کو گالیاں اور ہی دو چار سنا دو مجھ کو پوچھتا اونٹن سے ہوں تم میرا پتا دو مجھ کو دل لگانے کی جو چاہو وہ سزا دو مجھ کو اپنے ہاتھوں سے کہی پان لگا دو مجھ کو لاؤ کیا دیتے ہو تم وہ ہی ذرا دو مجھ کو بچھہ گزری ہوئی تم آج سنا دو مجھ کو</p>
--	--

ہاں دشمن سے کہوں دل کا برا ہو حشر
وصل کی تم کوئی تدبیر بتا دو مجھ کو

<p>اضطرابی ہو عبت رات بسر ہونے دو دوست یہ کیکے شب بھر میں سمجھاتے ہیں تمام کر دل کو مرے پاس چلے آؤ گے میں تہین حضرت دل نذر کرو نگاؤں کی لطف دیجائیگی پہر میری محبت کو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمتو نہیں آتے دسین جب شب وصل میں آتا ہوں سحر ہوتی ہے</p>	<p>گھر تو جاؤ گے میرا جان سحر ہونے دو کیون سحر جاتے ہو تم اونکو خبر ہونے دو نالہ و آہ میں پیدا تو اثر ہونے دو میری جانب کو ذرا اونکی نظر ہونے دو دل میں توڑا سامری واسطے گھر ہونے دو درد ہوتا ہے اگر آٹھ پہر ہونے دو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوتی ہے سحر ہونے دو</p>
--	--

<p>نہ اوہ ہونے دو مجھ کو نہ اوہ ہونے دو حال میرا بھی تم نوعِ دگر ہونے دو میرا تو تک کسی صورت گزر ہونے دو ہجر کی شب تو کسی طرح بسر ہونے دو ترچی آنکھوں میں ذرا سیدھی نظر ہونے دو</p>	<p>کیا قیامت ہو کہ مرنے ہی نہیں دیتے تم ہمدون پہلے نہ لکھو انہیں مرنے کی خبر امتحانِ جذبِ محبت کا مجھے کرنا ہے زندگی ہو تو شہِ وصل بھی آجائے گی یوں اوڑاؤ گے مریجانِ نشاندہِ دل کا</p>
<p>وصلِ قسمت میں تمہاری نہیں لکھا حشر عمر گھٹ گھٹ کے اسی طرح بسر ہونے دو</p>	
<p>لو اذان ہوتی ہے اب مجھ کو نکل جانے دو ٹھہرو ٹھہرو ابھی ارمان نکل جانے دو تھام لینے دو جگر دلو سنبل جانے دو آؤ بجاؤ گئی بات کا بل جانے دو صبح ہو گی ہیں آئیگی اجل جانے دو صبح کو بات ہیں آئیگی نکل جانے دو تو سننا زسے لاشہ کو کچل جانے دو ہاتھ اونکے کہیں ہو جائیں شش جانے دو موت تو دل جو بہتا ہی بہل جانے دو</p>	<p>کتے ہیں وضع میں آتا ہی نکل جانے دو اور کچھ بات نہیں ذوقِ نظر ہو سکو ایک بیک چہرہ سے کا کل اوٹھا و حساب کتے ہیں ہم نہ کرینگے کبھی اعدا کا گلا حضرتِ دل اونہیں اس وقت نہ رو کو دیکھو پچھلی شب کو وہ تراہو مستگر کہنا قتل کر کے وہ چلا راہ میں ڈالو کوئی امتحانِ منجی جان کا نہ کرو حضرتِ دل اور کیا چاہیے گراس کو قرار آجائے</p>
<p>حالتِ نرسا ہو سوقتی تو نہ جانے</p>	

آج ارمان تو حسرت کا بھل جانے دو

<p>ہم کرینگے یونہی نینِ فرقت میں بہر جانے دو تم شبِ وعدہ نہ لو آگے خبر جانے دو خود چپے آؤ گے کنچکری کی انشا اللہ یاد رہ رہ کے مجھے آئندہ پہر آتا ہے ہمدیون اونکو نہ لکھو مری مرنے کی خبر وصل کی رات کو وہ ہاوی کسی کا کہنا</p>	<p>نہ سنو تم نہ سنو حالِ دگر جانے دو کوئی کجست جو مر جائی تو مہر جانے دو نہ ہی کچھ مرنا لون میں اثر جانے دو ہاوی کہنا وہ ترا وقتِ سحر جانے دو حال ہو جائے نہ کچھ نوح دگر جانے دو کہ اذان ہوتی تو بجتا ہی گجر جانے دو</p>
---	---

حسرت اون سوزہ کر عرض تمنا ٹھہرو
 اور تھوڑی سی ابھی رات گز جانے دو

<p>یاں نہیں آتے کبھی تم بندہ پرور رات کو آتے آتے رہ گیا منہ کو کھلجا ہجر میں آپ کی فرقت میں اک برپا قیامت ہو گئی خیر تو ہو حضرت دل کیا مصیبت آگئی ہاوی وہ نظارہ رویٰ منور کیا ہوا اچلا تھا اس کی جانب سے مجھے صبر و شکیب چاندنی بھی ہجر کی شب میر گہرائی نہیں کیا نکالا ہی طریقہ تو نے یا ہی مہروش</p>	<p>غیر کے گہر میں رہا کرتے ہوا کثر رات کو جاتے جاتے رہ گئی یہ جانِ مضطرات کو میری نالوں نے اوٹھا یا شوخِ محشر رات کو کس سے وعدہ ہو چلے ہو کیون نکھر رات کو کیون مجھ کو گفنے پڑے ہر روزِ اختر رات کو بدگمانی کرو یا کیون تو نے مضطرات کو ہر جو مہمانِ عدو وہ ماہِ پس کر رات کو دن کو رہتا ہی مرے گہر اور باہر رات کو</p>
---	--

<p>کس پل آیا کو تو پیر و مرشد خیر ہے جاتے ہو حسرت کمان تم روز پیکرات کو</p>	<p>تمکو ہمارے حال کی ایسی خبر نہ ہو تیری اسید و مل میں مہیات کیوں جیے اوسکی نگاہ لطف کہانتک پری رہے ایسا نہو کہ بام پہ آجائے وہ قہر ڈرتا ہوں میرے سینہ پر کہین آپ ہاتھ دین کیا جواب غیر بہلاؤنکی کیا مجال سچ تو یہ ہے کہ خاک ہو پیر لطف زندگی</p>	<p>کیا کیا بڑی سببے خوفان بلے نثر نہ ہو جس جان ناتوان کو اسب بحر نہو دیکھین ہمارے حال یہ کب تک نظر نہو ناصح ہی میری طرح کہین جامہ در نہو آتش فشان کہین مراد لغ جب گر نہو کیا کیا نہ ہم کرین جو تمہارا خط نہو گردل بن کاوشین نہون سوز جب گر نہو</p>
<p>دربان ٹال دیتے ہیں قاصد کو دور سے حسرت کی آپکونہ ہوئی ہر غم نہو</p>	<p>وہ نالہ گیا چرخ پہ دیکھا مری دل کو یہ دیکھ کے کہتے ہیں سیجا مری دل کو ممکن ہی پس قتل اوسے جسم نہ آتا کجخت کا دور روز سے انداز وہی ہے دیکھا ہوا ہے جب سی ہوا آپ سے باہر لگتی ہی نظر خیر سے تعریف نہ کیجے</p>	<p>ہو لے سے ہی ریت نہ ستا نامری دل کو بیمار کرا یا سہی حسد یا مری دل کو افسوس کہ ظالم نے نہ دیکھا مری دل کو بجلی کا جو بہایا ہی تڑپنا مری دل کو انداز کسی بت کا یہ بہایا مری دل کو کیا چیز ہی ہے آپنے دیکھا مری دل کو</p>

جو آنکھ ملاتا نہیں ہو لے تو ہی حسرت
ہے اوں سے ہی ملنے کی تنامری دل کو

کرتا ہی ستم جان کے پتھر مری دل کو بیتاب کوئی دوسرا ایسا جو نہ پایا آنکھوں میں نہیں جتنا ہی مہتاب کا نقشہ صد شکر کہ معصوم کیا سوز نہانے منظور ہی کھل جائے تیری نو کامری حال گھر کر گئی ایسی خلش غارِ محبت کھل جائے اگر کچھ ہی حقیقت تہیں صبا	اپنا سا سجتا ہی ستم مری دل کو نخستے کیا اوں نے دیکھ مری دل کو بہایا ہے جو وہ روی منور مری دل کو اب کوئی ہی کہتا نہیں مضطرب مری دل کو کاتب بھی جو لکھتے ہیں مکر مری دل کو انگارہ بنا ہے گل بستر مری دل کو کعبہ سے سمجھنے لگو بہت مری دل کو
---	---

حسرت یہ کیا کام مری سوزِ درون نے
دل سوز سجتا ہے ستم مری دل کو

دل سے کر گیا محو سبھا کے نام کو مختار سے شال جو تیری خرام کو آزاد اب تو کیجے صاحبِ عمام کو اس محفلِ نشاط میں توبہ کا ذکر کیا میں کیا کہوں جو رنجِ گذر تہیں دو تو ظاہر ہو کس طرح او نہیں الفت نہیں مری	ایسا نہ ہم سمجھتے تھے تیری خرام کو ہم نے کیا ہے زندہ قیامت کے نام کو لیجھڑاؤ لٹے ہاتھ سے میرے سلام کو چمکا دے سا قیام میں جلدی سے کیا کرتا ہوں یاد جب دلِ جنت مقام کو پہنچا کے دیکھ لے کوئی میری پیام کو
--	---

<p>دیکھو کوئی فساد ہو یا نہ ہو کہیں لالہ نے باغ میں تو شفق نے سپہر پر</p>	<p>لیفٹانن میر سے سانسے ڈھونڈ کر کے نام کر بدنام کر دیا ہی شہید دون سکتے مگر کو</p>
<p>مشہور حسرت یہ جانتے ہیں کوئی جانتا نہیں جاتے ہیں اوسکے کوچ میں ہر روز شام کو</p>	
<p>بزم اغیار میں تم رنگ جاتے کیوں ہو رشتے سے خاک میں دشمن کو ملائیے کیوں ہو بزم اغیار میں یوں پردہ اٹھائیے کیوں ہو نالہ ای سحری تنگو ہوا ہے سودا کچھ ہی گر مجھے علاقہ نہیں تنگو صاحب عیب پوشی کہیں منظور نظر ہو انکی کیا ہو اجا کے وہاں ناصح شفق کیسے خیر ہے ایسے شکر سے سوال ہو سہ</p>	<p>گر جاتے ہو مرارنگ اڑاتے کیوں ہو کمری سوگ میں تم خاک اڑاتے کیوں ہو رشتے سے تم مجھ پر پردہ بھلاتے کیوں ہو وہ تو ادا تھے نہیں پھر حشر اڑائیے کیوں ہو پہرہ دامن کو مریاؤں لگاتے کیوں ہو نام سے غیر کے تجھ آنکھ چراتے کیوں ہو آج یاروں سے قیسم نہ کو چپاتے کیوں ہو حضرت دل مجھے ہر رات اتے کیوں ہو</p>
<p>غیر سے تو نہیں الفت تو بلاسی اوسکی آپ حسرت کو یہ ہر بار سناستے کیوں ہو</p>	
<p>یابیب کسی کا سوز دل ایسا نہان نہو نازک چو او کو رنج نہ پہنچے شب فراق تحت الترابین گر چو جسم مجھ قبول</p>	<p>یاں جنوں میں سب سے دلیرم اگر میں نہو دوتا ہوں کارگر مری تو دو فغان نہو چمکا رہا میں تیرا خون جگر آسمان نہو</p>

تاثیر ہوتی جاتی ہے اب جذبِ عشق کی یارب بلا سے آتشِ گل اسکو ہونکدی میں ہوں فراخ دل نہیں ہونا تجھ کو فشا ڈرتا ہوں رازِ دل کو سناتے ہوئے تجھے افسوس ہاں حضرت عیسیٰ بھی بچا چین مڑتا ہوں تیری ضبطِ پروں غصہ کیا	ممکن نہیں کہ آپ کے لب پر فغان نہ ہو بجلی سے جلکے خاک مرا آشیان نہ ہو اوتیر یا پہلے سے تو پریشان نہ ہو ممکن نہیں کہ غیبِ تر از رازِ دان نہ ہو صد حیف کچھ بھی چارہ در دہان نہ ہو وقتِ سوال بھی مجھے تابِ بیان نہ ہو
--	--

حسرتِ جہان یہ رات کو جاؤ ہیں جیسے آپ
ممکن نہیں جناب وہ کوئی بتان نہ ہو

اگر بوسہ کوئی رخسار کا مجھ کو غایت ہو سوئی گو عرسِ بیانِ گروہ جائیں تو چالت ہو دیا ہی بوسہ رخسارِ دشمن کو مروی آگے وہ دن ہی یا دین کس حالِ بد میں مجھ کو چڑھتا یہ جنگِ زرگری دشمن ہی میری بنانے کو دکھا دوں آنے تصویر کا او کی جو میں لا کر حسینو کو نہیں دیکھا زمانے کو نہیں بڑا تمہیں غیروں کے ملنے کی فرصت نیز ملتی	دلِ نالان کہی میں نہ سہرِ قمرِ شکایت ہو نکل آئیں تڑپ کر قبرِ سمرِ مردی قیامت ہو نہایت بیجا ہو یوفا ہو بے مروت ہو تعبِ بزمِ مرنے کی تم کو آج حیرت ہو مجھے ہرگز نہیں آتا یقین تم کو محبت ہو تجھے سکتا سا آجائے ابھی نا صحیح صورت ہو وگرنہ تجھ کو ہی ای نا صحیح نادان نصیحت ہو تعجب ہے کہ ہر مجھے نہ ملنے کی شکایت ہو
---	---

کیا ہر رامِ حسرتِ تنہاؤں طفلِ بہار ہو

سمجھ رکھا ہو ہم نے یہ کہ تم ہی ایک حضرت ہو	
ہم تو خوش بین ہیں پھر خواہ جان ہو کوئی ہو ہو چکا بس ضبط ایدل ہاں تری لب پر رہا بتکدہ ہو یا کعبہ یا مہتاب اسنگ دور وقت گر ہو تو سنا دینا اونیں اپنی قصہ خون سحر ہو انسان ہو جن ہو پری ہو یا ملک دل ہو میرا جگر یا پہلو یا خانہ خراب	غیر محشر ہو مرگ ناگمان ہو کوئی ہو نالہ و فریاد ہو آہ و فغان ہو کوئی ہو ہم کو سجدے سے غرض ہر آستان ہو کوئی ہو قیس کا قصہ ہو میری داستان ہو کوئی ہو تیغ ابرو کی تھاری نیچان ہو کوئی ہو آپ کی مرغ نگہ کو آشیان ہو کوئی ہو
وہ کرو آباد اس دشت خراب آباد کو قیس ہو حضرت ہو پر بے خانان ہو کوئی ہو	
سخت جانی نے مری شرما دیا جلا دو کو گر ہو لا دون صفحہ خاطر سے تیری یاد کو صلح قدرت نے گویا خودی اپنی ہاتھ سے جانب دل وہ ہے کہ چہہ جائے رگ جانمیں لگے	ہاتھ سے تنگ کے پھینکا خنجر فولا دو کو کس طرح تسکین دیں پہاں دل ناشاد کو نور کے سانچے میں ڈھالا اوس ستم ایجا دو کو پہر نکلنے دین نہ باہر نشتر فضا دو کو
کیا غضب تو نے کیا میں تجھ کو حشر کیا کہوں پہر بنایا دوست اپنا اوس ستم ایجا دو کو	
حاصل کی طرح سے تو ذوق نگاہ ہو یون ہو یہ بات دل سے اگر دل کو راہ ہو	محشر ہو اور سہم ہون تری جلوہ گاہ ہو تک کو خنبر نہ مری حالت تب تاب ہو

<p>ایسا ہوا دھڑک دھڑک کسی کی نگاہ ہو جب تو نہ ہو تو آنکھ میں نورِ نگاہ ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کے چہرہ رسم و راہ ہو مکمل نہیں کہ او سکوتِ را کی پناہ ہو ایک کاشش قہری کی ادھر کو نگاہ ہو مردہ او کھارڈ دیکھو اگر اشتباہ ہو یوسف کو قہر سے نہ زلیخا کی چاہ ہو</p>	<p>سینہ سے مینے او نکولگیا تو یہ کہا نظارہ سوزِ جلوہ بخشا رہی ترا چھائی ہوئی ہو آنکھ میں الفتِ قریب کی جو مور و عتابِ صنم ہو خدا گواہ مانا عدو ہیں چشمِ غایت کے مستحق گزر کر کس نے پر تمہیں آتا نہیں یقین خالی ہے بے نیازی مشوق ہی کہیں</p>
<p>حضرت جناب دلغ کا فیضِ خاص ہے یون ورنہ شاعروں میں تری لاواہ</p>	
<p>الٹی کیب ہوا اپنی فغان کو عدو کو پاسبان کو آسمان کو ہماری بندگی تاب و توان کو وے سائیں دی چکے سب پاسبان کو بہت ڈھونڈا کئے اپنے نشان کو مٹاؤں کس طرح دردِ نہان کو</p>	<p>نہ خوف او نگو نہ شکوہ آسمان کو مٹاؤں کس کو آہِ نیم شب سے اجو مہ بخودی ہے کوئی کسرو جو پہنچے پاس او نکے کیا کہینگے نہ پایا حشر تک بھی کوج ہم نے تسلی کو بظاہر ہو گئی ہے</p>
<p>بہلا رکھا ہے کیا کعبہ میں حضرت نہ چھوڑو حبد کو سئے بتان کو</p>	

صورت مہر جاگیر بنے پرتے ہو
 گہر عالم تصویر بنے پرتے ہو
 تنگوین شن کے نکلتے تو نہ دیکھتا کبھی
 ہاتھ میں ہاتھ جو دشمن کے دیا ہوتے
 ساتھ دشمن کے ٹپکتے نہیں گلزار میں تم
 دل میں آتے ہی نکل جاتے ہو دلسرے کیونکر
 قتل کرتے ہو میر جان گذرتے ہو جہیز
 سچ تو فرماؤ محبت ہے یہ کس کی تم کو
 صفت میں ساتھ ہے لڑکوں کی جماعت زلہ
 پاس تم جسکے گئے جیت اوی کی ہوگی
 میرے گھر میں ہی ذرا آ کے تجلی کرو
 یہ تو کچھ بات نہیں بچکے کھجائے ہو
 زلف کو لے ہو تو تم آج یہ سو والی سے

تم باندھ کہ تصویر بنے پرتے ہو
 ایک عال پے تیغ بنے پرتے ہو
 غیر کی خوبی تقدیر بنے پرتے ہو
 کیا سڑی جسم کی تقدیر بنے پرتے ہو
 ہاں بخت کو شمشیر بنے پرتے ہو
 کیا سڑی شوخی تقدیر بنے پرتے ہو
 آج تم ہند کی شمشیر بنے پرتے ہو
 ہر گلی کو چپ میں لگے پرتے ہو
 چشم بد دور یہ تم پہ بہت پرتے ہو
 سچ تو یہ ناش کے تم پہ بہت پرتے ہو
 آج تم ماہ کی تصویر بنے پرتے ہو
 دل میں چپ جاؤ اگر تیر بنے پرتے ہو
 کیا کہیں میری ہی تقدیر بنے پرتے ہو

کیا مصیبت ہو پڑی حال دیکھا حسرت

اس جوانی میں جو تم پہ بنے پرتے ہو

یہ جہیز تو نہ پائیاں مجھ کو
 پہلے چلتا دل سو گیا بان مجھ کو

اتنا کرنے دو جو جنوں چاک اپنا مجھ کو
 اتنا کرنے دو جو جنوں چاک اپنا مجھ کو

اپنے بالوں میں وہی طرز نکالی و ستر
جرم الفت میں تری آج ہوا ہون جو اسیر
صفت سے اٹھ نہیں سکتا ہین مروت جنون
و سکون ہر ہی اتنا ہی نہیں پاس مری
اور ہی زخم جگر یہ نمک ریزی ہر
باغ فردوس میں کیوں لیکو اجل آئی ہر
ستم ایچا کو کا انداز ستم تو دیکھو
وصل کی رات ہی بیٹے دعا مانگی تھی
سامنے میرے کرین پ عدد کی تعریف
ماہ و خورشید کے مانند مجھے چکر ہے

جب دیکھا ہر ستر نے پریشان مجھ کو
کم نہیں گوشہ فردوس سے زندان مجھ کو
تنگ کرتا ہے بہت ایتو گریبان مجھ کو
ایتو مرنے کا ہی ملتا نہیں سامان مجھ کو
دور ستم خود کہاتے ہوں مکران مجھ کو
ہاں جانا تھا سو کو چہ جانان مجھ کو
درِ اغیار پہ کرتا ہے نگہبان مجھ کو
موت آجائے الٹی شب ہجران مجھ کو
یہ تو سنے کی نہیں تاب میر جان مجھ کو
ٹھہرنے دیتی نہیں گردشِ دلان مجھ کو

بکھرے دم میں نہیں جانے کی تمنا حسرت
مرحہ گانے کو ہو کافی درِ جانان مجھ کو

حسرتیں منتظر ہیں آنے کو
کبیل سمجھے تیرے دل لگانے کو
میرے دل کو کہ سامنے میرے
قصد یہ پڑ گیا زمانے میں
جو کبھی عیش میں گزارا تھا
یہ بھی دلچسپ استان ہو ایک

دل ہی ملتا نہیں لگانے کو
اب ہولے مرے بنانے کو
وہ چلے غیر کے ستانے کو
غم ہی ملتا نہیں ہو کہانے کو
یا دکر تے ہیں اون مانے کو
سُن تو لیجے مرے فسانے کو

<p>میری شامت نہیں چھین کر دو تم پہ کھلیا گیا عدو کا حال کچھ ستا نہیں ہی میرے نظر ہو جتاؤ نکلی آرزو ہم کو لین بڑائی نہ آپ اپنے سر جس پر گزری ہو یہ وہی جا آہی تری ہیں میری دلیں دل تمنا کا ہو گیا سکن</p>	<p>اونکو دھن کے ساتھ جانے کو تیغ کہینچو تو آزمائے کو آئے ہیں میرے آزمائے کو تم کدیر جاتے ہو تانے کو چرخ کچھ کم نہیں تانے کو مجھے پوچھو مر مٹانے کو حسرتیں دہو نہ کر ڈکانے کو متمنی ہی یاس آنے کو</p>
<p>شکو رہتے ہو جس جگہ حسرت ہم ہی دیکھ آئے اس ٹھکانے کو</p>	
<p>یہ دل میں اب سامی لکھنی اگر زانی ہو گزار ہو پوچھ سچی ہو سب کہانی یہ بات یاد رکھ انسان اس جہان میں کہتا ہی یہ زمانہ انسان دل میں سوچے جونہی میں سب میں یہ کہہ ہی جا واعظ کی باتیں سن کر مسوس مجھو آیا شکل ہوئی تو آسان تیرے دل میں سوچی</p>	<p>سچی ہوں ساری باتیں مضمون نچرل ہو مضمون ہو جو اوہم اپنی ہی بر محفل ہو جو کام آجکا ہو ہرگز نہ اوس کو کل ہو ٹھکے جو بات نہ سی بر موقع و محل ہو جو آج ہو کا ہی تم سے نہ کام کل ہو کیا اوس کام ٹھکے جو آپ پر دغل ہو اب وہ کام کرنا جو آپ بر محفل ہو</p>

<p>وہ ہنکے مجھے بولا کیسا ایسا جھل ہو مقبول داغ اپنی اس کے اگر غزل ہو</p>	<p>ساتی ہو میں نے شکو اک جام ہو جو مانگا حالی کا تو نقالا ہم مستند سمجھ لیں</p>
<p>تدبیر کوئی ایسی حسرت مجھے بناؤ دنیا ہی ہاتھ آئے دین میں کچھ ظلل ہو</p>	
<p>سید ہی قسمت چاہیے تدبیر اولٹی ہو تو ہو راس مجھ کو مان تری تدبیر اولٹی ہو تو ہو مان گر کچھ تیری ہی تقدیر اولٹی ہو تو ہو بے خطا و نگو کوئی تعزیر اولٹی ہو تو ہو کچھ مگر قاتل تری شمشیر اولٹی ہو تو ہو غیر کی لیکن کہی تقدیر اولٹی ہو تو ہو میری ہی قسمت کی کچھ تحریر اولٹی ہو تو ہو تیری اس جلدی میں مان خیر اولٹی ہو تو ہو مان ہمارے خواب کی تدبیر اولٹی ہو تو ہو اور کچھ حالت مری نفسیر اولٹی ہو تو ہو اس کے بدلے میں مگر تحقیر اولٹی ہو تو ہو</p>	<p>جذبہ دل کی مرے تاثیر اولٹی ہو تو ہو چارہ گر سمجھا نہیں اوندھی ہو کچھ قیمتی ناصحا سیدی مری باتیں ہیں تو سمجھا نہیں لطف تو یہ ہے کہ وان تو بیگنا ہی جرم ہو سخت جان میں تو نہیں ہو کیوں نہیں کٹا کلا وصل کی تدبیر اونکے اور تو ممکن نہیں نیکدل بیشک ہے وہ اونکی نہیں ہر گز خطا اضطرار پل تر او نکوا اثر ہوتا نہیں ساتھ سوتے اونکو دیکھنا یہ مگر دشوار ہے وہ اگر آبی گئے تو بھی سنبھلنا ہی محال غیر کی محفل میں جاؤ اور تمہیں عزت ملے</p>
<p>دھنگ حسرت کے یہی ہیں تو ہی آزاد محال پاؤں میں دشی کے ابز خیر اولٹی ہو تو ہو</p>	

روایت ہای ہوز

<p>آئکھوں سیہ رہا ہر براہ نظر کے ساتھ نشر ہی ہو ضرور مری چارہ گر کے ساتھ کیا بے خبر ہوئی ہیں کیسی خبر کے ساتھ آتے ہیں خوب یاد خیال سحر کے ساتھ الفت کا ہر خیال ہوا اس بد گہر کے ساتھ اجزائے دل شریک ہیں بخت جگر کے ساتھ</p>	<p>بہر دل تمام عمر رہا تھا جگر کے ساتھ منظور چیر رہی مجھے زخم جگر کے ساتھ پہچو شش یاس حسرت و اندوہ و درد ہی شور و فغان و نالہ و فریاد شام وصل نہ فل ہوئے ہیں آفت و آزار ظلم سے پہ تو خیال دعوت مرگان کا حوصلہ</p>
--	--

حسرت یہ اضطراب نے مجھ کو کیا خراب
پہنچا ہوں کوئی یار میں پیغام بر کے ساتھ

<p>نہ سے ہی اک کلام ہیں جو روئے خاک کے ساتھ خبر ہی وہ لگاتے ہیں تو کس ادا کے ساتھ افسوں ل گیا مر کا لی بلا کے ساتھ تنکے کی طرح لاش اوڑھی جو صبا کے ساتھ بر باد دل گیا نفس باہر اس کے ساتھ جاتی ہے جان ہاتھ سے گواہی کے ساتھ کرتا ہی ہمسری تری لف و دوتا کے ساتھ</p>	<p>شہنشاہ پائیدار است ناز و اوا کے ساتھ انگلیاں تو قتل میں دیکھو قضا کے ساتھ ناباں چلا گیا تری زلف و تبا کے ساتھ نہ سزاغری تری کشتے کی بعد مرگ تہمتا خیال کہی پاک دین کو کیا یہ آج فتنہ معش خرام ہی بے سوسلے مرے بخت سیاہ کے</p>
---	--

حسرت کے بیگیا ہی جو عقل و جاسوس ہوش

جا تاوی آج دل ہی اووی دل ربا کے ساتھ

میرا کہ تو سکندر سے ہی توقیر میں شیشہ
خاتم نے لگا کر کہا ہی شمشیر میں شیشہ
توصاف ہو دل زلف گر گاہ میں شیشہ
گو یا ہی پتہ سران کی تفسیر میں شیشہ
کیا خشت کی جا ہی تری تعمیر میں شیشہ
ہو آج گرفتار جو تیر میں شیشہ
آتا ہی فطرت تری تصویر میں شیشہ
پابند ہوا کوئی تقصیر میں شیشہ
زیبا ہی سکندر ہی کی تقدیر میں شیشہ

رہنما ہی جو دست بستہ پیر میں شیشہ
خود بینی قاتل کو تو دیکھو کہ درخشاں
ہو آست دل میں آگ زبانا گاہ گیسر
وہ مصحف رخسار ہی یوں خط میں نمودار
ہر ایک جگہ پلوہ ویدار ہی پیر میں شیشہ
کس کو یہ مصفا ہے ہوا تہا یہ متقابل
ہو تا ہی سبب رشک کہ مگر ہو کارون ایسے
ہو عالم سیرت میں یہ ہر وقت گرفتار
ہر آئینہ گر کی نہیں تفت پیر چمکتی

حضرت کے لئے کیوں نہیں بہرنا و ساقی
آیا ہی کہاں سے تری جاگیر میں شیشہ

کہ دم لیتا رہے بیمار غم آہستہ آہستہ
لب نازک کے کما تے ہیں تم آہستہ آہستہ
زمین پر اب جو کہتے ہیں تم آہستہ آہستہ
اجڑم کاوشرا ہندو غم آہستہ آہستہ

جفا میں رفتہ رفتہ ہوں تم آہستہ آہستہ
وہ کچھ کہتے چوتھے جاتے ہیں کچھ کہتے قول تیری ہیں
یہ رفتار سے برابر گئے حشر ہی اکدن
یقین ہو مجھ میں ہکا و گزرا کر مار ڈالیں گے

محبت میں ذرا دلت پیری حضرت اوتار کا

ایک نوحہ میرا دل بہاؤ

یہ تپہ درہن جویت میخوار پی شیشہ
 وہ ہوش ربا جلوہ جانامی سرزم
 تم جان بچاتے ہو عیث زاید واپسی
 معلوم ہوا ہر جگہ کسی مست کو چھو
 کہتا ہے جو محفل میں یہ بیست کی ٹھوکر
 کس رخ سو مقابل یہ ہوا تہہ کا خطا پر

م باز کار جو سار چو شیشہ
 جیستہ سحر کالٹیت بدوار چو شیشہ
 جھنجھٹہ نہشتہ چو بدوار چو شیشہ
 یں بیٹھ کے کہتے ہو کہ یہ کیا چو شیشہ
 انہاں سے آگاہ ہو تو غماز چو شیشہ
 زنجیریں چو سیر کے گرفتار چو شیشہ

ایک نوحہ میرا دل بہاؤ
 ایک نوحہ میرا دل بہاؤ

ایک نوحہ میرا دل بہاؤ
 کیوں پریشان ہو مچھلنے والی
 دور سے اب اس میاں پر ہم آئے ہیں
 چھل کی شب ہے میاں کو کوئی نہیں
 باز معلوم مجھے دوش پر پسر تیار
 اپنے حصہ کی پلا دو جسے ساتی ہو
 لطیف توجہ ہے کہ تیرے کو ڈاکو
 ہا صحو یوں تو مرا سحر پر تو ہوا عیث

بے باقی نہ صرف اسے آؤ دشر
 اپنا احوال دیا مچھلنے والی
 مان جب اوہ میرا دیدار کساؤ نہ
 پروا نہ تو میری بات دے ساؤ نہ
 تیرے گروہ پر مری آج لگاؤ نہ
 ہیکشور میں نہ آج کب ساؤ نہ
 آج میری کوئی غم ساؤ نہ
 اس کی جگہ نہ کی تیرے ساؤ نہ

<p>آپ کا حبس و زمین سے کھو گیا اور اللہ آپ کا عشاق کو تار سے تار سے نہم سے بلایا ابھی بڑا کر سلاؤ اللہ کسی صورت سے عروہ زمین نہم اور اللہ</p>	<p>میرے چہرے میں ہم ان سے یہ کہہ دی کوئی نہیں آتا ہی نہیں ہیں کی دم پر آکر شکرا اللہ کہ حسن کی دولت ہو ملی ورنہ ہم ہو کے ہی آجاؤ یا کسی لیکن</p>
--	---

آپ کا بھرنے سے تار کی ایک پستہ

اجی آؤ ا جی آؤ ا جی آؤ

<p>اور کو کھنڈہ سے ہمارے اللہ کی پہناہ اس ہندی گسار سے اللہ کی پہناہ ایسی گستاخا سے اللہ کی پہناہ اس شہنشاہ شہنشاہ سے اللہ کی پہناہ جوین کے اس و ہمارے اللہ کی پہناہ اس ہار ہار سے اللہ کی پہناہ ہوئی کی اس گسار سے اللہ کی پہناہ اس ہار شہنشاہ سے اللہ کی پہناہ ایسی ہی سو و ہمارے اللہ کی پہناہ حیدر کی دو الفقار سے اللہ کی پہناہ</p>	<p>رہا شہنشاہ اب ہمارے اللہ کی پہناہ پہنچان سے دو سے دیکھا تو یہ کہا مجھ سے تار کی کو دیکھ کے دوں کی گیارہ پانی ہوا ہر شہنشاہ کی چہ آج ہر گز جائے تین وہ جد ہر کو اور ہر قل عام ہر پچتا نہیں ہو جس کو ڈسا تیری زلف سے جا کر چہی ہر دل میں تھما ہی ہر کوئی کہ دل سے نکل کے پہنچتی ہر آسمان کو یہ ہو سے کو دیکھ نہانہ دل اور لیگیا کفار کہہ رہے تھے عجب عجب دابہ ہر</p>
---	--

دل کے تری غبار سے اس کی پناہ	مٹا نہیں مٹائے سے ظالم غضب یہ ہے
کہنا کسی کا مری شیب و مسل باز بار	حسرت تمہارے ہمارے سے اس کی پناہ
رد لعل البیار	
<p>عمر گزری چونکہ یہ مہر پر خشتانِ لہین ہے پہر خیالِ طر و طسرا جہانِ دِلین ہے آہ میں کس سے کون جو بیخِ پناہِ دِلین ہے جو کہ پناہِ آنکھ سے ہو وہ نمایاں دِلین ہے پہر کسی کا فرسے بجانے کا ارمانِ دِلین ہے پہر خُش انگن کسی کا تیر مژگانِ دِلین ہے ایک سرت سے ہی کا فر تو مہمانِ دِلین ہے زخم تو ظاہر نہیں ہے داغِ پناہِ دِلین ہے ہاں اگلا سا وہی جوش کا سامانِ دِلین ہے کیا رگِ جان کے عوض تارِ گریبانِ دِلین ہے</p>	<p>ایک مہر سے ہی خیالِ رویِ جہانِ دِلین ہے پہر وہی سودا وہی آشفگی ہے سو ہو آسمان و زمینِ عدو تقدیر او لٹے وہ خفا کیسے بچلی تصویر کی کیا ہماری جذبے پہر شکستِ توبہ کے آنے پہر آنی بہار پہر ہوا مجروحِ جہنم ہوشانِ بے خودی اشتیاقِ بدوِصلِ خیالی کیسا کہوں بدگمانی کا بڑا ہوا چکا اونکو بے تین آہِ فِصلِ بہاری انقلابِ طبع ہے چارہ گر مشکل ہو کیوں چاکِ دل کا انیام</p>
اضطرابی و پریشانی میں حسرتِ آج کل جب میں تارِ نفس تارِ گریبانِ دِلین ہے	
موجانِ سحر تو تم دل بڑی کل سے ملتا ہے	قیامت ہوا ہی پر قہر ہے جو دلی ملتا ہے

<p>وچہ بنیہ کہ قابل چہ ہو دیکو دی جلتے بلائیں نہ خون میں حشریں نسو کر توہین بلائیں جاگزین سچی بین تو سہ لوٹا تہین نگاہ پر لوت ممنون برہنیں ناسیدی کا بناہوں یاد کار عاشقان معصوم ہونے پر اوچان روز عشق کیا کیا رشک کا ماتہین مٹایا ہو دنی کو استعد میری تصور نے نہ تو آئی رشوہ آئی روٹوں روٹوں کی کیساں ہے</p>	<p>کوئی جب مل جلا آکر کسی بیدل سوتا ہے کوئی ارمان شاید اب ہمارے دلوں سوتا ہے قیامت کا پتا پورا تری محفل سوتا ہے تمنا دل میں آتی ہو نہ ارمان مل سوتا ہے پتا نہ ہو نہ کا کاسیری آب گل سوتا ہے تراخیر کچھ جس دم تری لبہل سوتا ہے کہ قابل کا طریقہ آجکل لبہل سوتا ہے تراوہ وہی میری دور و منزل سوتا ہے</p>
---	---

تمنا دل کی برائی بہت دشوار ہے شہریت
 جسے کتنی بوجھت دعا شکل سوتا ہے

<p>تہاں تو تن پہ کرنا ہی کچھ تار بجے خوشی گن ہیں اتنی ہو کر دگار بجے اثر یہ جذبہ دل کا نہیں تو پہر کیا ہے یطوف دید کے قابل ہو اوکل خاطر سے کیا ہو تنگ یہاں تک تو اب زمانے نے یہ خوبیاں ہیں فقط اپنے ہی مقدر کی اوی و آنکہ لڑی جس کو اجتناب رہا</p>	<p>لے خام خدائی یہ ستار بجے کہ لوگ کہتی ہیں تیرا گناہ گار بجے وہ اور بیٹھ کے روٹیں سر سزا بجے عدو کی نقش یہ بننا ہے ہو گوار بجے کہ اپنی ہوت کا رہنا ہو اشتہار بجے خدا کی شان کر دتم ذلیل و خوار بجے نگاہ شوق نے ایسا دیا اور ہار بجے</p>
--	--

<p>خواب کر کے دلِ سقیم وار چوڑی گیا دہی زبان ہو کہوں جس دے علاؤں سے وہ خوش نصیب بن آخر لاپٹی تیتے ہیں خوشی تنگ بدن پر پھوسکے سر پر ہیں</p>	<p>اویسار تھی کہ گشتِ بندہ بے یار سنبھلنے دی جو ذرا آج انتشار مجھے چھپا چور اسکے چہ بیانِ بڑے خوار کر کے وہ خواب میں آکر ہو بکارت مجھے</p>
<p>جفا بتوں کی اڑھانا تاس طرح حسرت کچھ اپنے دل ہی پہ ہوتا اختیار مجھے</p>	
<p>نہاں ہو اندھیری کس کی بات رمانی کس طرح اوس تانک باڑ نہیں باغِ ارم سے کام محکم کو وہ آئے بھی تو تو فی غیر کیا تھ کیا ہو مجھ کو شادی مرگ تو نے</p>	<p>نہاں ہو اندھیری کس کی بات عدو کہیں پر دہ پاپساں ہو بتاؤ تھو خضر کو کوچہ کسان ہو ہمارا جہد بند دل رانگراں ہو نرا آئی مرگ رنگسان ہو</p>
<p>صفائی دیکھیے ہوتی ہے کیونکر بہت حسرت سے اب وہ بدگمان ہو</p>	
<p>حالت بُری ایسی بھی نہ ایدل ہو کسی کی نقدِ برِ عدو دیکھیے ایسا بھی سنا ہو پائی ہو ٹھکانا وہ مری دل ہی میں آ کر وعدہ تھا یہاں کا وہ گئے غیر کے گدین</p>	<p>اس طرح طبیعت ہی نہ ایدل ہو کسی کی برائی تھنا سہ محض ہل ہو کسی کی حسرت جو نہ برائی ہے قابل ہو کسی کی اس طرح سے اب نہ ہل ہو کسی کی</p>

<p>اہم چہیز سے بچیں کہ جو حال ہو کیسا یہ ہی ہیں فقط خوبی تقدیر کی بائیں پھر کیوں وہ شب روز چپائے رہیں نہ کو وہ کونسا غمستہ ہو جو اڑتا نہیں بسین</p>	<p>الفت جو تجھے شہ سائل ہو کسی کی مر جائے کوئی آرزو حاصل ہو کسی کی صورت ہی اگر دیکھنے قابل ہو کسی کی کیونکہ نہ فروز چشہ رخ ہو کسی کی</p>
---	--

جاتا نہیں جو ہو کے وہ آزار ہی ہے
الفت نہ تجھے حسرت مائل ہو کسی کی

<p>کبتک خیال نقش کھپا کر کوئی دل ہی نہیں تو خواہش بیجا کی جھوٹ انذار حسن و عشق کا ایسا مزا ملا بیان پیو دی شوق وہاں ضبط راز ہو دل چاہتا ہو پیر سردیوار ہو کوئی کرتے ہیں اونچے طعن مگر یہ بھی خوف ہے یہ کہہ رہی ہر اونکی نزاکت دم سرام</p>	<p>سر کو رہن کو چپ اعدا کرے کوئی اسکو مٹا کے خاک تمس کرے کوئی دینے کا دل کو خوب تقاضا کرے کوئی رسوا ہی ہو چیکے تو نہ رسوا کرے کوئی پیر و در سے کسی کو اشارا کرے کوئی کل کو نہ میری بات کا شکوہ کرے کوئی آنکھوں کا گہر میں بھونکا کرے کوئی</p>
---	---

حسرت کو سب قبول ہو جو اسپر آئینے
چر و چل کا کسی کے اجارا کرے کوئی

<p>نہیں ہر موت جو فرقت میں نیچان کر لیے نہیں ہر طرز کہ ہم کوئی آسمان کے لیے</p>	<p>خدا نے رکھی ہو کیا جا فریہ کمان کے لیے کھائی لائے انتر پرمی فغان کے لیے</p>
---	--

عین اونی قد بون حال پروردگار
 سنا تو بزمین پتی ہو راحت خار
 کچھ جسم میں نکلتی ہو جسم لاغر سے
 خدا کے گمزمین ہی دہر ہزار کچھ پست پایا
 ہمارا دوی الفت غلط سمجھتا ہے
 یہ بے بہتین عاشق سی دگمانی ہے
 جہلم میں شمع صفت کیا قیوب محفل میں
 گمان بدو فقط کام کب نکلتا ہے
 کہاں کی نیر قیامت کی ہے یہ بیداری
 تہانہ پاسے یہ قسمت سے ہی یقین محسوس

ہونی کو اپنے ہر حال میں
 یہاں کو جسکے جوش میں ہاں سے
 بہانہ موت ہر حال میں نکلتی ہے
 گئے زمین ہی ہر حال میں نکلتی ہے
 کر کے ہاں ہی قزاق برکات کے لئے
 بہانہ چاہیے کہی تو ہاں سے نکلتی ہے
 قریب ہر حال میں ہاں سے نکلتی ہے
 بہانہ ہر حال میں ہاں سے نکلتی ہے
 کہ خواب مر نہیں ہے ہاں سے نکلتی ہے
 ان کے ہر حال میں ہاں سے نکلتی ہے

ہر حال میں دل پر غیر کے لئے حسرت
 ہر حال میں مری جان نا تو ان کے لئے

خبر ہو شہر میں کس فتنہ کے آنے کی
 سنا ہی سنا وہ دشمن کو لے آئے گا
 پھنسا دیا کے وہ بیڈھب تو مار گئے توین
 عجب شہید آپ مرے قتل پر میں آمادہ
 طاہر مچھ انیا میں وہ اب جسا کر

کراہ بند تو خلق خدا کے آنے کی
 خوشی ہونا کہ بچہ ہوا کے آنے کی
 امید کیا تو دل بستا کے آنے کی
 چھ تو لاکھ نہیں جان ہاں کے آنے کی
 یہ کہ ہر حال میں ہاں سے نکلتی ہے

ہم ایک عمر سی جیتے ہیں اس توقع پر اسید دلو ہی روزِ جزا کے آنے کی

بگڑ نہ جائے کہیں موت کے گاہِ حسرت
خبر ہی نزع میں اوس یونہی کے آنے کی

بے سبب خم مری دل کے خندان ہونگے
ہم بیان حسرت ویدار میں گریبان ہونگے
چار دن کے لڑی غیروں سے ہوئی ہفت
حشر میں آئیگی ساتھ اونکے اگر فوج ادا
شر وہ امی خوش جنوں آئیگی ہر فصل بہار
گریو میں شوق تجھے پردہ دری کا ہوگا
ظاہر انا م محبت سے تنفر ہے او نہیں
جذبہ دل نے مری کچھ جو کھائی تاثیر
یہ وہ آفت ہو کہ جائیگی نہ بالا بالا

ساتھ وہ اپنی لئے آج نمکدان ہونگے
غیر کے ساتھ وہاں وصل کے سامان ہونگے
ہم وہی ہونگے وہی عیش کے سامان ہونگے
میری ہمراہ ہی لاکھوں مہراں ہونگے
وہی ہم ہونگے وہی کوہِ بیابان ہونگے
سیکڑوں میری طرح چاک گریبان ہونگے
دلین کیا کیا نہ سہری چاہ کے ران ہونگے
اونکے کیسو بھی مری طرح پریشان ہونگے
ہم بھی اکدن ہدفِ ناوکِ مژگان ہونگے

آئینے قبر میں کیا کیا نہ مری گاہِ حسرت
وہ روانہ جو سوئی گورِ غریبان ہونگے

اوس نے میت پر آہ وزاری کی
دیکھ کر اوس نے آہ وزاری کی

رکھی بات جان نثاری کی
مل گئی دادِ بے تری کی

<p>اوسکی فرقت میں یہ حساب رہا خواب میں سنگدل کو ترپا یا کرنہ واعظ بیانِ لطفِ حور میری اولٹی کرین خوشامد وہ</p>	<p>رات بہرینے ہم شماری کی ہر یہ تاثیرِ بیعتِ شری کی چھائی جاتی ہر دلپہ تار کی فشان ہر چہ جنابِ باری کی</p>
<p>موشگافی کرنے کی سرین تری طبعِ حسرت میں ہے وہ باری کی</p>	
<p>پیدا ہوئے ہیں ناز و ادایا رکے لئے آکر فلک سے حضرت عیسیٰ بھی بارہا مقتل میں دیکھتا ہے بحث تواد ہر اودہر بے وجہ احتراز تو پیدا نہیں ہوا ہو عینِ جہل میں ہی تمہاری نہیں نہیں مکلی نہ جان زہر بھی کہا یا تو کیا ہوا اوسدن ہلکو سیف زبان کہہ ہی نہیں غیر قاتل نے قتل کر کے مجھے ناز سے کہا رشتہ قیب بھی خلش یا دیا رہی تسبیح سے غرض جو نہ زنا سے غرض</p>	<p>بیش مطرب جہان میں بینِ غبار کے لئے کیا کیا نہ کر گئے تری بیمار کے لئے حاضری مہر مارتی تلوار کے لئے کچھ بات بھی ضرور ہر انکار کے لئے ایک گاؤقت کوئی اقرار کے لئے اب موت بھی نہیں تر بیمار کے لئے بوسے جو سنبھارو دلدار کے لئے ایسی سزا ہوا ایسے گنہگار کے لئے کیا کیا مصیبتیں ہیں دلِ ناز کے لئے گردن ہر میری خنجرِ خونخوار کے لئے</p>
<p>حسرتِ عدم کو دونوں برابر چلے گئے</p>	

ہو ایک راہ کافر و دیندار کے لئے

خدا کی واسطے اوٹھ جا یہاں سے
ترو دینے کو دل لاؤں کہاں
کلیج چل گیا ضبطِ فغان سے
بہت ہوں تنگ و خوشت یہاں سے
بڑھکی بدگمانی امتحان سے
نہیں اٹھتا ہوں تنگنا تو ان سے
کہاں میں جاؤں چپکے آسمان سے
کوئی پوچھو تو جا کر بدگمان سے
ہو اظاہر مجھ کو تیرے بیان سے
اڑھو جاتے ہیں بہتو آشیان سے

چلا آیا ہے تو ناصح کہاں سے
نرالی ہوا دواؤں دستان سے
کہاں تک صبر کی بھی انتہا ہے
دکھا دو عرصہ محشر ہی مجھ کو
یوہن ہندو میری آزمائش سے
مڑھ کیونکر اوٹھائے چشمِ جبار سے
جہاں کہاں قدم یہ سر پہ دیکھا
کر گیا قتل مجھ کو کس خطا پر
غلط ہو اوس نے جو لکھا ہو قاصد
مبارک ہو یہ گلشنِ تنج بویا د

کسی میں بھی نہیں حسرت مروت
دفا کیا اوٹھ گئی سارے جہاں سے

غیرت سی ہم زمین کے اندر سما گئے
پہر کیوں ہماری خاک کو آکر اوڑا گئے
شاید کہ میری طرزِ سخن کو وہ پا گئے
آخر مٹی مٹی میں وہ مجھ کو رولا گئے

جب تیری بزمِ ناز میں اغیار آ گئے
کتے ہیں لوگ انکو کدورت نہیں رہی
چوڑاؤں ہونے شکوہ پہن ان کے بعد ظلم
آیا ہوا دل لگی میں یہاں قیب بھی

<p>دل میں بہاؤ تھا قیامت کا جو غبار تھا مبتلا و رنج و مصیبت دلِ حزمین</p>	<p>و دل آج جیتے جی جھگڑے میں با گئے ناصر تم اور آکے مری جان کہا گئے</p>
<p>پیری چلی گئی کچھ ہی نہ حسرت جناب کی لیکرو متیج ہاتھ میں جس وقت آ گئے</p>	
<p>یہ شکل ہے جنابِ شیخت آب کی تاثیر موحلی ہے ہا نہیں اضطراب کی بل بہر گئے جو آپ مری عرض حال پر بہتر ہی ہو آپ کچھ اپنا کریں علاج رکھی تھی پیٹنے یہ کسی دامن کیواسطے آتا ہی جب نظر کوئی مجھ کو دلفریب دامن ابھی تو ہاتھ میں آیا ہے تو سہی اچھا ہوا جو سینہ سو میری نکل گیا رکنا سنبھل کے ہاتھ دل بیقرار پر</p>	<p>چھٹتی نہیں ہے ہاتھ سے بوتل شراب کی نکل گئی آرزو دل خانہ خراب کی یہ بھی تھی کوئی بات ہلا پیچ و تاب کی حالت بُری ہے ناصر مشفق جناب کی باد صبا نے کیوں مری ہٹی خراب کی پیری میں یاد آتی ہیں باتیں شباب کی میں دھیمان ڈراؤں تمہاری نقاب کی یہ ہی سزا تھی اس دل خانہ خراب کی صورت بدل گئی مری اضطراب کی</p>
<p>حسرت ابھی تو اور ہے جاؤ بید پرک کروں سے تم کو چاٹ لگی ہو شراب کی</p>	
<p>جان و دل دیکھ آشنائی کی اب ہاتھ میں آو دل مضطر</p>	<p>کوئی پوچھے تو کیا بُرائی کی ٹل گئی ہو گھڑی جدائی کی</p>

<p>مرے ہم تک ہی بد وفائی کی طالع بد نارسائی کی جھوٹ قسین میں پارسائی کی روز کی بات کج ادائی کی</p>	<p>حالت نزع میں آئے تم آتے آتے ہیر گئے اوٹے غیر کا ساتھ تم نہ چوڑو گے قابل ترک ہو ستم آرا</p>
<p>آج تم میرے چلو حسرت چوڑو و طسریز پارسائی کی</p>	
<p>الٹی سطح سے چارہ سوز نہان کیجے اجازت چاہتا ہوں تو کہتے ہیں بیان کیجے یہ حالت دونوں جانب تو کیا مطلب بیان کیجے ذرا تسکین ہوگی چلکے میر پرستان کیجے</p>	<p>زبان پر آبلے پر جانیں گہ حالت بیان کیجے بیان کرتا ہوں حال دل تو جھکورو کہتے ہیں نہ ہکو کتاب کہنوی نہ اذ نکو تاب سننے کی وہاں ناظر ہا سودا یہ ہم تدبیر چوڑو تھے</p>
<p>بشر کو کوئی تہ تو نہیں کیوں چپ ہو حسرت سے جو بذر بانی آپ کی اوس سوز بان کیجے</p>	
<p>خاک میری کم نہیں اکیر سے پیش کچھ جلتی نہیں تقدیر سے ناصحا ہر تے ہو کیوں لگیر سے اب شفا ممکن نہیں اکیر سے ماہ شرمندہ ہوا تنویر سے</p>	<p>مر گیا ہوں سرمہ نسیم سے حال دل کہتا کسی تدبیر سے آپ کو بھی کیا وہ ظالم مل گیا لوب جان بخش نے مارا مجھ سے کیا چمک ہوا آپ کے رخسار میں</p>

<p>دستی اچھی نہیں بے پیر سے چپ ہوا ہون شوخی تقریر سے دکھ گیا ہوا ہاتھ گر شمشیر سے چہ پہیہ میں میرے دلین تیر سے</p>	<p>کچھ نہیں صحت بجز غلیل کے کھل پڑا ہوا انکی خاموشی حسن جھکوں کچھ کاٹ لوں میں دگلا ہر اشارے میں ہوا انکی لوک جھونک</p>
<p>آپ رو بیٹھین کے حسرت جان کو باز آؤ الفت بے پیر سے</p>	
<p>آنکھوں میں بہر گئی ہر مرے گرد راہ کی اچھی ہوا بند ہی مری بخت سیاہ کی گر آتش جھیسم سزا ہو گستاہ کی ایسے سے کیا امید بھلا ہو نساہ کی چہانی ہو کتنی خاک تری جلوہ گاہ کی صورت رہی ہو کوئی دہن نساہ کی تقدیر دیکھنا مرے بخت سیاہ کی گر سو غیب ایک ہی تنے نگاہ کی صورت بناؤ کی ہو صورت نساہ کی آواز وصل میں ہی رہی آہ آہ کی تصویر پہنچ گئی ہو تری جلوہ گاہ کی</p>	<p>تصویر خاک آئے نظر جلوہ گاہ کی ڈرتے ہیں دیکھ دیکھ کے ابر سیاہ کو یاں سوزنا بجز عذاب الیم ہے بے مہر و بے وفا و ستمگر بلا سودہر ہو اپنی چشم شوق کو دست مرہ کا کام ہر خطہ بخشین میں تو ہر دم عداوتیں ہر رنگ ہو چلا کسی زلف سیاہ سے بلجائیں گے سزا رتنا میں خاک میں ایسے نہیں بگاڑیں جس میں صلح ہو لین و سن شوخیوں کے مری دلین چٹکین اسکے سوا ہشت میں ہو کیا دھڑلوا</p>

کیا جانے رنگ گردش لیلِ نہار کا
حسرت کو کیا تمیز سفید و سیاہ کی

نغمہ دلکش ہے یہ یا دل کے بس میں شور ہے
وہ ہو برہم فغانِ نیم شب کے بے سبب
کانِ کہکریل چپکے چپکے سنتی ہیں وہ وقتِ فوج
حسن ایسا اور ہر چہ چاہو چپکے سنو
شکوہِ بیرحمی صیاد بے جا ہے اگر
مثلاً رازِ غنوں ہر اک نفس میں شور ہے
کس کو قابو آہِ پری کسے بس میں شور ہے
مرحبا کامیری ہر تارِ نفس میں شور ہے
کسا غوغا میں میں ہی کساد میں شور ہے
کیوں اسیرِ حین کا پرِ قفس میں شور ہے

فصلِ گل کیا آئی ہو گویا قیامت آئی ہو
خوبیوں انوکھا حسرت اس برس میں شور ہے

اون کو کچھ کہنا زبانی اور ہے
ہلکو موسیٰ کی طرح سمجھاؤ کیا
پہل و حشی کو سودا ہو گیا
جذبِ لہرِ اوس آنکھیں جا رہی
بے تکلف آزما و تیغِ تم
غیرِ جگرِ طعم کتنے ہیں مگر
بعدِ مردن ہو تلاشِ قبر کیوں
گالیان کھانے میں آتا ہر مزا
یہ اسیدِ زندگانی اور ہے
اوس کو لافِ لہن ترانی اور ہے
کیا کوئی آفتِ وٹھانی اور ہے
ایکے الفتِ آزما فی اور ہے
کیا کہی پہوت آئی اور ہے
وہ نگاہِ مہربانی اور ہے
کیا کہیں کچھ بدگمانی اور ہے
آپکی یہ بد زبانی اور ہے

یہ نہ سمجھو آہ آتش نرا دل	برق کی شمشاد فانی اور ہی
کہو کہ یہ طرہ غیر فشان	گر بلا سر میری لانی اور ہی
یونہی تو کر لیتے ہیں زون شرب	پر ہماری خوش بانی اور ہی

نام لوح حشر شفاء کو سبے یار کا
گر ہوا نیا کی کسان اور ہی

غیر کشتہ بین ہماری تیزی تقریر سے
آپ کو پالا پڑا ہوا سب سے پیر سے
یہ تو ظاہر ہو کہ وہ لکھتا نہیں خط کا جواب
تنگ ہوں اور جوشِ حشر کیا کروں جان کن
کیا لکھیں میری ہی قسمتیں بظلم و ستم
جب کہیں وہ بات کرتا ہے تو کھل جاتے ہیں آپ
حضرت یوسف کی کیا ہو گئی پسلی شبیہ
ہر سوال بوسہ تک لے لیا ہو مینے کیا
لو مبارک ہو کہ اب غیر روح الفت ہو گئی
لاکھ ہوں دنیا میں مل چل رہی ہوں یقین
کس طرح ہواؤں بیت بے مہر سے یہ وصال
چارہ گر کو کیا ہوا سودا مجھے کرتا ہر قید

اپنا نام ہی کم نہیں ہرگز دہم شمشاد سے
حضرت ناصح عیان اپنی گفتاری سے
کیا کروں دل باز اتا ہی نہیں تحریر سے
کم نہیں صحرا ہی مجھ کو خانہ زنجیر سے
کوئی پوچھے تو یہ جا کر کا تب تقدیر سے
کستہ رونق و فرحت غیر کی تقریر سے
جب ملایا او کو سب سے آپ کی تصویر سے
دیتے ہو تغیر مجھ کو پشتر تفصیر سے
مجھ کو ثابت ہو گیا ہے آپ کی تقریر سے
کچھ نہیں ہوتا ہماری آہ کی تاثیر سے
میری قسمت کیا ملیگی غیر کی تقدیر سے
کب ہذا کھلے گی جوشِ خانہ زنجیر سے

<p>شکر کی جا ہی ہوا میری محبت کا اثر جستہ رکچتا ہی نقشہ و قدر کچتا دل میری روانی و بدنامی و ذلت کے سوا</p>	<p>اونکو وحشت ہو چلی ہو نالہ شبگیر سے ہوش اور تپن مہو کے تری تصویر سے تجھ کو کیا حال ہو ہی غیر کی توقیر سے</p>
<p>مہربان رہتا ہی تجھ پر وہ بیت نامہربان میری قسمت کیا ہے حسرت تری تقدیر سے</p>	
<p>یاں صبر و وفا وان تمام و جور و جفا ہی کیا بخشش و آزر دگی بغیر کا شکوہ منظور نہیں قتل تو میں زیر سر مر جاؤں چاہو جسے چاہو کہ رہے دلی تو بات اور خال لب جان بخش کا بوسہ مجھے دیجے دیکھیں گے نہ وہ خواب میں ہی ال قیامت</p>	<p>سچ ہی کہ محبت کا نتیجہ ہی بُرا ہی مجھے تو مراد دل ہی مراد م بھی خفا ہی سفاک بتا تو سی مرضی تری کیا ہی کیوں عیب ہی کیا ہم میں ہنر غیر میں کیا ہی حق میں دل بیمار کے یہ حُبِ شفا ہی فتنہ جو ترے عشق کا دنیا میں بپا ہی</p>
<p>حسرت نے کہا میرا نہ آغاز میں مانا پہلے ہی میں اس عشق کو کہتا تھا بُرا ہی</p>	
<p>نالہاؤ پیش دل سے جلا کر اوٹھے وہ ہی تنگ آ گئے یوں نرم میں جگر پیٹھے نرم اغیار میں میرا نہ کیا کچھ ہی خیال صل کی رات ہی کل جھڑو و بخت گذری</p>	<p>غیر کی نرم میں ہم آگ لگا کر اوٹھے نرم اغیار ہی ہم اونکو اوٹھا کر اوٹھے ہاتھ سے آپ جو دامن کو پھڑا کر اوٹھے آئے پائے بھی تھے پاس کہ آکر اوٹھے</p>

غیر کی بزم میں جب آنکھ لڑائی اوس نے ہم بھی چپکے ہی سوس آنکھ چاکر اوس نے

موت سے بحث یہی مجھ سے کیا کیا حسرت
نہالت نزع میں وہ منہ جو کما کر اوس نے

ولیکر رنگ تیری قامت کے کون کشتہ ہوا تغافل کا
شکوہ بغیر گناہ عظیم بت کو پوچھیں نہ آفتاب کو ہم
کون پٹھار ہے قیامت تک کوئی دم اس سے جان بچتی ہو
عذرتا شیر جذب دل ہوا نہیں یہی روکے سو رک نہیں سکتے
ہوش اوس نے لگے قیامت کے کسے صدی اڑا دیا فرقے کے
ٹکڑی کیجے لب شکایت کے ہمتو عاشق میں تیری صورت کے
واہ تر بان باغ جنت کے ہم ہیں ممنون تیری غفلت کے
ہم ہی پتے بنے ندامت کے ولولہ ہیں مری طبیعت کے

اوس سا اک آدہ ہر زمانے نہیں

حضرت یوسف علیہ السلام ایک لے لیا آپ قائل نہیں ہیں شہریت کے

پٹے جو خاک اوس کے چارے والے ہوا آگئی اسے کسی غفلت شمار کی
حالت نہ پوچھے دل امیدوار کی بکرب دل امیدوار کی
کس روز آکے اپنے مہچر کر گیا کسی تھی مجھے روز شمار کی
آخر شمارے شب عم کو بولا دیا

آتی تہیں ہر ضعف و تلب تک ہی دیکھیے
 آئے ہیں جب بگر کے وہ دشمن کے پاس سے
 گہر دل میں کر لیا ہو مرے اضطراب نے
 آئے نہ آئے کچھ ہی شکایت نہیں مجھے
 بیٹھے بٹھائے آپ ہی پسے لگا ہر دل
 لپٹی نہیں ہوا آپ کے دامن بے سبب
 جاتا ہو کوئے غم میں اوس ہر وفا کے ساتھ
 اوس کے خرام ناز نے محشر بپا کیا
 اوس فتنہ گر کے جو رستم کی ہی یادگار
 واعظ سنا ہوا اپنے حسرت کا حال کچھ
 بیٹھا ہو میکہ میں وہ مسجد کو چوڑ کر
 اک مہجبین کی یاد میں بالکل بھولا چکا

حالت بہت رومی ہو مری جان زار کی
 کیا کیا بنائی ہے دل امیدوار کی
 بگڑی ہو بات صبر و شکیب و سہار کی
 عادت ٹھہر گئی ہے غفلت شعار کی
 کیون یاد آگئی مجھے فتنہ ریا کی
 بیشک یہ خاک ہی کسی امیدوار کی
 سچی خرابی ہے مرے شت غبار کی
 امید ہو چلی مجھے روز شمار کی
 تحریر دیکھنا مرے لوح مزار کی
 حالت بہت خراب ہو اوس میندار کی
 یہ انقلاب شان ہے پروردگار کی
 دہشت رہی نہ پریش روز شمار کی

گر چند روز اور ہی حالت یہی رہی
 تو خیر دیکھتی نہیں اوس بہتسار کی

وہ صورت جو پیش نظر ہو گئی
 تنہا ہی سوز جگر ہو گئی
 کسی کی فغان کار گر ہو گئی

تنہا دل چاک در ہو گئی
 نگاہِ رحیم ادھر ہو گئی
 تنفر ہوا او کو بغیر وں کیوں

<p>وہ گہرا کہ بولے شب باہر میں زمین سے نکال فی گہرا کے خلق طبیعت کا بھی کچھ عجیب حال ہے</p>	<p>سحر ہو گئی بس سحر ہو گئی وہ رفتار بحث اثر ہو گئی جدید ہو گئی یہ اودھر ہو گئی</p>
<p>تنہا سے وصل و خیالات غمیر یہ حسرت کو منکر دگر ہو گئی</p>	
<p>کیا رنگ انقلاب تمہاری نظر میں ہے وحشت کہیں گئی بھی ہی مجنون عشق کی نظارہ کی سے پوچھے اوسکا فروغ حسن بس ہی جھوم یا سن بجائے خاک میں مہتاب پھٹ گئی مرو منہ پر شب وصال افغان ہے ایک بات لب ہرزہ سنج کو پہلے کوئی دن میں نہ کہیں گار شک عشق ہر نقش پا کے ساتھ ہیں آنکھیں لگی ہوئی</p>	<p>دل میں کہی جگر پر کہی دل جگر میں ہے سودا نئی طرح کا سہ چارہ گر میں ہے صد جلوہ ریز نور تجلی نظر میں ہے کچھ جلوہ اثر جو فغان حسرت میں ہے چہرہ سفید شام سے فکر حسرت میں ہے دل بیتلا و درد و امیب اثر میں ہے باہم جو آشتی مرو دل میں جگر میں ہے نور نظر کا فرش تری رہنما میں ہے</p>
<p>رکتا نہیں سہیم عدیل پناہ کل حسرت ہی فردا کی کمال دہن میں ہے</p>	
<p>نہیں بے سبب لیں آئے ہوئے نگاہوں سے مجھ کو گرائے ہوئے</p>	<p>کیسے ہیں بچان لگائے ہوئے دو جاتے ہیں فتنہ اوٹھائے ہوئے</p>

<p>وہ رتوں میں کب پہنساؤ ہوئے یہ کیا پوچھتے ہو کیا کس نے ظلم نہ نکلیں گے پورے شب وصل ہی کسی نے چورایا یا دغا بھی دل نہ کرتے شکایت کا شکوہ مگر لگائیں وہ تلوار حاضر ہیں ہم</p>	<p>جو ہند میں تیر لگا دی ہوئے تمہاری ہی ہیں ہم ستا دی ہوئے چورایاں ہیں لین سمانی ہوئے وہ آتے ہیں کہیں چورائی ہوئے کسی کے ختم ہی سکھائی ہوئے کہ بیٹھے ہیں گرد چکانی ہوئے</p>
<p>کہیں اونکی حسرت سے ان بن ہوئی جو بیٹھے ہیں وہ منہ بستائے ہوئے</p>	
<p>گرم کیسی ہو کہانی میری ہول جانا نہ ہو یا داو سے ہو تنہا و ستائش کو قصہ نالہ شبگیر نہ پوچھ برق جستہ ہو مرارنگ بہار دل میں حد جو نفع خان کہتا ہوں میں وہ وحشی ہوں کہ ناقدِ حیات</p>	<p>دیکھ تو شہ نشانی میری کوئی لچائے نشانی میری خوب ہے ہچھدانی میری رات بہر کی ہو کہانی میری رنگِ قہ ہے جوانی میری شورِ محشر و نشانی میری موت کرتی ہو شبانی میری</p>
<p>قولِ حسرت ہے بقولِ غالب ننگِ پیری ہے جوانی میری</p>	

<p>ہری جو آتش داغ ورون ہو داستان میری عجب شہر زار پرسان ہو کس سے داد چاہوں میں ہجر اسکے کوئی قصہ زمانے میں نہ رائج ہو تمتع دولت دیدار سے کس طرح حاصل ہو بہاؤ تخت بل بھی ہر گون قیمت جو اولیٰ ہو مجھے مارے ہو طرز شرم و اندازِ تعاقل نے عدو کا دل ہی ظالم کیا ہو سنگِ ستان تیرا اوڑینگے ہوش تیرا کچا یینگے سب دشمن</p>	<p>بزرگ ہو آتش میہ ہو گویا زبان میری دیدار حسن میں سستانہیں کوئی فغان میری شکایت یاد کر لے تو اگر کوئی قصہ خوان میری ابھی شکل ہو آسان ز جو سن پاسبان میری بزرگ کاسہ واژرون ہو چشم خون فشان میری نہ ظاہر ہو عدم تک جو حقیقت ہو نہان میری یہاں عاجز نہیں میری رہاں عاجز فغان میری چلیگی تیغ بن بن کر قیامت کو زبان میری</p>
---	---

قیامت میں عدو کی ہوشکایت خاک کی حسرت

ندول ہیز نہ میرا نہ جان ناتوان میری

<p>غیر کی لادج لڑائی ہوتے ہوئے رہی دیکھتے ہی حشر میں ظالم نے کچھ پرچا لیا مار ڈالا تھا مجھے اتنے میں عیسیٰ آگئے کرو یا ٹنڈا مجھے جلدی سے آتی تیغ نے تیغ نے آسان کی شکل مری ہنگام فرج قم باذنی کہتے کہتے لب ہلا کر رہ گئے بیکسی پر میری کیوں حم آگیا جسد کو</p>	<p>اپنے طالع کی رسائی ہوتے ہوئے رہی داد خواہوں کی دو بائی ہوتے ہوئے رہی ان ہون کی ہی خدائی ہوتے ہوئے رہی پاؤ قاتل تک رسائی ہوتے ہوئے رہی آج اونکی شل کلائی ہوتے ہوئے رہی آہی ہجر نفسانی ہوتے ہوئے رہی آج خجہ آزمائی ہوتے ہوئے رہی</p>
--	---

کوئی دشمن کی طرف وہ جاؤ جاتا ہر پڑے	اونسے ظاہر ہو فانی ہوتے ہوتے رہ گئی
تو خود وہ آج آکر سے حسرت بل گئے	ورنہ کل تو جگ ہنسائی ہوتے ہوتے رہ گئی
تنگ آیا ہون فراق یار سے	موت آئے کاش اس آزار سے
رحم آیا کچھ نہ تجھ کو ہائی ہائے	کاٹ لی گردن مری تنوار سے
دل کیا اپنا سا تیر ہی چشم نے	دوستی اچھی نہیں بیمار سے
نالہ مظلوم نے تاثیر کمی	خون ٹپکا جو نگاہ یار سے
صاف سُندھول ندین گئے مفت ہم	فائدہ کیا روز کی تکرار سے
حسرت اس موقع میں اچھا ہلاک رابطا و نکابڑہ چپلا اختیار سے	
ماہتا بانی پہ کبھی سیر کو آؤ تو سی	ماہ کو چرخ پہ حیران بناؤ تو سی
اپنا اعجاز سیجا کو دکھاؤ تو سی	کوئی ٹھوکر مری تربت پہ لگاؤ تو سی
دیکھ لوں ہم بھی تو کیسی ہمتداری صورت	کبیں چہرے و نقاب آج اوٹھاؤ تو سی
ملکست لڑتے سے پہر جانکے جگر سے دیکھو	شب ہجران میں کبھی بھول کے آؤ تو سی
سخت جان مجھ کو بھیج کر نکر و اندیشہ	آزماؤ تو سے تیغ لگاؤ تو سی
چہرہ سناؤ ان نہ سنیں اور ملین پوچھیں	کیا گذرتی ہر ذرا حال سناؤ تو سی
ہم نہ کہتے نتیجہ کہ حسرت کو نہ پھیر دیکھو	

جینتے کیوں ہو ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

تجناودیتا ہے دعائیں دل بسمل کیسی
کیوں بنی جان پر او حور شمع کیسی
خاک محرابین اوڑی جانب گل کیسی
آج سُنسان رہی آپکی محفل کیسی
جان دینی ہی ہوئی جھیرین شکر کیسی
مول لی تو نے مصیبت یہ مرید کیسی
آج گزری تری صورت مبرا کیسی
آج آتی ہے یہ آواز سلاسل کیسی

تیج یہ تو نے لگائی مرے قاتل کیسی
دل لگانا کوئی آسان سمجھ کر کہا تھا
دیکھ لیلی یہ کہیں ہونے غبارِ مجنون
شور و غوغا تھا فقط میری ہی دم تک سارا
زہر کرتا ہی اثر اور نہ زحیمِ خنجر
عشوہ و نازِ پاپوس شوخ کے جانا ہی تھا
کیا کہیں بامِ پروہ مہر لقا آیا ہے
کون زندانِ مینِ نیا آن پہنسا جو حشی

شیدقت جب ہو دل و جان و تپکِ حیرت
و شمنی اوس سے پر او حور شمع کیسی

پارلوق دق ہوئے نہ نہ زبان کتنے
تیرے پوئے کیے چاک گریبان کتنے
پہلے فرمائے تھے آپکے خواہان کتنے
تیرے ہی طالبِ یدِ مینِ جاناں کتنے
کہ ٹھہرتے ہیں مقابلِ سرِ یدان کتنے
دل کے ناسور ہو دیکھ نساں کتنے

چھان ڈالے تری فرقت میں بریاں کتنی
مثلِ مجنون ہو گئے گشتہ و حیران کتنے
میرے باعث سے ہوئے شرعہ عالمِ صفا
رات کو ماہِ چہر تہا ہی تو دن کو خورشید
امتحان آج وہ کرتا ہی یہ دیکھیں ہم بھی
تیرے تیر گاہوں کے ہمیشہ کھانے

پشیم کا فروہ دکمائے تو یہ دیکھیں ہم ہی	اہلِ مین کتور ہے منکر ایساں کتنے
کچھ اوسے پر نہیں موقوف صتمِ خائین مر گئے مٹ گئے حسرت سے مسلمان کتنے	
<p>بیتاب دل ہو اور کچھ کباب ہے پہر تیر غم سے دل ہدفِ اضطراب ہے عشرت کے حال میں نہیں فکرِ آں کچھ پہر تارِ اشکِ شوق بنا رشتہ حیات فرصت کمان ہو طالعِ خفہ تو رتن پروا نہیں ہمیں وہ تنافل کیا کرین کرتا ہی چاک دامن صبحِ شبِصال اذکارِ حوروں خلد میں کٹتی ہو روزِ عمر سودا ہو دل کو پہر کسی غفلتِ شعار کا بس ای ہجومِ یاس سنبھلنے دی کچھ مجھے</p>	<p>سوز و گداز عشقِ غضب کا عذاب ہے پہر خانہ خیال و تمنا خراب ہے سجادہٴ نسا زہی ہن شراب ہے پہر ہم جسمِ راحتِ دل اضطراب ہے دل کو عبث خیال و تمنا خواب ہے ناکامیوں سے خوب پیل کلمیاب ہے سچ تو یہ ہے رقیبِ مرآقاب ہے زائد کو ذوقِ مستی و شوقِ شراب ہے پہر آرزو و وصل میں خانہ خراب ہے نظارہ خیالِ رخ بے نقاب ہے</p>
حسرت کی سمت چشمِ حقارت نہ کیجئے کیا جانتے نہیں کہ وہ عالی جناب ہے	
ابر و ساقی ہو گلشنِ ہوسِ رنمہ ہے صورتِ دریا ہو آوازِ ترانہ موجِ زن	<p>تارِ بارش آج ہم آہنگِ تارِ نغمہ ہے اوسکے ہونٹوں سے روان کیا جو بانغمہ ہے</p>

<p>آپ کے سینہ سے پیدا آتش نارغمہ ہے رشتہ تبسیع زاہد ایک نارغمہ ہے غلسار بادہ ہو اور دوستدارِ غمہ ہے جو نفسِ سینہ میں ہو گویا وہ نارغمہ ہے گوشِ مشتاق اس لہر میں ہو گویا نارغمہ ہے گوشِ سامع ہی مگر اک اذکارِ غمہ ہے احتیاجِ بادہ ہو اور انتظارِ غمہ ہے جنتِ شریکین ہے یا ضربِ تازیانہ ہے</p>	<p>اُشدائد کس طرح اُٹھ چلا آتا ہو راک چھڑتا ہی جیسا سے تو بولتا ہی اسکا دل دل کو نصرت ہو نہ کیونکر اتقا و زہد سے میں دلِ فسرودہ نہیں ہوں آپ چھڑیں تو مہمی ہو گئی معدوم دنیا و صدا و جان نواز لحجِ داؤدی میں گواہِ ریحِ پوشیدہ تھے مدرسہ میں شیخ پر کھلچا کینگے چو وابق چھڑتے ہی اسکے دل ہوتا ہی کیا نغمہ</p>
--	--

خوشنواں سینے حضرت ایک سہارا ہے

لبِ دینِ بادہ ہو دل خواہگارِ غمہ ہے

<p>ہم پریناں تہا تو کچھ اپنے ہی گہر میں پرتے کیون نہیں باندھ کئے الہی گہر میں پرتے کسکے یہ دل کے مالک ہیں نظائریں پرتے تیرے رشتہ کو طرح یہی ہو جائیں پرتے بٹکے تہی وہ رعب و دیدہ تیرے پرتے جو گزری ہو ہماری تو سفر میں پرتے کسے گیسو کے خیالات میں سر میں پرتے</p>	<p>ساتھ اغیار کے ہیں وہ تو سفر میں پرتے خوف مٹا لینگا ہو جا لینگا کم اسکی لچک جو جنت مری آنکھوں میں سمائی ہی نہیں رہ گئی چہرے کے گلچیز میں تو کچھ لطیف نہیں اونکی شوخی سے ذرا چین تہا خواب میں ہی چین پی تی ہی نہیں گردشِ افلاک ہمیں جوشِ وحشت نے پریشان بنایا ہم کو</p>
--	--

طوف کعبہ سے ہمیں کام نہیں! وحشت
ہم تو درات رہے یار کے گریہ میں بہرتے

گرمی خون سے تلوار وہ جلا دہرے بین وہ ہون بلبیل نالان جو کڑی محکوم ضعف ہو اب نہی طاقت گویائی ہی پہرہ محشر میں رہے حاجت محض محکوم قصہ لیکامری کیا دیکھکے یہ حال زبون خیرت مہر و سہ و برق تجلی تو ہے	مقامی کا پس مردن دل ناشادہرے چشم خونبار مری خائے صیادہرے آہ کس طرح ترا عاشق ناشادہرے خون سے میرے اگر دامن جلا دہرے اشک نگوں میں تری پہلے ہی نشانہرے نور کیونکر تری تصویر میں بنادہرے
--	---

لکیشان نہ کو دکھا کے کہی ہی وحشت
مانگین اپنی جو ہوتی وہ پر زادہرے

خوب دیکھتے تری شرکان کے اشارے ہوتے تجھ کو معلوم ہی کیا تیری بلا واقف ہو کیون یہ کہتے ہو کہ ہم ترک جنا کرتے ہیں دل کے آتے ہی بلا جان پہ آجاتی ہے جیت بھی نہ کہی زلف پریشان ہے آپنے چٹکے دکھائی نہیں جبین پر افشان غیر کو پاس ٹھہا کر یہ دکھایا تے	تیر کیا کیا نہ کیجے پہ ساری ہمنے دن مصیبت کے گذاری سو گذارے ہمنے سب سمجھ کر کہے ہیں اطوار تہناری ہمنے لوگ دیکھتے ہیں بہت گور کناری ہمنے کام بگڑے ہوئی کس مژ سنواری ہمنے دخین کٹے ہوئے دیکھتے تھے تہناری ہمنے سر پہ چلتے ہوئے دیکھتے تھے تہناری ہمنے
--	---

<p>حشر کے روزِ خداست یہ کیفِ گنجِ حسرت خوب بھیان کئے رحمت کے سہاری ہننے</p>	
<p>لے لیجے خبرِ مرلیضِ غم کی کبت تک وہ کرینگے جو ایدل یانِ روزِ وہی پڑھتے لری کعبہ کا خیال دل سے چوڑا مضمون کہہ کا کہنے باندھا سجدی جو کیئے درِ بتان پر ہر روز ہی جاری ہیں ملاکون خواہاں کبھی لطف کا تھوگا</p>	<p>اب دیر نہیں ہو ایک دم کی تہ کوئی تو انتہا ستم کی بجلی کی تڑپ ہے ایک دم کی تصویرِ سنا سے حسرت کی تصویرِ سی جھلکی غم کی تقدیرِ ہماری خوب چمکی آباد ہے راکھِ غم کی لذت جسے ملگئی ستم کی</p>
<p>کل تو یہ تھی آج پی سب حسرت کیا بات سنا کی قسم کی</p>	
<p>اچھا اشریہ رات کے نام لے دیکھا گئے لو عرض مختصر پہ ملا ہم کو یہ جواب وہ آگے رات بہر ہی رہی وصل بھی ہوا ہوش و حواس کب ہیں کہ جو دکھ و دلین ناصح ہوا یہ عشق کے ہاتھوں سے فائدہ</p>	<p>دل تھا غم کی زد پہ مرے پس آگئے بک بک کے تم تاجِ مری کان کسا گئے تیرے نہ دلو لے دل پر مدعا گئے دل کیا گیا جہان سے ہم نا صحا گئے دل کے دیے سی سیکڑوں ارمان آگئے</p>

<p>دل لے گئے ستا گئے دم پر بنا گئے دل میں تر گئے ہیں جگر میں سما گئے</p>	<p>بر باد کر چلے ہو مجھے تنے کیا کیا خالی کہاں گئے ترے تیرنگا و ناز</p>
	<p>شکوہ نہ چرخ کا ہے نہ تقدیر کا کلا حسرت جنون کے ہاتھ بریلی میں آئے گئے</p>
<p>دل کو چکے ہیں جان کو اپنی جلا چکے جگر میں شب فراق کا او بے وفا چکے نصف میں اسکی وہ بھی بہت پی پلا چکے قرضے سے تیرے آج بت ہو وفا چکے آنے سے دل میں جتھرا رانا چکے دل لے چکے ستا چکے دم پر بنا چکے اونکو تو بزمِ غیر میں جانا تا جا چکے نقشِ قدم پہ تیرے جو سر کو جکا چکے ایسا کچھ اپنے دل سے نہیں ہٹلا چکے گم گشتہ راہِ عشق کو رستہ بتا چکے پوری ہم اسکی آج ہیں قیمت لگا چکے در پردہ ہیں وہی مرے دلوں پر اپنے چکے وہ پہول میری قبر پر آکر چہرہ لگا چکے</p>	<p>صدے بہت فراق میں اونسکے اٹھا چکے سہرا بنے یا کہ جان مگر کچھ تو چین ہو ہم جانتے تھے جنکو بہت نیک پارسا ہم نے خدا کے نام پہ دل وقف کر دیا وہ عمر وہ شباب وہ عالم نہیں با اب دل میں اور کیا ہی بناؤ تو میری جان وعدہ پہ اونسکے دل کو بحث انتظار ہے سچ تو یہ کہ اونسکو کعبہ سے کیا غرض کیسی وفا کہ اب تو جفا کو ترس گئے بہکے ہو ہیں آپ ہی کچھ حضرتِ خضر وہیتے ہیں نقد جان و دل اک بوسہ مومن آنکھیں چرائے بیٹھے ہیں جو بزمِ ناز میں ہو گی عذوب کی بزم سے فرصت تو میں کہاں</p>

رست سے تھا جنہیں مر رہے مرنے کا انتظار
 بشتا قتل ہلہ و نہیں انکا قتل سے
 دل کو تار جہن کو قربان کر دیا
 آیا شب سراق نہ افسوس کوئی ہی
 کیا کیا دعائیں دل سے اونہیں دیا نہیں
 وہ دوسرے بھی دیکھ کے نہ پھر لینگے صاف
 دل کو لگا کے اوس یہ ایذا اٹھائی ہے

اگر وہ میری انش کو کست وہ بالکھا چکے
 جگڑا کیس طرح سے پہر اپ ایخدا چکے
 پہلے ہم اونکے آنے سے گھر کوٹا چکے
 محشر کو اون کو فوت کو مہمان بلا چکے
 وہ لاکھ گالین نہ سہنسل بنا چکے
 ہرے عدد کی بزم میں آنکھیں ملا چکے
 اپنے کیے کی ہمتوں سے راغوب پاس چکے

حسرت نہیں ہر نام اگر دیکھ لے ہمیں
 لے ہم ہی اب تم ترے ملنے کی کسا چکے

موت وہ شے ہو کہ آتی نہیں ٹلنے کے لیے
 بات تو غوب نکالی ہو مچھلنے کے لیے
 وہ مرا حال روی سکے یہ فرما تے ہیں
 ہمتو سمجھے تھے کہ آرام ہو کر گئے اسے
 یاس نے دل سے ہٹا لیا ہے تصور تیرا
 صاف کتا ہی رہی آپکے سینہ کا ادھار
 آپنے وان شب وعدہ جو ملی ہو مہندی
 وعدہ وصل ہو تیرا ہی جو ٹل جاتا ہے

مرنے والے کہیں ہوتے ہیں سنبھلنے کے لیے
 دل نیا چاہتے ہیں پاؤں سے ملنے کے لیے
 کوئی مہمان نہیں دنیا میں سنبھلنے کے لیے
 دل دیا تھنا تھمیں روز کے جٹ کر لیے
 ہاں کچھ ہی نہ رہا جی کہ بھلنے کے لیے
 چشمہ حسن ہو تیار ہو بٹنے کے لیے
 ہمکو بھی ان کی افسوس ہو ملنے کے لیے
 میری آتی کہی آتی نہیں ٹلنے کے لیے

دل میں رمان نہیں ملتا ہے نکلنے کو لیئے
ایک بوسہ پہ پہ سودا ہی بدلنے کو لیئے
دم ہی رمان نہ ہو جای نکلنے کو لیئے
کاش دل ہی کوئی مل جائے بدلنے کو لیئے

یاس سے قحط ہی پانتک تو تنناؤں کا
بیچتے ہی نہیں اور رفت نہ رنگے دل کو
درد ہی بیٹھ نہ جائے مری حسرت ہو کر
تیرا ثانی تو جہان میں نہ ملیگا ہم کو

دل غ کے پاس ہی دوڑ کے پہنچے حسرت
کچھ ہی فرصت ہو اگر گھر سے نکلنے کو لیئے

وہ چلے آتے ہیں دل لیکے مرنے والے
اور جیتے رہیں اس طرز پہ مرنے والے
ہم وہی ہیں تری ہر روز کے مرنے والے
یاد میری کبھی بھولے سے نکرے والے
اور یہ جاتے ہیں بگڑی سے سنورنے والے
خوب گذری تری کوچہ سے گذرنے والے
وہ کہتے ہیں سنبھلتے نہیں مرنے والے
آج سودا ہی سے پہر تے ہیں سنورنے والے
تمہے بلجائیں جو دو چار مکر نے والے
حضرت خضر نہیں ایک نہ مرنے والے
پاراس بھر سے اوتری ہیں اوترنے والے

تکر کہتے ہیں یہ محشر میں گذرنے والے
تم سلامت رہو بیدار کے کرنے والے
یاد ہی کچھ تجھے او یاد نکر نے والے
ساتھ لیجا اسے او دھین گذرنے والے
کیا غضب لائے تری رلف پریشان کہیں
موت کی جنگ کو خوشی ہو وہ کہیں کہتے ہیں
اونکے آتے ہی مجھے ہوش جو کچھ آیا ہے
حضرت عشق کے آتے ہی یہ نور بدلے
داؤ داہوں کو نیا لطف ملے محشر میں
نیک نامی سے بہت زندہ جاوید ہوئے
قرب مشوق میں ہی عشق کا دریا حائل

میکدہ میں ہی تو رہتے ہیں چتر خواہش
نیک بندہ جو ہیں اللہ سے ڈرنے والے

وہ کون ہو جس پر یہ بیدار کرو گے یہ تو نہیں اس پر کہ تم یاد کرو گے جب یاد ہمارا دل ناشاد کرو گے ہم کو بھی کبھی بھول کے کچھ یاد کرو گے بیدار یہ بیدار ہے ظالم کا یہ کہنا اللہ سے بے شبہ تمہیں اجر ملے گا یہ لطف تو دیکھو کہ وہ کہتے ہیں دم قتل کافی ہو مرے واسطے اتنا ہی تعلق بولے وہ دم قتل کہ تم مشرین جا کر افسوس تمہیں آئیگا ایضاً عطا خالی نہیں جائیگی کبھی عشق کی تاثیر کوچہ کو پر اپنے کبھی جنت نہ کہو گے منت کے بڑے طوق مگر یہ تو ستاؤ	مر جائینگے جب ہم تو بہت یاد کرو گے مٹی بھی ہماری کہیں برباد کرو گے دل جتنے گرفتار ہیں آزاد کرو گے یا غیر ہی کا بزم میں دل شاد کرو گے عاشق ہو ہمارے تو یہ منہ یاد کرو گے گر شاوہارا دل ناشاد کرو گے کیون اب بھی مر شکوہ بیدار کرو گے الفت کے عوض گر کبھی بیدار کرو گے فریاد کرو گے کہ ہمیں یاد کرو گے جب خلد میں دنیا کے مری یاد کرو گے ہم یاد کرینگے کبھی تم یاد کرو گے تم یاد اگر قصہ شہاد کرو گے جو قید میں ہیں اون کو ہی آزاد کرو گے
--	---

جس طرح گذرتی ہے قیمت یہ حسرت
اس وقت کو تم آگے بہت یاد کرو گے

حسین بھی ہو وہ لاکھونین اجواب بھی ہو
 عدد کے ساتھ وہ گھر میں ہمارے آئین
 الہی خیر ہو سامان ہے کسکے آنے کا
 تمہیں بتاؤ تو کس پر مرے کوئی جا کر
 یہ صاف صاف تمہاری نگاہ کتنی ہو
 سوالِ صیل پہ خاموش کیوں ہو کچھ کدو
 ہزار گالیان دیتے ہو ایک بوسہ پر
 ذرا اوہ بار دیا ہو کیسی شوخی نے
 یہی سب ہو کہ آنکھیں چلے جاتے ہو
 اثر کیا ہو کسی دل جلے کی آہوں نے
 یہ جانتے ہیں کہ دشنام میں زبان پہ چڑی
 ہمارے سامنے بیٹھے ہو ہیں چلن میں
 عجیب طرح چلے ہیں اودھر جناب شیخ
 ہماری قبر پر آکر وہ غیر سے بوسے
 کہتے ہیں یہ تری رحمت کے سب پہرے پر
 جد پر کونجم گئی پوری ہی چوٹ کرتی ہے

فروغ حسن بھی ہو حسن انتخاب بھی ہو
 ہماری جان کو راحت بھی ہو غلاب بھی ہو
 کہ آج بزم میں ساغر بھی ہو شراب بھی ہو
 خد کے گھر میں تمہارا کوئی جواب بھی ہو
 کہ رنگ لطف بھی ہو اور کچھ غلاب بھی ہو
 ہماری بات کا آخر کوئی جواب بھی ہو
 تمہاری داد و دہش کا کوئی حساب بھی ہو
 مگر ہر پارہ آیا ہوا شباب بھی ہو
 کہ آج آپ پہ جون بھی ہو شباب بھی ہو
 ملا ہوا تری شوخی میں اضطراب بھی ہو
 لگی ہوئی ترے منہ کو گر شراب بھی ہو
 وہ بے حجاب ہیں باقی مگر حجاب بھی ہو
 لگا یا ریش مطہر میں کچھ خضاب بھی ہو
 کیسی فاتحہ پڑھنے کا کچھ ثواب بھی ہو
 ملا ہوا مرے عہد میں کچھ ثواب بھی ہو
 تری نگاہ میں تمکین بھی ہو شباب بھی ہو

کوئی بتائے تو یہ ہر سوالِ حسرت کا

جناب دلخ کا دنیا میں اب جواب بھی ہے

پتھر کی آہ کا میاں بھی ہے	تیری تمکین میں اضطراب بھی ہے
اور باقی کوئی حجاب بھی ہے	مست بھی ہے وہ بے نقاب بھی ہے
اور زہاروں میں انتخاب بھی ہے	شوخی بھی ہے وہ لا جواب بھی ہے
دل بھی ہے دلین اضطراب بھی ہے	دل لگی بھی ہے دل لگانے میں
اب زمانے کو انقلاب بھی ہے	کوئی پوچھے تو میری مرگ کے بعد
ابھی شب بھی ہے وقت خواب بھی ہے	صبح ہوتے ہی تم چلے جانا
کہ شب مرین آفتاب بھی ہے	صاف کہتی ہے گردش ساغر
لطف کرنے میں جنتاب بھی ہے	انکھ ملتی ہے تو حجاب کے ساتھ
بے حجابی میں کچھ حجاب بھی ہے	وصل میں منہ وہ پیر لیتے ہیں
خوبصورت بھی ہے خوش آب بھی ہے	پوچھتا کیا ہے تو تری تلوار
کچھ کرم بھی ہے کچھ نقاب بھی ہے	اونکی ہر بات ہے قرینے سے

سچ تو یہ ہے کہ آج کل حسرت

حال ابتر بھی ہے حسرت اب بھی ہے

زندگی یوں بسر نہیں ہوتی	ہجر کی شب سحر نہیں ہوتی
میری اذکو خبر نہیں ہوتی	حال سنتے تو جسم آتا ہی
نہیں ہوتی سحر نہیں ہوتی	ہجر کی رات کیا قیامت ہے

<p>مرگ دشمن کی جھنجب مانگی جب مرض کی ہی کچھ نہ تھنیں جسکی صورت کو چاہتے ہیں ہم ترک و خوب ہو مگر زرا ہر زلف اونکی سنور نہیں سکتی وحشتِ دل نکال جنگل کو</p>	<p>کب عابا اثر نہیں ہوتی پھر دوچارہ گز نہیں ہوتی اب وہ پیش نظر نہیں ہوتی بے پیہ بھی گز نہیں ہوتی یہ لڑائی تو سر نہیں ہوتی ابتو تسکین گز نہیں ہوتی</p>
<p>وہ اگر مل گئے تو پھر حسرت مجھ کو اپنی خبر نہیں ہوتی</p>	
<p>پسند آگئی اچھی صورت کیسی جہی تو یہ جو رو نہ مرتے ہو زرا ہر یہ ہے حال پر حسرت بات زرا ہر تسلی ہو کیا جو رحمت سے اپنی شب وصل دشمن کا شکوہ عبت ہو بتاتے ہیں دشمن کو وہ دور ہی سے مرے کام کیا آئیگا چارہ گر تو اثر کچھ تو آخر ہوا آہ کا بھی اثر گر گئی صحبتِ غیر ایسی</p>	<p>مزا دل کو دیکھی محبت کیسی نہیں تنے دیکھی ہو صورت کیسی نہیں ایسی چشمِ مروت کیسی نگاہوں میں پرتی ہو صورت کیسی ہماری ہی قسمت ہو قسمت کیسی نظر آ رہی ہے وہ تربت کیسی کوئی بانٹ لے گا مصیبت کیسی مرے حال پر ہی عنایت کیسی نہیں ہے وہ اگلی سی عادت کیسی</p>

اے ڈور سے لکھتا نہیں حال قاصد یہ شو کس طرح سوچوں آپ کو دین لب بام وہ جلوہ گر آج ہونگے	کہیں ہو نہ میسری ہی حالت کیسی کہ ہوا جان آہنہ امانت کیسی اگر کہل گئی کچھ ہی قسمت کیسی
---	---

نہ کرتے تھے بے شور سے بات پہلے
نہیں سنتے اتنا وہ حسرت کیسی

شور و شویں ہوں موثر و دل انگاروں کے رنگ یکجہاں جو تری چاند سے رخساروں کے لہ ہر بات ہی کہنے میں لگا لپٹے ہیں دیکھ پائیں جو مرے دیدہ خوبا کہیں زاہد اجر کچھ اسکا ہی ملیگا تجھ کو مختص آج تو برسات ہی ہو جانے دے یہ نئی رسم جفا خوب نکالی صینا د رہ گئے چرخ چہارم پس چاہ پھر جس کو آتی ہے نظر آج کچھ ہی صورت تجھ سے ہی ہیں ہوتیری نگاہیں ضالم	ہوش ہوں باختہ مکاروں کے عیاروں کے ہوش اور جہاں فلک پر اسی ستاروں کے ڈھنگ دیکھ ہی نہیں تنہا ہی بیاروں کے ہوش اور جہاں جہنم میں ہی تواروں کے ہر جو تو نے سہیشتے میں یہ میخواروں کے عین و سم میں ہی جلے نہوں میخواروں کے پر ہی ثابت نہیں کجست گریٹاروں کے ڈھنگ دیکھ جو بے آپکے بیاروں کے خواب میں پائے میں جلوہ تری رخساروں کے زخم ہر دل میں لگے ہیں اندھین تواروں کے
---	---

مجلس و خط میں کیا رکھا ہو حسرت یہ کہو
تجھ سے ہوا کے جاتے ہو جو میخواروں کے

<p> اب تو میں بھی یہ سمجھتا ہوں نصیب اچھا ہی سچ تو یہ ہے کہ زمانہ ہی اویس اچھا ہی دوست کہتے ہیں یہ مر جائے غریب اچھا ہی مجھ سے سطح سے کہتے رقیب اچھا ہی ساتھ میں جبہ دوستار و حریب اچھا ہی ملک الموت بھی کہتے ہیں طیب اچھا ہی مجھے راضی مرا ہو جائے حبیب اچھا ہی یوں ہی تجھ کو ہی جلائے جو رقیب اچھا ہی مجھے میرا دل آزار نصیب اچھا ہی </p>	<p> یہ مری بزم میں بیٹھے ہیں قریب اچھا ہی بس کا دشمن یہ ہوا ہوش سنبھالا اوس نے مابل جسم پر اس درجہ ہماری حالت ال میں جاؤں اقبال میں اور قسمت میں نام اک وقت نکلا جائے گا زار ہنس کر رخصت جس کی اس سے ہی دوام ہوتی ہے صحتا تو ہی بتا اس میں بُرائی کیا ہے سقد رتو نے جلا یا ہی مجھے اظالم دیکو حاصل ہیں عجب درد و محبت کفری </p>
---	---

چین دیتی نہیں یاں گردشِ قسمت حسرت
 اک بخومی تو یہ کہتا تھا نصیب اچھا ہی

<p> اچھا ہے آج رات ہی دل لگی سی مانا کہ میری غم سے قسمت بری سی صورت کو کیا بنائے یہ اچھی کچی سی قاتل کی کچھ کمی سی کچھ زندگی سی میرا رقیب میرا شوقِ دلی سی میری خوشی سی نہ تمہاری خوشی سی </p>	<p> بعد کیا ہو وصل کا اس کی خوشی سی شکر کی ہے جس کا طبیعت بری نہیں نہ کہ رہا ہوں غم کی تصویر دیکر یا بخت اس سے بچا کیوں قتل گاہ میں تلوار گر ہی ہیں تو کہل جائے گا تجھے ظور کیجئے دل بیستاب جو کہے </p>
---	--

سائل کو آپ نام حسد پر کچھ تو دیکھئے	بوسہ اگر زمین ہی تو بوسہ شام ہی سی
کیا خون بیگناہ کی اونکو سزا نہیں	مانا کہ تم بشر نہیں حورو پر ہی سی
بے شبہ آپ تو میں بہت منکسر مزاج	مجھ کو ہی آج کچھ گھرے کی چڑھی سی
یہ تو مجھے بناؤ پہر آؤ گے اس کے بعد	تم ایک پل کی کتے ہو لو اک گھڑی سی

فائل ہی تہو حسرت نہ رہا کہ رے نہیں

زادہ سی وہ غوث سی یا ولی سی

سمجھتا دل میں تو کیا جاؤ کیا ہو	ہماری گفتہ کیا جاؤ کیا ہو
ہوا وہ نہ خو کیا جانے کیا ہو	سرو گوشت کیا جاؤ کیا ہو
وہ کہتے ہیں نہیں مسامحہ کو	تندری آؤ کیا جاؤ کیا ہو
کہیں وہ شے نہ ہوا کہ گھر میں	مجھے آتی ہو کیا جاؤ کیا ہو
نہیں کہتا ہر کچھ احوال اونکو	کہ مجھ کو جستجو کیا جاؤ کیا ہو
ہماری دیدہ و غبار سے اب	نہیں آتا لو کیا جاؤ کیا ہو
نہیں ہر تو مگر ہر کچھ تصور	ہمارے رویہ کو کیا جاؤ کیا ہو
نہ شغف نہ بکلی نہ تلوار	لگاؤ نہ ہو کیا جاؤ کیا ہو
کیا ہی وصل کا وعدہ تو لیکن	خیال حیاہ جو کیا جاؤ کیا ہو

رموز عاشقی حسرت سے پر ہو

اسے ای خضر تو کیا جانے کیا ہے

قیامتِ لونپر گذر جائیگی
 مصیبت جو ہمہ گیر جائیگی
 فلک سے کسی ن گذر جائیگی
 شبِ حجر مر کر گذر جائیگی
 وہ پرسان نہیں ہی اسی زعمین
 رہیگا نہ کچھ دید باز کا شوق
 تجھے اس سے کیا کام ہوا صحا
 رُکے گی نہ آئی طبیعت مری
 سنا ہو کہ پڑی گئی دختِ رز
 شبِ غم سو واقف ہو تیری بلا
 تنہا کے دیکھو گے مدفن ہزار
 شبِ مین اندہیر ہو جائے گا
 وہ بگڑی کسی دن جو تجھے عدو
 رہینگے ملے یوں ہی باہم جودل
 اسی طرح ہونگے جو وعدہ خلاف

جد ہر تیری ترچھی نظر جائیگی
 وہ سمجھے تے شوں کچھ سر جائیگی
 کہیں یہ خان بے اثر جائیگی
 طبیعتِ یونین بس ٹھہر جائیگی
 کہ آئی طبیعت کدہر جائیگی
 طبیعت کچھ آخر کو ہر جائیگی
 اسی طرح اپنی گذر جائیگی
 خبر ہی نہیں یہ کدہر جائیگی
 تو کبخت زاہر کے گھر جائیگی
 گذر تی ہی چون پر گذر جائیگی
 جہان تک تمہاری نظر جائیگی
 جو وہ رلف رخ پر بکھر جائیگی
 شبِ حجر تیری ہی گھر جائیگی
 ہماری تمہاری گذر جائیگی
 تنہا یونین گھٹکے مر جائیگی

نہ نکلے گی حسرت کی حسرت کبھی
 جوانی کسین گذر جائیگی

تیری بیمار کو امید بہا کوئی ہے
 مرضِ عشق و محبت کی ورا کوئی ہے
 ہمت و تاب ہی سمجھتے نہیں اب تک ظالم
 چوڑ دین اب تو مشتوق جہل امید ہم
 قتل ہو کر رہو مشتوق میں ہم کہتے ہیں
 بے سبب مجھ سے وہ ناراض ہو رہا تو ہیں
 رنگ لایا ہے کچھ اب جوشِ جوانی اونکا
 وہ یہ کہتے ہیں جو کتنا ہو وہ جلدی کدو
 حسنِ صورت کی کچھ اپنے ہی شکایت کیجے
 ہم اسی منکر میں نرات لگاتے ہیں
 حور کو دیکھتے بیٹھے ہوئے طوبیٰ کرتے
 دم نکلتا ہوا بیان موت کا آتے آتے
 قتل کرتی ہوں مجھے سب تو بتاؤں کیونکر
 دل میں کچھ اوس بت کا فرسہ جو تاثیر سے

مرنے والے کو زنا نہیں کوئی ہے
 بات بجا کج دینے کے سوا کوئی ہے
 کچھ کوئی ہو اور ورنہ کوئی ہے
 حورِ جنت میں نرلی وہ ادا کوئی ہے
 اسکو کہتے ہیں وفا اور وفا کوئی ہے
 نہیں کہتا یہ مجھے میری خطا کوئی ہے
 بوچھٹی پر تن چڑھتی کہ حیا کوئی ہے
 بات کرنے میں بہا اس کے سوا کوئی ہے
 مرنے والوں کی بہا اس میں خطا کوئی ہے
 کراؤ میں ناظر مشق چکا کوئی ہے
 بات جنت میں بہا اس کے سوا کوئی ہے
 تیری بیمار کو آئے وہ قتل کوئی ہے
 کوئی کم ہوا تیری سوا کوئی ہے
 زہد بھگوان سے وہ وفا کوئی ہے

یہ اس لئے ہے کہ آپ وہاں جنت میں

کیونکہ یہ سچے توبہ کرنے والے ہیں

میں ہی ہوں تو وہ دلکش تر ہیں میرے گیارہ

کیون تر تہا سہ تہا اب تری حالت کیا ہو
خود گلا کاٹ کے مر جائیگے مرنے والے
نام ہی کو بی نہ لے کر مرے معشوق نہوں
مفت زائدہ لگاؤ خیر رز کو الزام
لیجیلا ہی مجھے کیون کہیں گے او کی جانب
نازیجا جو اوٹھا سنے تری اپنا ہے جگر
حضرت دل وہ بہت آج خفا بیٹھے ہیں
خواہش وصل نہیں جس سے ڈر رہے جاتے ہو
دل میں بیان یاد ہو کچھ ہی زبان پر تیری
زادہ اتنی ہی نہیں تج کو سمجھو محشر میں
گالیاں نرم میں پہلے وہ سنا دیتے تھے

تجہ پلو دل یہ پڑی سخت مصیبت کیا ہو
تم جو تکلیف کرو اس کی ضرورت کیا ہو
رو کی ہسکی ہوئی زائدہ تو وہ جنت کیا ہو
دیکھ لے کچھ کہے ذرا اس میں قباحت کیا ہو
آج جی میں تری ای شوق شہادت کیا ہو
تجہ سے دودن ہی ہو غیر کی ہمت کیا ہو
میں جو چہیرون اونہیں آئی مری شامت کیا ہو
آپ سینے تو ذرا میری سکایت کیا ہو
زادہ اس سے ہی بڑی اور عبادت کیا ہو
بختے جائیں نہ گنگار تو رحمت کیا ہو
اب تو موتی نہیں کچھ عجبہ پہ عنایت کیا ہو

اگر نہیں بد نظری صاف جلانا اوسکا
کیون ہر اک بات پہ کہتی ہو کہ حشر کیا ہو

اس طرح نرم میں شب کو نگہ یا رہی
وعدہ غیر تو پورے ہی کیا کرتے ہو
لفظ استدرسی کا آج زبان سے نکلا
دل کا آنا ہی تو کج بخت بلا ہوتا ہے

میں یہ سمجھا کہ گلے پر مرے تلوار پہری
میری تقدیر کسی روز نہ سہ کار پہری
میری تقدیر پہری آپ کی گفتار پہری
سیر ویکو کہ زلیخا سہ باز رہی پہری

<p> یہی گردش نہ مگر چرخ ستمگار پہری تیری تصویر نگاہوں میں مری یار پہری لے مبارک ہو ہوا اب بت بیخوار پہری عش تاک سے ہی مری آہ ہو سوار پہری آگ دگی جو مری آتش زبا رہری تیری نیت ہی کہی زار دین دار پہری طبع کیوں مجھے تری خنجر خوشخوار پہری میری قسمت ہی مثال نگہ یار پہری آنکھ سو بار ملائی گئی سو بار پہری رات بہر آہ ہماری پس دیوار پہری </p>	<p> مٹکے عاشق و معشوق کے لاکھوں ارمان تو نہ آیا تو شبِ حشر تصویر یہ جسا خوب ہی جہوم کے گنگو گٹھا اوٹھی ہو رسم ہی کچھ مجھے آتا ہو ستم گرد نہ گر مئی دل کے سبب غیر کے گھر میں اکثر دیکھ کر اوس بت کا منہ کو ذرا سچ کہنا سخت جانی کے سوا اور سبب کو نہ سنا ہی دل ہی قابو میں رہا اور یہ طبیعت اپنی دل سے کچھ تیر نگہ کو ترسے جنتش نہوئی غیر کے گھر میں کیا رشک نے جانا شکل </p>
---	---

اونکے آنے کا تو کیا ذکر یہ حسرت بہون
سو ت ہی ہا سے مری شکل سے بیزار پہری

<p> ابھی باقی ہے اونہیں اور حیات تھوری سی اب میں تو مجھے کجخت پلا تھوری سی اور رہی کیجئے کچھ آج جفا تھوری سی بات کچھ اور رہی ہو اسکے سوا تھوری سی چسک انکو بھی ہوئی نام نہ تھوری سی </p>	<p> ساقیا اور ہی مان آج ذرا تھوری سی یہ تو ظاہر ہے کہ مدت سے ہوں تیرا ساقی سیر ہوتا نہیں میرا دل شستاق ستم میرا فسانہ غم تنے سنا ہو لیکن گر کیا غیر کی الفت نے تماشہ یہ ہے </p>
--	---

آسمان پر نظر آتی ہو گستاخوڑی سی اور کر لیجے جو کرنی ہو جفا توڑی سی ہنے دیکھی ہو حیا میں وہ ادا توڑی سی بند آئے جو شب ہجر ذرا توڑی سی بیوفا فی تو بہت سی ہو وفا توڑی سی	آج لگتا نہیں توبہ کا ٹکانا زرا ہر جان لب پر ہو کوئی دم کا ہون مہمان میں لطف دیکھو کہ اسی پر ہی مر جاتے ہیں کچھ تو ہو جائے مجھے موت کی حالت معلوم دل کو یہ صاف بتاتی ہیں نگاہیں تیری
--	---

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر
یا دہو بخو تو کچھ اور سنا توڑی سی

وہ تصویر میں آئے جاتا ہے دیکھو وہ منہ چپائے جاتا ہے انگوٹوں آنکھوں میں کھائے جاتا ہے یہی ہمت بڑھائے جاتا ہے مفلسی میں ہی آئے جاتا ہے سیر و دل میں جو آئے جاتا ہے رنگ اپنا جمائے جاتا ہے ہاتھ سروہ ہی بٹائے جاتا ہے آگ دل میں لگائے جاتا ہے وہ قیامت اٹھائے جاتا ہے	جذب دل رنگ لائے جاتا ہے جو مر اول چڑھائے جاتا ہے دیکھو جو چوری ہی تو کہتے ہیں کچھ ہے امید جذبہ دل سے لطف دیکھو کہ ولولہ دل میں یہی ہی اوس ہی کی اک غایت ہو غیر دوس نرم سے چلا لیکن ناصحا جس پہ جان دیتے ہیں ساتھ جاتا ہو غیر کے ظالم دیکھو تو تم ہی حضرت نا صح
---	---

وہ خفا لاکھ ہوں مگر حسرت

اپنا قصہ سنائے جاتا ہے

لوگ کرتے ہیں یوں مفتین مفتین ہزارم مجھے
کیا نہیں جہین سمجھتا ہوں آشام مجھے
کسی کو چہ میں ملے تھے کہیں شام مجھے
وہ اشاریے بلانیں چولہا بام مجھے
آکے قاصد یہ کچھ دیکھئے انعام مجھے
کیون تڑپتے نہیں دیتا تو دہام مجھے
لب شیریں جو دیتے رہیں ہزارم مجھے
لینے والے کا گریا دشین نام مجھے
مفت کیوں آپ لگاتے ہیں الزام مجھے
کام اور نہ نرا بچن سے رہا کام مجھے
اور پہراوٹے لگانے لگے الزام مجھے
گھر میں پتہ وہ بلانیں جو ہزارم مجھے
اطف دیکھو کہ ہائے میں ہزارم مجھے
آج کیا بات ہوساقی نے دیا جام مجھے
خیر تو یہ کہ آتا نہیں کچھ کام مجھے

کب ملاقات کا پتہ ہیں وہ پیام مجھے
ساقیا آج پانا نہیں کیوں جام مجھے
دل میں اب تک ہر سے انکی حلاوت باقی
ناتوان بنکے چڑھوں تارنگہ پر فوراً
شاد ہو کے کرین ہم وصل کا سامان خوش خوش
میں تری حال سے اوڑھ کر نہیں جانا صیا د
میں تو راضی ہوں اسی پر نہیں منظور ہو کر
یہ تو معلوم ہر دل دی تو دیا ہے سینے
آپ سبب نہیں مطلب تو وعدہ سے کیا ہے
میں سمجھتا ہوں کہ ہے خوبی قسمت پیری
اپنی باتوں کا تو کچھ وہ بیان نہیں کہتی ہو
پہر تو جاہ میں خوشی تو نہ سداؤں میں بھی
کچھ ذرا رات گئے غیر کے گھر جائیں گے
کبھی ایسا تو نہیں مجھ پہ کہ یہ ہوتا تھا
چرخ کو دشمن ارباب ہر شہر کہتے ہیں

نہی ہی لیتا ہوں مروت سے کہاں کی توبہ
گہر لیتے ہیں جو دو چار مٹو آٹھام مجھے
ناصحی ذکر نہ اس باست کا لانا ہرگز
دل تو میں دے دی چکا دلسی دیکھا کام مجھے

بات کہنے کی نہیں تم سو کہوں کیا حسرت
آج تو دوس نے بلایا ہر شہرام مجھے

یا قبری مدام ہوتی ہے
چہن آتا نہیں کسی کروٹ
موسے انکار ز اہداتوبہ
دلکا آتا ہی اک قیامت ہی
کچھ خبر ہی ہو عشق کی جاگیر
جب کسی کام کے نہوں اعظ
گالیاں بے محل نہیں دیتا
کر چکے خوب سہم جتنا تہ
دل کا احوال اک ذرا سٹلو
ہاں اشاروں سے خبر کے اونکی
دل منظر کی ہو وہی حالت
صبح سے یوں ہی شام ہوتی ہے
نیشہ کی حرام ہوتی ہے
کہیں یہ شہرام ہوتی ہے
پہر کہیں وک تمام ہوتی ہے
آجکل اپنے نام ہوتی ہے
پہر تو توبہ مدام ہوتی ہے
جسکے مٹے میں لگا م ہوتی ہے
اونکی شہرام تمام ہوتی ہے
اب کہاں تمام ہوتی ہے
بات کچھ لاکلام ہوتی ہے
جب سک زیر مدام ہوتی ہے

کسی کا فسر سے آجکل حسرت
آپ کی رام رام ہوتی ہے

<p> مانا کہ راہ و رسم میں آیا سوال ہے نام خدا ہر پہ آئے ہوئے ہیں وہ ملتا نہیں نوشتہ تقدیر کی طرح آمد یہ خط کی صاف بتاتی ہے آپ کو ان ٹنڈی گرمیوں سے تو تسکین ہو چکی ملتا نہیں جو وہ بت مفرور کیا ہوا جب دل ہی مل گیا تو کدورت کمان ہی کس منہ سے کوئی قیمت دلا کر زامید اپنوں میں ہی تو آج پہچان لگی کی ہو دل کہے بچاؤ کا تو زمانہ نہیں رہا دامنِ عدو کی زیر میں جا کر نہ ہٹا رہے </p>	<p> تیرے بچے کو پھیلاں کچھ نہ کھیل رہے گاہک کیوں ہزار ہوں چو کما تو مال ہو تیرے بچے کا ہار سے بچنا محال ہو آیا ہا ہر سن پکیسا سوال ہو دل کی لگی کو نہیری بھانا محال ہو دشمن کا ہی کچھ آج تو میرا حال ہو جتن تو یہ کہ دل ہی کا ملنا محال ہو لینے میں ہفت کسے ہی جان قیل قال ہو اس وقت میں تو وہ و محبت کا کال ہو اب تو کسی پہ دل ہی کا آنا محال ہو لپٹتا ہوا کسی کا دل پاس ہو </p>
--	---

حسرت یہ کیا سبب ہے جو تیرے موتلم و اس

ہاں خیر تو ہو کیوں یہ پریشان حال ہو

<p> اگر بچہ بچتے تو بچ کا نرا غنیمت نہ شب کو بچوں مانا ہونہ وں کو کوئی راحت ہے پڑا یا جس بہت کافر نے دلوں پر سیڑ او او خدو لوٹ جاتی تیرا دین دیکھ کر اوسکی </p>	<p> اگر بچہ بچتے تو بچ کا نرا غنیمت نہ شب کو بچوں مانا ہونہ وں کو کوئی راحت ہے پڑا یا جس بہت کافر نے دلوں پر سیڑ او او خدو لوٹ جاتی تیرا دین دیکھ کر اوسکی </p>
--	--

<p>سنبھل کر آہ کرنا وہ بہت نازک طبیعت ہے نہ اوس میں تیری خوشبو نہ اوس میں تیری نکت ہے مری پیش نظر زاہد کسی کافر کی صورت ہے نہ دشمن کی ہی ہوا سی ہماری جیسی حالت ہے مگر کیا کیجے آئی ہوئی اپنی طبیعت ہے نہ وہ پہلی سی حالت ہے نہ وہ اپنی طبیعت ہے نگاہیں صاف کتنی ہیں کہ کچھ دلیں شہرارت ہے اوسے مجھ سے تنہا و مجھے اوس سے محبت ہے</p>	<p>ذرا کچھ ایسی دل ناکا م اوس کا پس بچی کہنا چمن میں گل کو جا کر آسمان پر چاند کو دیکھا طبیعت خاک پہلے ذکر سے حوران جہت کے ترشہا آہ کرنا لوشا غش کہا کے گرجانا وہ کافر گالیان کو اور ہم خاموش ہو جائیں پریشان کر دیا جب کسی کل کر سوکھنے دل نادان نہ جاتا اوس کی ہوئی ہوئی صورت پر نہیں آتا سمجھ میں کچھ یہ کیا اندہیر ہی بارب</p>
--	---

یہ کل کی بات ہاوس جو مجھ کو دوسے دیکھا
 کہا ظالم نے دشمن سے یہی کمبخت حسرت ہے

<p>دل سودم بہر ہی اوترتی نہیں صبرت تیری ہمسری کیا کرے آشوب قیامت تیری چشم انصاف و دیکھے کوئی صورت تیری دل کے جانے پہ ہی جاتی نہیں حسرت تیری اب تو دیکھی نہیں جاتی ہے نصیبت تیری محتسب نہ گئی ہو کہیں شامت تیری سخت دشمن تو بہتر نہیں قسمت تیری</p>	<p>مجھ کو ظالم ہوئی جن میں سے محبت تیری نہ وہ انداز نہ وہ چال نہ وہ طرز جفا یوں تو دنیا میں ہیں گویلی و شیریں شور ہو محبت کا براہے یہ آفت کیا ہے و کیا غیر میری حال کو یہ کہتے ہیں اوس سے بخوار کی تنہیہ کو جانا کیسا یہ تو مانا کہ ہمساری تو بُری ہے تقدیر</p>
--	---

<p>کہیں جاننا بھی میری رو نہ کر تے ہیں نجان کو ظالم ملے او وقت ستانے کا مرا رند بھوار سبکھ دیکھ کے چپ ہو جائیں چین کس طور سے دل کو ہو قیامت یہ ہے سخت مجبور ہوں کچھ بن نہیں پرتی جھٹ کیا غرض ہر ترے کوچے سے غرض اتنی ہے ہو گیا ہر اسے آفت کا غضب کا عوامی لاکھ پر دیکھی مجھے مانع دیدار نہیں</p>	<p>سب سے ہو گئی تیری صورت میں نکیرت تیری تیری قسمت سے بد بھلائے قسمت تیری ایسا ہوش میں آ گیا ہے حقیقت تیری اظراقی ہے ہر اک چہ پہن صورت تیری دل سے جاتی نہیں بخت محبت تیری دیکھ لوں رو دگر میں پائنتی مر تیری چال کچھ سیکھ چلی جو قیامت تیری دیدہ دل میں تائی کر یہ صورت تیری</p>
---	---

کس کو دل تو لے دیا ہو تو ظالم

اب تو ہلی سی وہ صورت نہیں قسمت تیری

<p>کونی بچے کے عرق نہ سہا رہے اپنی گری میں ملا تے نہیں بھوار بے یا دا تو لہی کرتے نہیں سبک رہے رو گئی بعد فراست ویدار بے گا لیا ان ورثا لیجے دوچار بے ورز فرقت نے کیا جان سے بزار بے کیجئے غیر کے دو کہیں میں لاپرواہ رہے</p>	<p>بچہ لعل کا گوارا سب بازار مجھے کیا مصیبت ہے یہ تو بہ کا برا بوزاہر یا تو رہتی نہیں مجھی تو کہی باتیں ہر دن فج کرتے ہو کجخت نے منہ پیر لپ کسی صورت سے ہو دشمن کا کلیجہ اٹھدا سخت جانی کا یہ باعث جو میں جیتا ہوں سچ تو فرمائیے ہوا بکو خفت کیسی</p>
---	---

داب لیتا ہی تر اسایہ دیوار مجھے
تمسے بلجائیں کسی روز جو دھپا رہے
یاد کرتا ہوں مرا شوخ ستمگار مجھے

ناتوان وہ ہوں جو آتا ہوں تیر کو پھین
جیتے جی لطف مجھے خلد کا حاصل ہو جائے
ہچکچو کا مری ای کاش یہی باعث ہو

پہر تو رہتی نہیں قابو میں طبیعت حسرت
کوئی ملتا ہے اگر دل بس بظرا رہے

قسم قول میں درمیان کیسے کیسے
پڑے آکے ہیں درمیان کیسے کیسے
ابھی تک میں دل میں نشان کیسے کیسے
ہمارے ہی میں سہرا بن کیسے کیسے
روانہ ہوئے کاروان کیسے کیسے
چھبے دل میں تیر و سنان کیسے کیسے
مرے دل میں ہیں مہمان کیسے کیسے
اویڑائے ستم آسمان کیسے کیسے
مٹے اسل واپر ہیں ہاں کیسے کیسے
مہرے دے گئی ہو زبان کیسے کیسے
ہوئے لطف پیر معان کیسے کیسے
روانہ کئے ارمغان کیسے کیسے

وفا پرین اون کی گمان کیسے کیسے
کسی پرین اپنے گمان کیسے کیسے
شب وصل نکلے تیرے جو خار حسرت
عسم و آہ و فریاد و درد و مصیبت
عجب سیرگاہِ عدم ہے الہی
کہوں کیا شب وصل ذکرِ عدم پر
خلش بیکسی کا ہش و یاس و حسرت
کسی شمعِ عیار سے تو نے ظالم
حیا پر نہیں شیخ و واعظ ہی قربان
دین سے دین جب کسی سے ملا ہی
سوئے میکدہ میں جو مسجد سے آیا
کبھی دل دیا اور کبھی جان او نکو

<p>سنا جب مرا حالِ دل دیکھئے نہ سے مرے دل کا اربان نکلا نہ کوئی ہوئی ہائے نامتضنی کیسی کیسی بھاب وہ کرنے لگے کیسی کیسی تکلم کا دعویٰ ہے اونکے دین کو میں اور داورِ شرِ تنہا کہو نگا تہا رسی نگاہیں ہمارا کلیجا سرِ شرم کوئی چہیڑ تو قص نئی ایک بے پر کی اوڑتی ہے ہر دم</p>	<p>بشیمان ہوئے راز دان کیسے کیسے لئے تہ گواہِ تن کیسے کیسے مجھے شہر پر تھے گمان کیسے کیسے کبھی ہم پر تھے مہربان کیسے کیسے او بھرتے لگے بے نشان کیسے کیسے کسی پر میں مجھ کو گمان کیسے کیسے پھر اوس پر ہوں ہم گمان کیسے کیسے ملائیے تھے پرمان میں ہاں کیسے کیسے اکھٹے ہیں بے فکر یاں کیسے کیسے</p>
--	--

تہینِ ندرِ آتش پر سو قوتِ شہرت
 بہت اور میں خوش بیان کیسے کیسے

<p>تہینِ لطف و سبب کہانی تہاری تسلی کی صورت یہی رہ گئی ہے نہ او جڑے ہوئے دکھ پامال کیجے شبِ وصل گالی سناؤ جو مجھ کو اثر کچھ ہوا ہے کسی کی دف کا جو کہنا ہو تختِ سر کیجے وہ بولے</p>	<p>ہمارا ہو قصہ زبانی تہاری شے دل میں کچھ ہو نشانی تہاری یہی رہ گئی ہے نشانی تہاری عجب لطف و درِ بذرِ بانی تہاری کہ رنگ ہوئی زعفرانی تہاری سین گئے نہ ہم منہ زبانی تہاری</p>
--	---

کسی کاشپ وصل شوخی سے کہنا
نہ لطف ستم دل سے برباد جائے
کہ غارت کہیں ہو جوانی تمہاری
بہت ہو چکی مہربانی تمہاری

یہ عشق بتان میں سمجھ جاؤ حسرت
نہ برباد جائے جوانی تمہاری

اگر دیکھیں بانگی ادائیں تمہاری
طبیعت اگر آج پائیں تمہاری
نہیں چوڑ کر دل سے جاتے کہیں تم
نوشیخ پہر حورِ حنت کا طالب
جو دیکھو تو آئینہ دل میں اپنے
ہیں دل سے دونوں پسند آگئی ہیں
برابر نہ ہونگی اگر کوئی دیکھے
بہلا کون ایسا ہے پھر جسکو چاہیں
ستم میں نہ بدنام پھر آسمان ہو
محبت کی گھاتیں کوئی تم سے
کوئی سے پوچھے کہ کیا لطف آئے
نڑوں اور کرتی ہیں کچھ دل کی خواہش
غضب ہے نہ آیا ذرا رحم تسکو

فرشتے بھی لے لیں بلائیں تمہاری
تو کچھ تسکو باتیں سنائیں تمہاری
کوئی ہم سے پوچھے وفائیں تمہاری
سنے گر سہیلی صدائیں تمہاری
تمہیں آج صورت دکھائیں تمہاری
وفائیں تمہاری جفاائیں تمہاری
وفائیں کی جفاائیں تمہاری
اگر یاد دل سے بھولائیں تمہاری
اگر تم سے سیکھے جفاائیں تمہاری
دفا سے میں بہتر جفاائیں تمہاری
جو تصویر تم سے ملائیں تمہاری
مری التجا پر حیا میں تمہاری
بہت ہمنے کہیں التجائیں تمہاری

<p>یہ غور دلو کہ ہوتا ہے تمہو کے حسرت اگر ت کو حالت بتائیں تمہاری</p>	
<p>جو تصویر ہم دیکھ پائیں تمہاری پسند آگئی ہیں ادائیں تمہاری تم انکار میں بھی نہ اترو گے پورے قیامت میں بھی کوئی گریہ سے بچے وفا کا ہر سارا طرہ ریفہ ہمارا خفا ہو تو ہم نام ہر گز نہ لینگے کہاں پہرچو گے بتاؤ تو ہم کو سرِ شکر گریہ سے چاہو گواہی دعا ہے خدا تم کو آباد رکھے نیک بن جو رانِ جنت سے ہوگی تمہیں پر مین اور کہلنے نہ پائے</p>	<p>تصویر میں صورت جمائیں تمہاری اوپر ہاتھ لگا لاکھون چٹائیں تمہاری اگر بات ہم آرائیں تمہاری نہ ہم تو ہی باتیں بتائیں تمہاری جنت کی ہیں ماری دلائیں تمہاری قسم لوقسم ہی جو کمائیں تمہاری جو تصویر دل پر بتائیں تمہاری تو دشمن کو تہمت لگائیں تمہاری مرے سر پہ آئیں بلائیں تمہاری اگر یاد آئیں ادائیں تمہاری تمہیں سے محبت چھپائیں تمہاری</p>
<p>تمہارا وہ اب ذکر کرتے تھے حسرت اثر کر چلیں کچھ دعائیں تمہاری</p>	
<p>یہ ہیں مار رکھنے کی راہیں تمہاری عدو کے ہوئے تم تو بس بندگی سے ہے</p>	<p>غضب کی ہیں نیچی نگاہیں تمہاری کہاں تک محبت نہ پائیں تمہاری</p>

اگر پارول کے ہوں آہیں تھاری
 بُرائی اگر تے چاہیں تھاری
 ہمیں کچھ سمجھتے ہیں آہیں تھاری
 چمن میں جو تھیں کجگلاہیں تھاری
 قیامت کی سنگی نگاہیں تھاری
 کہ بدلی ہوئی ہیں نگاہیں تھاری
 کلیجہ ہمارا نگاہیں تھاری
 اگر تے تصویر چاہیں تھاری
 ملاقات دشمن نہ چاہیں تھاری

وہ کہتے ہیں ہم کو توجہ باور آئے
 ذرا تم ہی منصف ہو پھر کیسی اٹکے
 نگاہِ حرم میں پنهان ستم ہو
 خزان نے گل و لالہ برباد کر دیں
 غضب لائے گایہ تبسم تھارا
 تمہارے وہ پہلے سے تیور نہیں ہیں
 ذرا آؤ و نوں لڑیں تو مزہ ہے
 بتاؤ تو تم ہم سر تسکین دو گے
 خدا ہی ذرا میں ہی یہ رنگ دیکھوں

عجب ہو وہ مجھے فرمایا میں حسرت
 کہ ولین کہہ سکتی ہیں آہیں تھاری

ہماری ہاں حالت وہ نہیں ہو
 وہی ہم ہیں طبیعت وہ نہیں ہو
 تمہیں اتو محبت وہ نہیں ہو
 مگر اسباب راحت وہ نہیں ہو
 تمہاری آج صورت وہ نہیں ہو
 کہ ولین تاب طاقت وہ نہیں ہو

یہ عیش و عشرت وہ نہیں ہو
 تری جب عنایت وہ نہیں ہو
 خدا کی شان کہ تو میں مجھے
 ملے گو خدا ہی دنیا کے بدلے
 رہے شب کس حکایت نہ دیکھو
 سہرے کب تک تمہاری چور و پیدار

مجھے دیتا ہوں وہو کا پیہر موت کہہ ہی تم چاہنے والے تھے اس کو	تجھے شمن کی الفت وہ نہیں ہے مگر اب باسی قسمت وہ نہیں ہے
محبت میں کچھ ایسا حال ہے جو دیکھا ہے مجھے حسرت وہ نہیں ہے	
دل کو غم آشنا کرے کوئی کیا محبت ہلا کرے کوئی دل ہی کرنے لگا دغا ہے ہم گناہوں میں جاں کہتے ہیں بہرِ بیشیہ میں ہم ہی مخلص ہیں ساری باتیں اسی کے ساتھ ہیں رات دن یہ غامین کہتے ہیں رزق کا جب کفیل رازق ہے اسی پہلو میں حال دل کہیں دل ہمارا یہ طالب بیدار	آپ سے جب وفا کرے کوئی جب جفا پر جفا کرے کوئی کسا اہل سدا کرے کوئی جان جائے فدا کرے کوئی چھپر کی ابتدا کرے کوئی دل ہی بگڑے تو کیا کرے کوئی آٹا اب خدا کرے کوئی اکسلی پہر التجا کرے کوئی داستان ہو سنا کرے کوئی پھر جفا چھپر کرے کوئی
اور یہی اک شہنشاہ کو مستحق واہ دامر جب کرے کوئی	
صاف دل کو ذرا کرے کوئی	جب تصور ترا کرے کوئی

<p>ماہ کامل ہو یا کہ ہو مخور شدید بات جوئی چہی نہیں رہتی حال کہلتا ہے سب زمانے کا آشنائی چہی نہیں رہتی آپ پر ہمتو جان دیتے ہیں نا امید ہی ٹائے دیتی ہے جب ہوا نکار غدر ضد یہ ہم دوست کا دوست ہی قوموت ہوا ہمتو بانو نہیں تار جھانستے ہیں دل ہی جب بید یا شکایت کیا ہمتو تم پر ہی جان دیتی ہیں دیکھنا ہی ہمیں جگر اوس کا دو طرفہ ہو تو لطف کیا ٹھہرا جب یہ آئی تو ٹل نہیں سکتی</p>	<p>آپ کا سامنا کرے کوئی غور دل میں فرما کرے کوئی دیدہ دل جو داکرے کوئی لاکھ شرم چہا کرے کوئی کیا غرض دل فرما کرے کوئی کیا توقع بہلا کرے کوئی بچھرنا ہی کیا کرے کوئی آشنا آشنا کرے کوئی جوڑنا سچا گلا کرے کوئی کیا کسی کا گلا کرے کوئی تسے لہما ہوا کرے کوئی اس ستم پر وفا کرے کوئی بیوفا سے وفا کرے کوئی سوت کی کیا دوا کرے کوئی</p>
<p>آہ جبکہ جان پر حسرت ایسی حالت میں کیا کرے کوئی</p>	
<p>تم تو کرتے ہو دل لگیں کی</p>	<p>کیا شاؤ گے پیکلی دل کی</p>

<p> ہوا اسیدٹ گئی دل کی بیقراری ہی کیسیل دل کی یو تو جستی نہیں لگی دل کی بُری ہوتی ہو کیا لگی دل کی دیکھ لیں آپ آری دل کی جان آفت میں پڑی دل کی بات کافر نے پوچھا دل کی بات دل ہی میں گئی دل کی بات جب تمناں لی دل کی اور اور نگہ منی دل کی </p>	<p> اوس دشمن کو منہ لگایا ہے اب تو سکین ہو گئی رت کو کیوں دکھاتے ہو دور دیدار آپ دشمن کو ڈھونڈنے نکلے میری الفت کا حال ظاہر ہو کسی کا کل میں جاہنسا ہو بنجھو دی میں تباہیا مینے جھل سے پہلے ہی محال ہوا پھر شکوہ نہ کچھ شکایت ہو جذبہ دل کا یہ اثر دیکھا </p>
---	--

ایک کافر کو دیکھا حسرت

قتل پہچانے آپ نے نہ کی دل کی

<p> کوئی شکہ کی آمد ہوا کی جبکہ یہ سب سب ہو دل کی تیرے دل میں ہو نہ ہو دل کی زارین آپ ابرو دل کی اب گمان ہو رہا ہو دل کی </p>	<p> ہر وہ کہتے ہیں گفتگو دل کی کیوں نہ کہیں اے زار الفت کا دل کے لینے کا گڑبڑ سے چکا میری محنت کی راہ چائے عشق کے ہاتھ تو حشراب ہوا </p>
---	--

اسکو کیا نہ کہتا ہوں لگو سونگہ
 گنہیں چھپتو نکالی کیوں
 جوش گریہ سے ہو گیا ظاہر
 شبِ فرقتین جھلکے خاک ہوا
 یا تمہارا ہو یا ہم سارا ہو
 اسکی مٹی خراب کیوں ہوتی
 حیف ہوا رِ عشق چھپے سکا
 دلِ باہو جو تنہا ہر جانی
 مرغِ بمل کو تنے دیکھا ہی
 تیری آواز کیوں نہ دلکش ہو
 او بتو ہے خدا کا گریہ بھی
 کوئی گاہک نہیں مانے ہیں
 کیا غصہ ہے کہ تم کو وفیت

ہو گل میں کمان ہو دل کی
 پردہ پردہ میں گفتگو دل کی
 خوب جاری ہو تجھو دل کی
 اب کرین خاکِ حجبو دل کی
 بات ہو جاؤ دو بدو دل کی
 قدر کچھ جانتا جو دل کی
 کسل گئی بات ہو دل کی
 کیوں نہ شہرت ہو کو دل کی
 یہی حالت ہو ہو دل کی
 قدر کرتے ہیں خوش گو دل کی
 سیر کرنا نہ بی وضو دل کی
 ہم کرین کس سے گفتگو دل کی
 غیر سی میری رو ہو دل کی

عشق میں کیوں نہ ناز ہو حسرت
 قدر کرتے ہیں شہر و دل کی

دل لگانے ہی ہو کلمتی و حقیقت دل کی
 شہرِ معشوقہ ہوا نہ ہو حقیقت دل کی

تم مہرِ جان نہیں جانتے حالت دل کی
 کیوں نہ اسکی ہونِ اصحاب سے گاہک مسکین

<p>اوسمین صہبا ہوتو ہے خونِ زندا اسمین نینما جاگی ہو قصت شیرین ایسا بھم ہو کچھ کتہین تم اوس سے زانکار کرو ہنسنے مانا کہ کین تم ہو کین اورین ہم میری دعویٰ کے لئے ایک یہ کافی ہو گواہ اپنے سینے میں نہ رکھو نگا ترپنے کے لئے ہوا فوس تمہیں اسکا ذرا سوگ نہیں یہ غلط بات ہے لغو تمہارا سچے خیال خاک میں دیدہ و دانستہ ملا یا میں نے ملتوی شمر پو کیوں کہتے ہو میرا قص گر پسند آئے تو لینا نہیں محنت و مہم وہی انداز وہی ناز و شرارت ہے وہی سیکڑوں نفت لٹو لوٹ لے پھین لئے</p>	<p>شیشہ محو بہشت ملی ہو صورت دل کی آج تم کو سناینگے حکایت دل کی ایک ہی باشندہ تھی ہر حکایت دل کی نہیں تھی جتنی ہو مرید جان ثبت دل کی یہ کچھ غیب محبت میں شہادت دل کی میری جہیز میں سب سے دوسری تربت دل کی آج ایسی کی شہادت ہے شہادت دل کی رُخ سے کہہ سکتا ہوں انسان صیبت دل کی پر گردن کیا نہیں باقی ہو جہت دل کی نہیں انصاف ہے لیامہ شہادت دل کی آواز و نغمہ و کمان و سیتھیں ہوت دل کی ملتی جلتی ترقی شرفی ہو جہت دل کی یہ ہی لکھی ہوا نہیں رہی پیاہٹ دل کی</p>
---	--

جس پر ترقی ہو گات ہو جی کچھ جہت
 دوسرے کو نہیں ملو تم صیبت دل کی

<p>جسے ہن میں آجائے کمانی مرو دلی ناسکی رہے مجمع عشاق میں بچان</p>	<p>اگر حال شیر آپ زبانی مرے دلی کر بیٹے کچھ آپ نشانی مرے دلی</p>
---	---

<p>شکل بہت آگ بھائی مرے دل کی اب جوش پہ آئی ہے جوانی مرے دل کی افسوس کوئی بات نہ مانی مرے دل کی سُن لیجئے کچھ راحہ کہانی مرے دل کی پر شرط ہو صورت نظر آنی مرے دل کی پہلے کوئی قیمت نہ لگانی مرے دل کی اک روز قضا پہ تو یہ آنی مرے دل کی منظور رہی گریبات بنانی مرے دل کی رجب ایگی کوئی تو نشانی مرے دل کی</p>	<p>یہ جتنے لگائی ہو وہی آکے بچھائے رہتا وہ پہ جا جا کے حسینوں کی تل میں جس کو تو رہا یہی شب بھیل میں شکوہ ہر قصہ سنرا وہ جس کو کافسانہ سودل سے ابھی اسکے خریدار بنو گے اس طور سے بھنا نہیں اس جنس کا سودا یوں ہی جو رہی تاک میں وہ چشم قیوں ساز جو ٹوٹن ہی بنو مجمع عشاقی میں تاک لیجاؤ مرے دل میں جو میں لاکھ تنہا</p>
---	---

سب لٹکے اریان و تنہا تو شب وصل
خستہ و ہفت ایک نشانی مرے دل کی

<p>خزان نے رنگ نکالا ہمارے بدلے اوڑا گالاں چین میں ہمارے بدلے تم ایک چیز ہی تھے ہمارے بدلے غضب تو یہ ہے کہ تیوہین ہمارے بدلے عزیز زراغ ہوا ہے ہمارے بدلے کچھ آج رنگ مرے زرار کے بدلے</p>	<p>یہ طور کچھ فلک پر شعار کے بدلے یکے پای جنت ہی شکوہ چوڑے گئے جو چار بوسہ پہ دل لگو کہا تو وہ بدلے کہیں شکایت اختیار کیا مصیبت ہے یہ انقلاب زمانے کی آج صورت ہے خشب کیا کہ ترجمہ سن کی جو کی تعریف</p>
--	---

<p>ہمارا قتل جو منظور ہے کسا مانو وہ گھر سے غیر کے نکلے تو خرچ نے جھک کر ہمارے جذبہ دل کو بھی ہو گیا دھوکا ہمیں ویسے ہی غنیمت مگر نصیب کمان</p>	<p>لگاؤ ناوک مرگان کٹار کے بدلے ہماری خاک اوڑانی غبار کے بدلے عدو کو کیسے لایا پیار کے بدلے کرین شکایت الفت پیار کے بدلے</p>
<p>تمہاری عقل پہ پتھر پڑی ہیں کیا حسرت بتوں کو چاہتے ہو کر دگار کے بدلے</p>	
<p>آئی ہے عیادت کو مری ساری سانی پہلے تو مری جان فقط چور تھی دلی بوسہ ترا دشمن نے لیا ہی مرے آگے کیا بات ہو کیوں جھپٹے ہو ذکر و پر پیشا ہے مرے سامنے دشمن کی بغل میں جب دیکھتے ہو جھگو چپا لیتے ہو منہ کو کیا خاک ہو پیر پیری محبت کی اوی قدر ثانی ہی نہیں ہر مرا سوقت جہان میں کیون قتل پہ تیار ہو اٹھ ناف تو کر لو کانوں کو پڑاپیں تو آنکھیں میں محروم افسوں تو یہ ہے کہ بلا کر اوسے دیکھا</p>	<p>اک روز نہیں آئے ابھی ایک موت نہ آئی کیون آنکھ پر چائے ہو کیوں جی میں سمانی کبخت کو دیتا نہیں آنکھوں سے دکھائی ظالم نے مجھے آج یہ سب طور سنانی اللہ سے شکر ترے دیدے کی صفائی ابھی نہیں ایسی ہی مری جان رکھائی اب تک کہیں ظالم کی طبیعت نہیں آئی یہ بات شکر گریہ کے کید جی میں سمانی چاہا تمہیں کیا تھی بسا کی ہی جُرانی آواز مجھے دوسرا ظالم نے سنائی لو موت ہی کہ میں مرے مہمان نہ آئی</p>

دیکھا جو لب بام کسی شوخ کا جلوہ آتا ہو نظر تو ہی میں جس ہمت کو دیکھوں سو چوتوڑا دل میں ہی قول دیا تھا	بجلی سی چمکتی ہوئی مج کو نظر آئی صورت تری ایسی مری آنکھوں میں سمائی دل لیکے مرے جان جو کرتے ہو بُرائی
---	---

حسرت فقط اپنی تقدیر کی ہی خوبی
راحت جو کبھی ہمنے محبت میں نہ پائی

زرتے ہیں اور کچھ صبر کے سامان کبھی بھی لاٹا ہوا رنگِ خونِ شہیدان کبھی بھی حسرت توں کے لپ ہی ہیں امان کبھی بھی آتا ہی یاد وصل کے میرے سوال پر ہو لے سے آہی رہتا ہوں کوئی کیسے پاس ہم اس امید پر ہی اٹھاتے ہیں سب ستم اشفائی ہی خاطر برہم میں اس لئے برہن سی امید پہ ہوتی ہے زندگی آتی ہے ساتھ یاس کے امید گاہ گاہ	دل کے یوں مٹاتے ہیں ارمان کبھی بھی ہوتے ہیں بعد قتلِ پشیمان کبھی بھی آتے ہیں مٹلی میں ہی ارمان کبھی بھی کہنا کسی کا جلد ہی ان بان کبھی بھی ہوتی ہے صبحِ شام غریبان کبھی بھی کرتے ہیں وصل کے بھڑپان کبھی بھی آتی ہے یادِ زلف پریشان کبھی بھی سنتے ہیں اونکے منہ سے جو مان کبھی بھی کچھ دل میں گدگداتے ہیں ان کبھی بھی
--	--

حسرت کی سیکی چاہ لئے برباد کر دیا
آتے ہیں یادِ اگلے وہ سامان کبھی بھی

لاٹائی یہ بلا دل پہ ملاقات کی	اب یاد ہی رہنے لگی دوزات کی
-------------------------------	-----------------------------

<p>کیا بات ہو کیا آئے ہیں اغیار سے لڑکر کیا تجھ سے کہیں اپنی قابل ہی نہیں ہر مہمان کی خاطر دیکھ کرین او نگاہ خوش کیا اک غیرت خورشید چو باؤ کی بغل میں دل بچھو دن او نامہ سان نامہ کے ہمراہ کچھ فکر ہو دنیا کی نہ کچھ دین کا کٹھکا بدلے ہوئے تلوار میں کچھ آج کسی کے</p>	<p>سنتے ہی نہیں آج تو وہ ہر کسی کی لٹا لٹا کہیں ہم پر تسی عنایت کسی کی ہر قی ہی نہیں ان سے ملاقات کسی کی کیوں آج ہی کرشیں نہ وہ رات کسی کی سنتا ہوں دلچست نہیں ہو غارت کسی کی ہوتی ہو یاد خوب ہی اوقات کسی کی تو ایک ہوتی ہے ملاقات کسی کی</p>
---	--

کیا بات ہو کیا بات ہو کیا بات کسی کی

<p>بیمروت ہو دیوفا بھی ہے وہ لڑا کر نظر چراتے ہیں دل کا آنا غم بہکا آنا ہوتا دل چڑا کر وہ جیسے کتو ہیں دید بازی کا جو جڑا ایچا ویکے کی ٹاکر ہو ہر راہ سال ل شاکہ کچھ نہیں کہتے وہ ہر بزم مجھ سے کہتے ہیں</p>	<p>وہ دلت لڑو دلیا ہی ہے ساتھ شوخی کے کہتیا ہی ہے آگیا جب تو یہ پیرا ہی ہے تپتہ داک بین دید ہی ہے یہ کہہ رہے ہیں تو یہاں ہی ہے آتے تھے ہی تو یہاں ہی ہے یہ کہہ رہے ہیں تو یہاں ہی ہے یہ کہہ رہے ہیں تو یہاں ہی ہے</p>
---	--

	کچھ فرامند کو خطا ہی ہے ایسی چوری کا کچھ ثابا ہی ہے	بات سیدی تو ہر لفظ تر چھی دل چراتے ہو نہ چپا تے ہو	
	سفت بدنام کیون ہوو حسرت کچھ تہین اوس سے مدعا ہی ہے		
	سر پٹائی شبِ فرقت نکلی سفت قابو سے طبیعت نکلی آپ کی چال قیامت نکلی آئسری وقت محبت نکلی ایک ہی ایسی بصوت نکلی وہ تو میری شبِ فرقت نکلی یہ تو اک آپ کی عادت نکلی شکر کرنے میں شکایت نکلی دل سے بیساختہ حسرت نکلی زندگی کی یہی دولت نکلی	دل کی کس دہم و حسرت نکلی اوج ملنے کی نہ صوت نکلی ہو گئے شکر کے تار عیان قتل کے بعد مجھے روتی ہیں خلد ہی ہنسنے تو دیکھا واعظ لوگ کہتے ہیں جسے روز قیام بیوفائی کی شکایت کیسی مجھ سے وہ دوجنا پر گڑے جب گلے اوس نے لگایا مجھ کو ہم محبت کو برا سمجھتے تھے	
	ہم کرین ضبط کما تک حسرت اب تو قابو سے طبیعت نکلی		
	توقیامت قریب پر آئی	گر شبِ جس کی سحر آئی	

<p> یہ طبیعت تو آپ پر آئی بات دل کی زبان پر آئی یہ نصیبت تو جان پر آئی یہ بلا بھی ہمارے سر آئی شرم کچھ آوے بے اثر آئی اور رنگت تری نکھر آئی جب طبیعت قیب پر آئی اونکی صورت نہ نظر آئی </p>	<p> گو جان میں ہیں اکھون میں کوئی شکوہ نہ تھا تو کیوں گری عشق کو عمنہ کیل بھرتے غیر کے غم میں وہ پریشان ہو اے دشمن کے ساتھ جانو نہیں غصہ آنے سے بڑھ گیا جو بن مجھ پہ پر کیوں جنائیں ہوتی میں منہ چپایا ہے چین کر دل کو </p>
<p> آؤ کرنی غضب ہوئی حسرت چوٹ جو دل میں تھی ابھرتی </p>	
<p> بس حیا اسے میری دیکھ لی آپ کی سہنے محبت دیکھ لی شیخ صاحب کی عبوت دیکھ لی آپ کی ہی جتنے نیت دیکھ لی جب کسی کا فرک صورت دیکھ لی تہنہ آکھوں سے قیامت دیکھ لی آپ نے دشمن کی الفت دیکھ لی </p>	<p> اس نے تیری صورت دیکھ لی اک ذرا اسی بات پر برہم ہوئے سر کو ٹکرایا تو کیا حاصل ہوا ذکر پر حوروں کے وہ کہنے لگے کیا بتائیں دل پر کیسی بن گئی جب عدو کے ساتھ وہ جانے لگے اور پروہ جان اب دینے لگا </p>

حضرت دل آپ اب تو خوش ہوئے بدگمان کو اوس گہری آیا یقین کر دیا خنہ نگاہ شوق نے نقد دل دیتے ہیں تنکو مفت میں اک قیامت آگئی دربان پر	ہیو قاف سے کر کے الفت دیکھ لی آنکھ سے جب میری تہمت دیکھ لی ہمنے پر دیکھیں ہی صورت دیکھ لی اب ہماری تمنے ہمت دیکھ لی جب مری کا فر نے صورت دیکھ لی
--	--

آج اس پر تھے تو کل او سپر ہند
ہے جسے حسرت کی طبیعت دیکھ لی

شمع بجتی ہے تو کچھ دیر دھوان رہتا ہے لب پہ ہر وقت یہاں شور و فغان رہتا ہے جمنے انا کہ تمنا کا نکلنا ہے محال خود میں جیل میں کہ کیوں غیر جو حالت میری کون کہتا ہے ترا چاہنے والا مجھ کو ترحم تلوار کا بہر جاتا ہے لیکن پیار سے کہہ لیتا ہے جو وہ دور سے گاہک و چاہ شکر گیند شیم کا انداز نہ پوچھو ہے کو چھ لطف میں ہی دل کا پتا کچھ نہ ملا یاں شب ہجر کو رہتے ہوئی مدت گذری	ٹٹنے والو کا اسی طرح نشان رہتا ہے صبر کس چیز کو کہتے ہیں کہاں رہتا ہے ٹٹے ٹٹے تھی مگر کین نشان رہتا ہے اب فقط نام ترا و رد زبان رہتا ہے بہید یہ وہ ہی کہ کھل کر ہی نہاں رہتا ہے دل میں انسان کی باتو کا نشان رہتا ہے ہوش میں کا ہی کو پہر پہر معان رہتا ہے یہ وہ فتنہ ہے جو آنکھوں سے نہاں رہتا ہے نہیں جی سونم کہ کجست کسان رہتا ہے اتنے دن تنگ کوئی مہمان کہاں رہتا ہے
---	---

فقر و بیکس کہ مرے نام کو سنگڑ سہر
وہ یہ کہتے ہیں کہ بخت کمان رہتا ہی

دلبری کی طرز ہی کچھ بندہ پرور اور فرق ظاہر ہے مگر چشم بصیرت چاہی فرق ہی دونوں میں کو ملتی ہوئی انداز میں دل کا آنا اک بلائی جان آخر ہو گیا چیترا میں تو نہیں ہوں کیون سی جاتو ہوں چلتے ہو رک کے کیون تیزی وانی کیا ہونی ہمنے مانا غیر سی قول وفا ہو تے رہیں داستانِ حرفِ مطلب آج سن تو سیجے وصلِ شمع کو میسر اور میں فرقت نصیب دل اگر تھکوں تو دن پہرہ بناؤ کیا کروں عشق میں اس گہر کی سب کچھ خانہ ویرانی ہوئی	جس کو دل بہت دیا ہو وہ ستمگر اور ہی ماہِ کامل اور ہی روی سنورا اور ہی صبحِ حیران اور ہی صبحِ محشر اور ہی کچھ ہمارا آجکل تو حال ابتر اور ہی کچھ تمہاری دل ہی میں ای بندہ پرور اور ہی مجھ میں م باقی ای ای تیغ و خنجر اور ہی جو عنایتِ خاص ہی اون کی وہ چہر اور ہی سارے قصوب مزا کچھ ایسے بڑے گہر اور ہی میری قسمت اور ہی او کا تقدیر اور ہی کون تمسا اب جہان میں ماہِ پیکر اور ہی اک قصو آپ ہی کا دل کے اندر اور ہی
--	--

ایک مدت ہو کر تاتا گویا لم خراب

حسرتِ حشری مگر کچھ آج مضطر اور ہی

کرتا ہونگ اب دل پر مدعا مجھے ہر دم جو دہان ہونگہ قہر کا مجھے	ای یاس ہاؤ ہول گئی تو ہی کیا مجھے کچھ آگیا ہی درد میں شاید مزا مجھے
---	--

اک معرکہ پڑا ہی یہ ایکے نیا مجھے
 اب تک نہ جانتے تھے بڑا پار سا مجھے
 ایکے کسی طرح سے بچائے خدا مجھے
 ملتا نہیں ہی تجھسا کوئی دوسرا مجھے
 جب سے نہیں ہی ہوا میرا وفا مجھے
 وہ ہی تو آج دور سے دیکھا کیا مجھے
 اپنے ہی دل سے آج پڑا سامنا مجھے
 کچھ اتنا زندگی کا نہیں ہے مرا مجھے
 اپنا سا پرست و کوئی دوسرا مجھے
 لیجائے اپنے ساتھ مرا دعا مجھے
 رکھنا نہ تم نے ہاؤ کسی کام کا مجھے
 وہ دل کہ ہاؤ جس پہ بہت ناز تھا مجھے
 کرتا ہی یاد ہی وہ کہی بے وفا مجھے

دو کاغذوں نے لوٹ لیا دل غضب ہوا
 دیکھا صفا کدہ میں یہ تفتیر دیکھنا
 بیڑہ پہ پھنسا ہوا کل چچان میں دل مرا
 وہ کہہ رہے ہیں چشموں میں تیرے ساتھ ہونا
 ہنسی نہیں ہوشکر چھایا ہی کئے بغیر
 جسکی نگاہ ناز نے دل چاک کر دیا
 دل پر نہیں جو پاس یہ قاتل تو پاس ہے
 وہ غیر کی بغل میں ہوں اور میں ہوں تقرر
 یہ چاہتے ہو تم کو نہ چاہوں تو یوں بھی
 جب یہ نکل گیا تو کٹیگی نہ زندگی
 یاں جان دینے تاکے ہی اوسان ہی میں
 تیری نگاہ ناز کا پا مال ہو گیا
 قاصد سے کہہ رہا ہوں کہ اتنا تو تویتا

حسرت خدا کی شان ہو اور نکو ہوا جنتاب

شاید کہیں لگی ہے مری بد دعا مجھے

بات تو کچھ بھی نہ تھی جسکا بڑا مان گئے
 دیکھ کر دوسرا و نکو مرے اوسان گئے

طے منظور ہی ہم و انہیں ہم جان گئے
 چچا کے ہاتھ سے مجھے کہ شکوہ تو کمان
 اس واسے کہ نکل میں

کوئی تو اس کے بچکنے کی نکلتی ہو رشتہ
 دل چڑا کر وہ گئے پریتا شاد کیو
 مدعی دشمن جان اور بلائے دل ہو
 غیب سے تم ہو خفا غیر خفا ہو تم سے
 خواہش صلِ عدو کل ملاوتی ہے
 لوط منظور ہے توراہین کعبہ کی چلو
 عرصہ دشمن وہ جھوکا رین کیا خوب
 آشنا ویرین ہوتے ہیں محبت والے
 آپا و مصلِ بہاد سے تنہا جاتے ہیں
 کیا زبانی کی خال جانے ہو ابدلی ہے

غیر کئی میں نہ سماؤں مرا جان گئے
 ساتھ دل کے بھی چوری مکران گئے
 لیجئے آج تو ہم آپ کو چپان گئے
 یحییٰ بیٹھے بٹائے مجھ کو کھان گئے
 آج تو آپ کے دل میں مکران گئے
 کہ اوہ کو این بہت آج مسلمان گئے
 جان بچان تھی عرصہ سے بچان گئے
 اسکو ہم جان گئے جان بچان گئے
 آپ کے ساتھ کو کتوں کی ایمان گئے
 آج وہ غیر کی نسل سے پشیمان گئے

وہ تو اپنی ترکیب کو ہم مان گئے
 آج تو اپنی ترکیب کو ہم مان گئے

کوئی نہیں ہے دل کا خریدار دیکھئے
 دیتے ہیں اشتہار ہم اسکی فروخت کا
 ہمارے دل میں آئے گا ارمان اک نیا
 بیخود ہیں جامِ حرص سے دنیا کی برہمن
 یہ صاف کہہ رہی ہے کسی کی نگاہِ ناز

اب بھر کا بھی سزا ہی بازار دیکھئے
 ہوتے ہیں جمعِ دل کے خریدار دیکھئے
 سوار دیکھ کو پیر سے سو بار دیکھئے
 اس میکہ میں کون ہے ہر شہید دیکھئے
 یوں دل کو ہمیں لیتی ہیں ہر شہید دیکھئے

جلوہ کی کاہام پر آئے نہ جب نظر
 ڈھیلے ہیں میری آنکھ کے اس کام کو لے
 پردہ اوٹنا کے آنکھ ملاؤ تو حشر ہو
 دشمن کو دیکھ دیکھ کے آنکھیں جکائیے
 ہجوم ہی دیکھنا یہ کہ تقدیر کیا دکھائے
 کیسا علاج کسکی دوا ہوش ہی نہیں
 الاکون ہی کہ تباہ ہوؤ اس کے ہاتھ ہی
 رکھا ہوا ہے آپ کے پہلو میں آئے

حسرت پہر کے جانب دیوار دیکھئے
 اب بند کر کے روضہ دیوار دیکھئے
 اپنی نگاہ ناز کے کچھ وار دیکھئے
 اور محلو آپ دیکھ کے تلوار دیکھئے
 پرتی ہی جسے اب نگہ یار دیکھئے
 قابو ہی سے چلے مری غمخوار دیکھئے
 دل کو ہوا ہے عشق کا آزار دیکھئے
 اک اور ہی ہے آپ سا طرہ دیکھئے

بجلی ہی ڈالنی ہے جو حسرت کی جان پر

سوار میں مہیا ہے سوار دیکھئے
 دل و دیوار دیکھئے

کاش کہ عشق کا بیمار سبب ہی
 لجاؤں اگر تجھے ہی دوچار تجھے ہی
 آزار ہوا ہے مگر بیمار سبب ہی
 کچھ دل میں سمجھتے تو ہیں دوچار تجھے ہی
 بدنام کرونگا سر بازار سبب ہی
 ہو جائے اگر عشق کا آزار سبب ہی
 اب دیکھ لیا اے نگہ یار تجھے ہی

دین رخ میری طرح سے اغوا کیا تجھے ہی
 آگاہ ہوا وقت مری قوت کے مری سے
 سارے حشر نے انا سونسا ز سے گرا آنکھ ملائی
 کہتے ہیں یہاں مجھے سب خوشی و محزون
 ہو لطف ہو دشمن سے کسی روز کہے وہ
 چہرہ کھجائے مرا حال تجھے ناصح نادان
 اس داسے کچل میں نہونی خاک بھی تاثیر

<p>ناصح یہ ہوئی۔ ہمسے نہایت ہی حماقت کچھ ذکر نہ کر کوثر و تسنیم کا زہر دنیا میں ہیں ایک تھا بس تیرا سہارا دل غیر کو دیتا ہے مجھے صاف کہلا یہ گو حسن کی ہے گرنی بازارِ جہان میں میری سا ہو حال ترانا صحرانا وان</p>	<p>انکس جو سچے تھے رہے ہم پر سچے تھے ہی لائیں نہ لگا رہا یہ مے خوارِ تجھے ہی اب چوڑ دیا ہے دل آزارِ تجھے ہی آئی ہے مگر لذت آزارِ تجھے ہی مجھسا تو لیگا نہ حسدِ یادِ تجھے ہی لٹائے اگر دل کا طلبگارِ تجھے ہی</p>
---	--

تسکین ہو جس سرشت جو کوئی ہے کھسے
 اب بیاو کیا کرتے ہیں سرکارِ سبھے ہی

<p>قول و قسم نہ غیر سے زہارِ سبھے آشپز سے عرمِ عشق کا اقرارِ سبھے و کچھ خطا ہوئی دل بیتاب سے ہوئی بے سے سناہو آپکو و جان کی طلب پیر سے سب سے ہو گیا شہرہ جہان میں سکے سوا کچھ اور تو اب پاس ہی نہیں کچھ طالبانِ شوقِ شہادت پہ رجم ہو فسر وہ دل ہو تو غلش ہی نہیں رہی مایوس ہو کے بیٹھ رہا اضطراب سے</p>	<p>سویا رول کو پیو پیو سویا ر سبھے پیرا تھان کو باتہ میں تلوارِ سبھے خاصرہ کو زندہ چوکو کا یہ گنہگارِ سبھے ہم جان سے ہی ہو گئے آگے بیزارِ سبھے اب آپ کے بہت ہیں حسدِ یادِ گنہگارِ سبھے ہم دل کو نذر کرتے ہیں سرکارِ سبھے شدایتو باتہ میں تلوارِ سبھے چھتی نہیں جواب نگہ یارِ سبھے قابو میں آ گیا دل بمبارِ سبھے</p>
---	---

<p>اوس شیم زکسی کو جو دیکھا ہر دور سے تنگ آگیا اخیر کو صیا و شور سے یہ نہیں مہو کوئی تباہ میں ہی لے گئے پہلے نہ کیجے میری محبت کا فیصلہ</p>	<p>مرتی ہو آج نر گس ہمارے لیجئے ہوتے ہیں ذبح مرغ گرفتار لیجئے کوئی ملا نہ دل کا حسریدار لیجئے اس باب میں رقیب کے اظہار لیجئے</p>
--	---

حشرت و دوستی تھی گرا ب یہ حال ہے
 ہوتی عبارت بات پہ تکرار لیجئے

<p>جس وقت کہ آتی ہے اسے یاد کیسی کیا تجھ کو لگی ہے دل ناشاد کیسی کرنا نہ شکایت دل ناشاد کیسی جس طور میں بن کے بگڑتے ہیں مگر کام کس سوچ میں بیٹھے ہو تجھ تبہیں کیا ہو اوی موت یہ کس کو وہ مری قبر پر روئیں وہ ناز سے ٹھکرا کے مری قبر کو بولے جلوہ چو لب بام پہ دیکھا ہے کسی کا جی میں ہو کہ موقوف رکھیں حشر پہ اسکو آیا ہو بہت داوڑ حشر کو تو ترسم ارمان نکلا جائے نگاہوں کا کسی کی</p>	<p>سنا ہی نہیں یہ دل ناشاد کیسی اس وقت ہمیں آئی ہو کیون یاد کیسی اب ہر کو پسند آئی ہو بیداد کیسی امید رہی ایسی نہو برباد کیسی کیا عرش پہ جاتی نہیں فریاد کیسی افسوس جوانی ہوئی برباد کیسی یوں خاک کیا کرتے ہیں برباد کیسی گھٹنے لگی اب حشر میں فریاد کیسی سنتے ہی نہیں آپ تو فریاد کیسی اب حشر میں ملتی ہی نہیں داوڑ کیسی لے آج دعا حسن خدا داوڑ کیسی</p>
---	---

کیون ہونے لگی جنت شہاد کی سیکی
سے لے کر کوئی حشرین فریاد کی سیکی
یہ عرض تو سنئے نہیں اوستاد کی سیکی

کیا بات ہے کیونکہ جان کر ہزار چوتھو سو
اس وقت نہیں آئی ہے کیا دوسری

جسکی کہیں ایک پیڑ پر چڑھوں پاسینے
ہم اپنے دل کی آج کہانی سناؤنگے
اوشینے نرم سے توقیرات اوٹھاؤنگے
آنکھیں ملاؤنگے کہیں سر اوٹھاؤنگے
اپنا تمہارا بس کوئی قصہ بنائےنگے
ابکے کہو گے ایک تو اکہوں سناؤنگے
مر جائیے مگر کہیں دل لگاؤنگے
سو دایں رہا تو ہر ملی کو جائیےنگے

حضرت ہمارے رنگ ہی دیکھتے رہو
چلتے رہے تو سکو تماشا دکھائیے

ابو ویاہ کو فیکہ کی کتاب کے کچھ
مصول تکوہی ہو گا نہ کچھ تاکہ بچے

<p>ذلیل و خوار کیا اپنے بلا کے مجھے کرو گیش یوں ہی ساؤ خد کے مجھے وہ بغلین جہانکے تین آج تو بلا کے مجھے لو اتولا لے پڑی اپنی ہی قضا کے مجھے کرینگے یاد کسی کچھ تو پنی پلا کے مجھے وہ نہ پڑا نے لگے گالیاں سنا کے مجھے</p>	<p>عدو کو پاس بٹھایا تو مجھ سے کیا مطلب وہ بولے شرم تہیں شرمین نہ آئیگی کہیں رقیب ہی آہی کیا خبر سنکر اونہیں یہ ضد ہو کہ دہین تو آتی ہو کیونکر اسید ہی یار این باد وہ پیسا سے کسی کے ماری رکھنے کی یہ او این مین</p>
<p>کہون میں کس سو کہ کیا دل پہ بنگی حسرت ہوئے وہ گھر کو جو نصرت گل لگا کے مجھے</p>	
<p>آپ نے میری طبیعت دیکھی آج آنکھوں سے قیامت دیکھی تیری تصویر کی صورت دیکھی پہروں اوس نے عمری صحت دیکھی حضرت دل کی شہادت دیکھی جائے آپ کی نیت دیکھی ہمنے الفت میں عداوت دیکھی دیکھی بس آگنی چاہت دیکھی تنے آئی ہی طبیعت دیکھی</p>	<p>دل کے آنے کی قیامت دیکھی دو قدم وہ جو چلے میں اوٹسکر نسخ دعویٰ بکتائی ہے اوسکے جلوئی نے کیا یہ بخود واقعی کرب و بلا یاد ہوئی حور کے فکر یہ وہ کہنے لگے جسکو چاہو ہی دشمن نکلا شکوہ بھور یہ وہ کہنے لگے غیر باتوں ہی میں پسلا تہیں</p>

گالیاں ہفت سناوے پٹنے ہو
 دل کو پسائیں چہاں کہا ہو
 کیا تاشا ہو جو وہ مجھے کہیں
 دل کے لینے ہی کا گاہک ٹھہرے
 دل چیرالین وہ ادائیں یہ ہیں
 لاکھ پردہ ہو کہیں چپتی ہے
 جس سے غش کہا لے گری تہو کوئی
 محفل عیش جہاں رہتی تھی
 دوست کوئی نہ رہا اجڑنا
 اونے والے لگایا ناوک
 فاتح پڑھ کے وہ فراتے ہیں
 غیر کو چاہیں تو میں ان کو ہوں
 تیری شوخی میں ملا ہوا بجا
 پہلو کو غیر میں جا کر بیٹھا
 دشمنی کیا جو مستی نہیں
 پوچھتے کیا ہو کہاں دیکھا ہے
 خور پر جان تو یوں دیتے ہیں

ایک ہفت سناوے پٹنے ہو
 اونکی کچل اور چوٹ دیکھی
 میری صورت میری سیرت دیکھی
 آپ کی طسیر زہبت دیکھی
 نیچی نظروں میں شرارت دیکھی
 دیکھنے والے نے صورت دیکھی
 ہنسنے پر میں وہ صورت دیکھی
 نہٹاؤں گوشہ میں بیٹھ دیکھی
 شمع ہر اک نہ تریت دیکھی
 دور سے جب میری تہمت دیکھی
 آج ہنسنے تری غفلت دیکھی
 دل لگانے کی نصیبت دیکھی
 تیری تمکین میں شرارت دیکھی
 بیستہ ہو کر مریت دیکھی
 دوستی میں عداوت دیکھی
 دل کے لکھنے میں صورت دیکھی
 بلتی جلتی تری صورت دیکھی

<p>بندہ پرور مری حالت دیکھی اوستے آئی جو طبیعت دیکھی</p>	<p>کوئی ہی جینے کے آثار نہیں اور بھی نہ خود آرائی ہی</p>
<p>جب یہ آئی تو زمین ملتی ہے تنے حسرت کی طبیعت دیکھی</p>	
<p>لبجے مرنے کی تیاری ہے ہمکودل دین کی بیماری ہے یہ نئی طرح کی بیماری ہے کیا کہیں جانے کی تیاری ہے جان ہی چیز ہی اب بیماری ہے یہی اک مال تو سہکاری ہے دیکھی بہالی ہوئی ترکاری ہے آپ کی فیس بہت بیماری ہے آپ کو بگنے کی بیماری ہے یہ رشتہ کی طرفداری ہے خوب یہ آپ کی عیاری ہے یہ گنہگار تو اخاری ہے یہ ہی اک آپ کی مٹاری ہے</p>	<p>سخت عشق کی بیماری ہے آپ کو شغل والی زاری ہے دل کہیں دین کی تیاری ہے پنڈلیوں پر چڑھائے چھاگل اس قدر آگے پڑا جب کا بوجہ جان دیتے ہوؤ میں ڈرتا ہوں خجرو تنق کے کمانے ڈرون جان والے ایک ہی بوسہ لئے عرض مطلب پہ ملا ہم کو جواب روزِ محشر ہی سفارش کر دی نیچی ہی نظروں کو لوٹا دل کو کیجئے آپ مرے دل بیچوت گالیان ہی جو سائیں ہسکو</p>

<p>کے آپ قتل کی تیاری ہے ہم ہیں اور رات کی بیداری ہے کیسے کب مگر کی تیاری ہے ایسی قیمت ہمیں کیا بھاری ہے بند اس شو کی خریداری ہے ایک شے لینے کی تیاری ہے واہ اچھی یہ ملناری ہے اب تو چلنے ہی کی تیاری ہے جو کوئی حشر کا انکاری ہے</p>	<p>بن سنور کر جو چڑھ کو ٹھے پر تم ہوا وغیرہ کارماں وصال وہ عیادت کو جو آئے تو کہا دل و جان بوسہ کب لے مانگا دیکھ کر دل کو ہمارے پو لے لیچکے دل تو کہا مشرہا کر جو ملا او کو سنائی دشنام مٹ گئے حسرت و اریان سار دیکھ لے اس شوخ کی ٹھوکر مار</p>
---	---

اون سے ظاہر کا ہی ملنا حسرت

وضع داری سے یہ ناجیاری ہے

<p>بہل جائیگی صورت پر جہان کی تسلی ہو چکی آشفگان کی ہوئی ہو شکل میں آسمان کی بگڑ کر بس گئی تاب تزلزل کی نئی صورت نکالی امتحان کی تو لایکا خبر یہ آسمان کی</p>	<p>یہی حالت رہی گرا آسمان کی یہی حالت ہو گریں زمین کی جہلے دل سے کہنے اب فغان کی تری کو چہرین لایا کینچکر شوق عدو کے پاس نہیں اور خاموش ذرا سی پی اگر دے اٹھ لے کر</p>
--	---

	کوئی صورت تو دیکھے از دوان کی بت کی ہو خوشامد پاسبان کی نکالی خوب تنے امتحان کی بد بجاتی ہو رنگت آسمان کی	ہوا ہی مجھ سے ہی کچھ ان تر ہوا خاموش وہ سائل سمجھ کر ہو ڈوب جان پیر عاشق کسی کی جب نکلتی ہو حسرت	
	نہیں کہلتا کسی کو حال حسرت حشر اچانے کہ مٹی ہے کہاں کی		
لوٹ رہی چلی ہے بات میں تکرار اور بھی بگڑے ہیں آج تو مرے اغیار اور بھی مرتے مری ادائیں دو چار اور بھی نکلے گی پر صدای سو بار اور بھی لاؤنگا ڈھونڈ ڈھانڈ کے دو چار اور بھی کیا قتل کر کے آئے ہو دو چار اور بھی خواہاں ہو تھے صل کے دو چار اور بھی دشنام دیجئے مجھے دو چار اور بھی اور میں کہوں کہ ہاں مری سرکار اور بھی بیمار ہو کی نرس بیمار اور بھی مرنا ہوا ہی آج تو دشوار اور بھی	ضعیف سے ہے اونکو وصل کا انکار اور بھی وہ اوٹھے نرم میں مری تعظیم کے لئے فرماتے ہیں یہ مجھ سے کہ اک آپ ہی نہیں سو بار میرے صلق پر پنجر روان کرو سمجھو یہ شہین دل بیتاب کو گواہ آنکھیں چمکائے لیتے ہو کیوں میر قتل پر تقدیر مری کہ ہو امین ہی کامیاب گودے سے ہے ہو پر ابھی تسکین نہیں ہوئی وہ وقت خاص تم مجھ کو جبکہ گالیاں آنکھیں دکھائیں تنے اگر بلغ میں ذرا وعدہ تھا روئے آنے کا اور ہوتا کئی		

<p>بوسہ لیا تو خوبی تقدیر دیکھیے بسمل ٹرپ رہا ہے تمہارا شہید ناز نیچی نگاہ کا مجھے بسمل چھوڑ تو اس موسم بہار میں بندہ ساقیا میری وفا کو دیکھ کے دشمن سے کہتے ہیں یہ بات تو نہیں ہے کہ متھلین لکھیں دل بچنا ہی ٹھہرا تو کیا قیاس کی</p>	<p>کھلا گئے وہ پہول سے رشداور بھی ہاں ان لگا دو ایک تو تلوارا اور بھی قاتل خدا کی واسطے اک وارا اور بھی ساغر پلا دے آج تو دو چار اور بھی ایسے ہی اتو ہر سکوہین درکار اور بھی اس جنس کے ہما نہیں ہیں بازار اور بھی بلجائینگے جہان میں خریدار اور بھی</p>
--	---

وہ ایک ہی نہیں ہے کہ چہرے میں آپ
 حسرت بہت ہیں برج میں طارا اور بھی

<p>اور ممکن نہیں اگر آپت بنائے جاتے ہو گئے سختی غم سے جاوے دل تپس تم ہی وہ شخص کا کچھ نام نشان جانتے ہو یہ تو واقف نہیں کیا شکل و انداز ہی کیا نیم بسمل جو رہا اور بھی اک وارا کیا دل کے ویرانے کو گلشن نہ بنایا تنے کیا یہ سمجھے ہو کہ واقف نہیں اغیار تو کچھ عقل تھوڑی ہی ہے کہہ نہ کرنا لئے دیکھ</p>	<p>گالیاں ہی مجھے دو چار سناتے جاتے رک گئی سانس سر سینہ میں آتے جاتے جھنے دیکھا ہے سیکو کہیں آتے جاتے دور سے ہنسنے تو دیکھا او سے آتے جاتے کرو یا خاتمہ جلا دلنے جاتے جاتے عمر گذری اسی گہر میں تمہیں آتے جاتے آخراویں راہ سے ہم ہی تو ہیں آتے جاتے خون کہتا ہے میں سر کو چہرہ میں آتے جاتے</p>
--	--

<p>میری گذری ہوئی ہر روز سنا تے جاتے رہے محفلِ غبار میں جاتے جاتے اور جگر ایہ لگا خلد میں جاتے جاتے</p>	<p>خوب ہوتا جو مرے کا تپا اعمال مجھے بند دل نیکو مبارک ہو کہ وہ آجکی رات بانشقوت ہے وہاں پر ششِ اعمال ہوئی</p>
<p>محفلِ عیش میں کرتا جو طلب وہ حسرت ہم ہی نوحہ دل مرحوم کا گاتے جاتے</p>	
<p>گالیانِ مفت سناوتے ہو جاتے جاتے گالیانِ ہی مری گراں کہتے جاتے پیچھے پیچھے مجھے وہ آپ بلاتے جاتے آپ ضد سے نئے دو چار بلاتے جاتے کام بگڑے ہوئے دو چار بلاتے جاتے مجھ پر الزام ہی دو چار لگاتے جاتے وہ خار سے پہ سحر آگ جو گاتے جاتے نہ سی پہول وہ تیور ہی چڑھاتے جاتے</p>	<p>آپ نے چھپر نکالی ہے یہ آتے جاتے وہ یہ کہتے ہیں کہ ملتا ہی مزا کچھ اونکو لطف تو جب ہی حشر میں چھپتا ہوتا فائدہ کیا تھا جو اغیار کا شکوہ کرتا میرے گہرائے تہمتیں تو یہ کرنا تھا نیز اوصاف ہی منظور تو چلتے چلتے سو گواروں کو مرے لطف تو کچھ آجاتا کچھ مرقد میں مری روح شگفتہ ہوتی</p>
<p>یہی رستا ہو تو حسرت ہی چھوگے کب تک دیکھ لیگا کسی وہ ہی نہیں آتے جاتے</p>	
<p>فلک سے بحث یہ مج کو پڑی ہے طبیعتِ غیر سے بیشک لڑی ہے</p>	<p>تری طرزِ جفا اس سے لڑی ہے ننداری گفتگو ہم سے کڑی ہے</p>

تری گردن میں موتی کی لڑی ہے
 سنا کرتے تھے گہر کی خانہ جنگی
 بہت بگڑے ہوئے ہیں اور نکتے یور
 مرے گھر میں وہ آئے شان او سکی
 تنہا ہے گلے ملکر یہ پوچھوں
 مری شامت نہیں ہوا ونسے پوچھوں
 کون کیا دل کا آنا ہی بُرا ہے
 وہ کہتے ہیں ملو تم غیر سے بھی
 عدو پر آسمان پر پاسبان پر
 نہ پوچھو حال دل کا غیر کے ساتھ
 کیا وصل کی شب نہی کہنا
 یہ کہتے ہیں جو اون کا حال پوچھو
 چاہیں آگ نگہ میں چسین کر دل
 خبر لے اپنی چشم ہر سہاکی
 نگہ سے دل چرہ سہانا اور کرنا
 کیا کرتے ہو جانیا زون پر بیداد
 وہ کہتے ہیں سب اسکا بتاؤ

یہ کیا تفت یہ موتی کی لڑی ہے
 حیا سے آگہ آپس میں لڑی ہے
 نظر کیا جانے کس کس سے لڑی ہے
 بہت دن میں مری قسمت لڑی ہے
 کہ یہ چمپا کلی یا ست لڑی ہے
 کہ اب کس سے طبیعت جا لڑی ہے
 پڑی رافت اور آکر پڑی ہے
 یہی تو ایک شداؤ نکو ہری ہے
 ہماری آہ کس کس پڑی ہے
 ہنسے جب وہ تو ان بجلی پڑی ہے
 تمہیں تو اپنے مطلب کی پڑی ہے
 تمہیں ایسی ہماری کیا پڑی ہے
 کون کیا آج اونکی بن پڑی ہے
 تجھے ظالم ہماری کیا پڑی ہے
 یہی تو آپ کو محاسنات پڑی ہے
 بُری یہ آپ کو عادت پڑی ہے
 یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

کہیں جاتی نہیں اونکی تمنا
 تفکر میں ہوں میں تکلیف کی کیونکر
 اوسے کیا فکر ہے اوسکی بلا سے
 وہ بولے دیکھ کر چوٹی کو اپنی
 پنچوڑے کی شبِ غم زندہ مجھ کو
 کسی سے میں سرِ محشر کم ہون گا
 بہت مشہور میں جسکے فسانے
 لیا دل اور بوسہ ہی نہ دو گے
 خبر ملنے لگی یہ مہمختب کی
 کہا نکاح عشق اور کسی محبت
 مرے مرنے پہ ٹھہرا وصلِ شمع
 لگا جب سے کسی بے مہر سے دل
 تمنا کے بنے ہیں لاکھ مدفن
 کیسی زلف کو اے دل سمجھ لے
 کیسی سخت جانی کیا کر لگی
 مٹاتے دم مراد کیا ہے اوس نے
 طالب ہے جان کی بھی ساتھ دل کے

ہمارے دل میں اوسکی بن پڑی ہے
 گرہ جو آپکے دل میں پڑی ہے
 مصیبت جو پڑی ہم پر پڑی ہے
 بلایہ کیون مرے پیچھے پڑی ہے
 کہ پنچہ ہاٹ کر پیچھے پڑی ہے
 کسی پر آنکھ بھی تیری پڑی ہے
 اب اونکی خاک وہ دیکھو پڑی ہے
 تمہاری ہر طرح سے بن پڑی ہے
 کہ اوس سے دختِ بزر پڑی ہے
 یہاں تو بھان کی اپنی پڑی ہے
 یہی ساعت بُری آکر پڑی ہے
 کہیں کیا اک مصیبت آپڑی ہے
 کڑی سینہ کی تربت کی کڑی ہے
 کہ زنجیرِ جنوں کی اک کڑی ہے
 تمہاری تیغ تو منہ کی کڑی ہے
 تری تصویر کیا دل کی کڑی ہے
 یہی تو ایک منہ رائس کڑی ہے

<p> قہر بھی ہے عدم کے جانے والو نہ پوچھو ہمدردی تم عشق کی راہ پسند آئی ہے جو شاہ دکن کو ستارے ہیں شبِ مدین نمایان ہمارا سخت دل اس کام کا ہے کہا تھا غیب سے وہ بے وفا ہیں نظر آتے ہیں وہ آزر وہ مجھ کو اوپ بچکے لے گئے ہیں آج بیکش شکایت جس کی فرصت میں سنا تمہارا ذکر تھا جو آگئے تم سرِ محفل نگاہیں لڑ رہی ہیں جو آنا ہے تجھے ظالم تو آچاک </p>	<p> یہی منزل مسافر کو کٹری ہے کشن جو سخت مشکل ہو کٹری ہے زمین شعریہ بیشک کٹری ہے کہ باتیں پر تیرے انشاں کٹری ہے تمہاری گر انگوٹھی بے جڑی ہے یہ سنکر اون ظالم نے جڑی ہے کسی نے کچھ مری اپنی جڑی ہے کہ سر پر دولِ واعظ کے جڑی ہے کہ شبِ کم ہے کہانی یہ جڑی ہے تمہاری عمر اب بیشک جڑی ہے جڑی ہے غیر کی قیمت جڑی ہے ہماری سانسِ سینہ میں جڑی ہے </p>
---	---

ہماری زشتی قیمت ہے حسرت
 مصیبت عشق کی آکر پڑی ہے

<p> تصور جب سے تیرا ہر کٹری ہے شہرِ راجس سے پیدا ہر کٹری ہے بگڑی ہل میں ہلوین نظریں </p>	<p> جدہ روکیمن دی صورت کٹری ہے ہماری آہ ارن کی پھل پٹری ہے تری تصویر ہر جانب کٹری ہے </p>
--	---

امان دل خلیں حورون سی پہلے
 ہمیشہ یاد یہ انسان رکھے
 کوئی ساتھی نہیں ایسا جہان میں
 ہمارا وصل جس ساعت پہ ٹھہرا
 وہاں آنے کا وعدہ دو گھڑی کا
 ذرا تو اور بھی غم الم ٹھہرا
 خبر ہر وقت کی دیتا ہے ہم کو
 جسے ناوان کہتے ہیں قیامت
 اسی باعث چلی ہے آج اندھی
 جسے برسات کہتے ہیں جہان میں
 ذرا باتوں میں ہوتے ہو مکر
 پہنے ہوئے کٹھن میں جا کے اعظ
 خدا جانے کہاں شبکو رہا ہے
 ہوئے کب کشتہ بیدا و کشتہ
 فلک کا رنگ کیون نیل گون ہی
 پس ایسی ہو گئی یہ جنس ازنان

کوئی تصویر آنکھوں میں کٹری ہے
 کہ سر پر موت کی ساعت کٹری ہے
 کہ جب دیکھو شبِ وقت کٹری ہے
 وہی تو مرگ دشمن کی گٹری ہے
 یہاں جینے کی اپنی اک گٹری ہے
 کہ اپنی زندگی کوئی گٹری ہے
 ہمارا دل بھی اک جیسی گٹری ہے
 وہی تو تیرے ملنے کی گٹری ہے
 شہیدِ ناز کی تربت بٹری ہے
 مرے اشکِ سلس کی بٹری ہے
 زمینِ دل تمہاری بے بٹری ہے
 تمہاری آج ہی بادی بٹری ہے
 کہ چہرے کی ترے رونق بٹری ہے
 تمہاری تیج پھولوں کی بٹری ہے
 کسی کے لبِ پستی کی دٹری ہے
 کہ سودا عشق کا پیسے دٹری ہے

کی کا ای حشر سے یہ کہنا

کہ تیری زندگی کوئی گہری ہے

کسی سے ہوئی آشنائی کی سیکی
 کسی کو ادا دل سے بہائی کی سیکی
 جفا سہتے سہتے نتیجہ ایسہ نکلا
 نہیں ہا ہی افسوس کچھ یاد او کو
 شب وصل غیروں کے ارمان بکھلے
 قیامت ہے اپنے ذرا ان بکھلین
 رہا واسطہ کچھ نہ چوری چپے کا
 یہ باناکہ مجبور ہو تم بھی حسرت
 مگر پر بھی ہشیا رہو دل میں بھو
 تو کیا تم کو اسید بہبودگی ہے
 یہی حال ہے پر تو ہم ہی کرینگے
 غینم ہو نہ الم ہو نہ یہ حالت اپنی
 آپے صاف یہ کہتے ہیں مصیبت اپنی
 تم سے کس منہ سے کریں آپ شکایت اپنی
 اسکے ہی ہاتھ سے سب طرح کا نقصان ہوا
 کر دیا صدمہ فرقت نے یہاں تک لاغیر

کرین دل سے کیونچہ ہوائی کی سیکی
 طبیعت کسی پر اب آئی کی سیکی
 ہمیں کس گئی بے وفا کی سیکی
 کبھی کس سے تھی آشنائی کی سیکی
 کہہ سکتے لگن کچ ادا کی سیکی
 عدو سے بھی آشنائی کی سیکی
 ہمیں کس گئی پارائی کی سیکی
 رو لائیگی تکو جہاں کی سیکی
 طبیعت جو دشمن پہ آئی کی سیکی
 ہوئی چپ ز اپنی پرانی کی سیکی
 کسی سے لگاؤی بھائی کی سیکی
 اپنے بس میں ہو جو کمبخت طبیعت اپنی
 اپنے قابو میں نہیں آج طبیعت اپنی
 سچ تو یہ اپنا مقدر ہے یہ قسمت اپنی
 ہم کو برباد کئے دیتی ہے ہمت اپنی
 اپنی بچان میں آتی نہیں صورت اپنی

<p>افندہ راہی است کہ گدگد ز لب بکیر ہم ہی مجھ سے پڑیں اپنی جہ ہر و سا کما کیا غرض تھی کہ جو بیدار و نائیں اپنی اس قدر ہو گئی برباد و بربادی تھی گو کہ ظاہر ہے کہ ذرہ سے بھی چیزیں ہم</p>	<p>ملتی جلتی تری شوقی سے ہو صورت اپنی دل سے اپنا نہ تم اپنے نہ طبیعت اپنی کیا کریں آپ پر آئی ہے طبیعت اپنی کہ قیامت کو بھی ملتی نہیں تری ت اپنی جا بجا پھر ہی ہوئی باقی ہے شہرت اپنی</p>
--	--

اب بھی باقی ہے یہی دل میں تمنا حسرت
 ہاں افسوس نہ نکلی کوئی حسرت اپنی

<p>طبیعت اگر اپنے بس میں ہے شب وصل نازک بدن ہ بنے وہی آدمی ہے کہ جس کو بیان بہت سے ہیں جن کی آئی ہوں نہ چچین کا و ٹھکانہ صیاد کا بڑھیکا تمہیں کو شوق مل شوق یہ سوچو کہ کیا او پہن جا نیگی مرے دل میں اراں ہن گئے غصہ ہے کہ ہو جوتیرے سبب</p>	<p>چمن کا غرا پر نفس میں ہے نہ بسین سے پھوٹے نہ بسین سے تری یاد ہر اک نفس میں ہے بہت ہے وہی ہیں جو ہوں میں ہے بہت چین سے تم نفس میں رہے ہماری جوار مان بسین رہے کسی کے اگر کوئی بسین رہے جوتیرے چہرہ کے نہیں ہے بہت ہمتو بدنام دس میں ہے</p>
--	--

سنابھی ہے لو پار سا بن چلے

وہ حسرت جو بڑا نام و سرائے ہے

صورت کیسی دل میں مائی ہوئی ہی ہو
شعلہ خون کے عشق کے آثار میں عیان
ممکن نہیں کہ دو ترنس کی خوشش
کتنے تین سیکے صاف مرے حال دیکھو وہ
دیکھا ہی مجھ کو نرم عدو میں تو اس طرح
تینے شراب اوڑانی ہے نرم قریب میں
کیا طور ہو گیا ہے تری گفتگو کا آج
یوں غدر کر رہے ہیں وہ نرم قریب کا
اب دل میں یاس سے یہ تنہا کا حال ہو
کہا تے ہیں آپ وعدہ فرما دیا کیون قسم
وہ اور میرے خط سے انہیں اضطراب ہو
کچھ کان بہر و بیہوش تیرے غیر نے ضرور
وہ اور فاتحہ کے لئے آئیں قیصر پر
اب دل کے بیڑاؤں کو ہونے جاکے طلب
کیا سیکشی کا پوچھتے ہو حال واعظو

تصویر بے لبتش شائی ہوئی سی ہے
دل میں جو آگ ہو وہ لگائی ہوئی سی ہے
یہ سہانس تو جگر میں سوائی ہوئی سی ہے
یہ جو کمانی پسائی شائی ہوئی سی ہے
نیچے نگاہ رو بہی چوڑائی ہوئی سی ہے
یہ سہ سہ سہ آگ جو آئی ہوئی سی ہے
سہ بات اک لگائی بجائی ہوئی سی ہے
بگڑی ہوئی سی بات بنائی ہوئی سی ہے
مٹی ہوئی سی شمس شائی ہوئی سی ہے
جو چیز مدتوں ہی کی کہائی ہوئی سی ہے
قاصد کی یہ تو بات بنائی ہوئی سی ہے
تقریر آج سیکھی سکائی ہوئی سی ہے
اوڑتی سی شیبہ تر اوڑانی ہوئی سی ہے
یہ بات دو کا رہے ہے بجائی ہوئی سی ہے
مدت کی جی ہوئی سی پائی ہوئی سی ہے

کہتا نہیں کہ حضرت حسرت کو کیا ہوا

افسردگی خوشنکس پہ پھائی ہوئی سی ہے

نہیں بنتی ہے کسی کام کی صورت اپھی
 تو یہ سمجھوں کہ مری آج ہے قسمت اپھی
 کیا بتاؤں نہیں رہتی نہیں نیت اپھی
 وار واپکی اب تک نہیں نیت اپھی
 لاکھ دو لاکھ میں ہے آپکی صورت اپھی
 مان مگر چاہیے انسان کی نیت اپھی
 اوکو کیا خاک نظر آئیگی بنت اپھی
 کاش مجھ میں تو ہو جائے طبیعت اپھی
 ایک گزری مری جانب سے شہادت اپھی
 کوئی محبوب لگانا نہیں قیمت اپھی
 آج کل آپکو ملجائیگی قیمت اپھی
 مینو کہی تھی کسی کہیں صورت اپھی
 سچ ہے موقع کی ہے انداز کو صورت اپھی
 تیرے دل میں مری جانب سے گزرتی اپھی
 بن گئی نام خدا اب مری تربت اپھی
 بہت اپھی ہے میرجاں نہایت اپھی

کچھ نہ دن ہی مرے پیچ میں یہ قسمت اپھی
 پام پر گر نظر آئے کوئی صورت اپھی
 دیکھتا ہوں جو کوئی دور سے صورت اپھی
 حور کے ذکر پہ ظالم نے کہا ہوسا کر
 اون سے کہتا ہوں کہ تم جھوٹ نہ جانو کر
 میرصیت سے خدا اوکو بچا لیتا ہے
 گزری ہے کوچہ دلدار میں حکما و قات
 زندگی موت سے بدتر ہو تو پینا لیا ہو
 حضرت دل کو جو کھاتا تھا کما محشر میں
 نہ رہی اگلی سی رونق جو متاع دل کی
 اوٹھتے جو بن کے جہان میں خرید و بہت
 آج کل نقش ہو دل پر مری واد حشر
 یہی کجست کہی آنکھ جھکا دیتی ہے
 لعل کچھ ہو جھون کا تو بیگنا محسوس
 مل گئی کوچہ جانان میں جگہ تھوڑی سی
 اپنی تصویر کا تم حال نہ ہو جو بچہ سے

حور کی صحبت ناجنس اک آفت ہوگی
 کام یزیدیرے تصور نے نکالا میرا
 یہ کیا ہے مرے دل میں کیا جاوٹا
 ان جینوں کا بناؤ تو ہے اچھا لیکن
 نیند آجائیکے فوراً ہی سنو تو اسکو
 جنگلے حضرت موٹی اسی باعث سے کلیم
 شتریک حور کی اسیدہ خاموش رہیوں
 ہم سمجھتے ہیں بہت صاحبِ قیمت لوگو
 آپ کے گرد رہا اور فیض کا بھرم
 میں تو کہتا نہیں تم آپ سمجھو دل میں
 حال کھجائے تو دھوکا نہیں کہنا انسان
 ہے شب و صبح کمانِ شرم و خیا کا موقع
 شکوہ گر و شہِ فداک ہے جس کو سنئے
 پھنس گئے کوچہ کا کل میں کیسے باکر
 پاؤں پیلا کے بہت چین سے سویا کر
 شامت آئی کہ پھنسے جا کے وہ بخار نہیں
 بست گئی وہ پہنچا کر کب قاتل آتے

ہم جہنم سے سمجھتے نہیں جنت اچھی
 مل گئی دونوں جہان سے مجھ کو فریاد اچھی
 کہ شب بھیل سے ہے شبِ نفرت اچھی
 لاکھ دو لاکھ تین تو ایک کی سیرت اچھی
 دل کے قصہ سے نہیں کوئی حکایت اچھی
 آگئی کام سے بلور پہ لگنت اچھی
 اپنے آج سنانی مجھے حسرت اچھی
 اس زمانے میں جو جس شخص کی جھٹکت اچھی
 سچ ہے چون کی ہی ہوتی نہیں صحبت اچھی
 بُری عادت ہے بُری اچھی ہو عادت اچھی
 اس مافیہ میں محبت سے عداوت اچھی
 ان گاہوں میں تو اس وقت شرارت اچھی
 اتو دنیا میں کسی کی نہیں راست اچھی
 حضرت دل سے ہوتی آج تماقت اچھی
 مل گئی خوابِ بدمین مجھ کو راحت اچھی
 ہو گئی حضرت واسطی کی مرست اچھی
 یہی تربت کی ہر دل آں مرست اچھی

مٹہ بنا کر اونچین دیتا ہوں عدو کا پُرسا	عجاو سوت یہ جو جی ہے عیادت اچھی
ہو کے مایوس تبوں سبجو ہوا خانہ نشین	پار سائی کی مری ہوئی شہر اچھی
غیر کو ساتھ لئے پھول پٹھانے آئے	ملگئی بے رفا یہ مجھے عزت اچھی

وہی حسرت جسے دعویٰ تھا زبانِ انی کا
نہیں کجنت کی کچھ بہتو طبیعت اچھی

تم خفا جب ہوئے ہو گئی قسمت اولیٰ	اب ہر اک کام میں ہوتی ہر مری سا اولیٰ
ہو کر دعویٰ تھا کہ دل حشر میں سا بھی ہوگا	لو یہ کجنت بھی دیتا ہے شہادت اولیٰ
شکوہ جو رہا ہے غائر نزاکت او کو	لطف دیکھو کہ وہ کرتے ہیں نکایت اولیٰ
آپکا جرم ہی کیا آپکی تقصیر ہے کیا	میری تقدیر بڑی میری قسمت اولیٰ
جذبہ دل کی شکایت ہی نہ آنے میں انجھیں	مفت کی اور مہوں محک و نداشت اولیٰ
خوگر جو رہوں ایسا کہ ستم سے اونکے	محک کو تکلیف میں مل جاتی ہر راحت اولیٰ
عیش کیو اسطے دل ہمنے دیا تھا او کو	عشق میں اور پڑی آکے مصیبت اولیٰ
شکوہ اختیار کا کرنا تھا کہ توبہ توبہ	آگئی مفت میں ناحق مری شامت اولیٰ
دیس کر اوس بت کا فر کو کہا کی توبہ	بدلی جاتی ہے سدا نون کی نین اولیٰ

میکدہ چھوڑ کے کعبہ چلے ہو حسرت
آج کچھ مت تو نہیں آپکی حسرت اولیٰ

کرتے ہیں سربا دیوں کیسی ہوئی	دل ہوا ناستا کیوں کیسی ہوئی
------------------------------	-----------------------------

<p> بھولی تیری یاد کیوں کیس ہوئی یہ ہوا ارشاد کیوں کیسی ہوئی آپ کو ہے یاد کیوں کیسی ہوئی آگئی پھر یاد کیوں کیسی ہوئی خاف بن بر باد کیوں کیسی ہوئی یہ مبارکب یاد کیوں کیسی ہوئی مفت میں بر باد کیوں کیسی ہوئی زندگی بر باد کیوں کیسی ہوئی اوستما بچاؤ کیوں کیسی ہوئی عشق کی اُفتاد کیوں کیسی ہوئی آن اوصیاد کیوں کیسی ہوئی یہ کہ فی یاد کیوں کیسی ہوئی </p>	<p> ہو گیا دل شاد کیوں کیسی ہوئی چال چکر و عدو دیدار کی جوسل کی وہ رات جو گذری کبھی مدتوں سے چھوڑ بیٹھے تھے جسے کر دیا پایا اور کہتے ہیں آپ مرگ دشمن پر ہسم اگر یوں کہیں جوسل کی شب جھٹوں میں کشمکش جب نہ دل ہی ہو تو کیا دل کی امید اب طبیعت خوگر جو رجوع شکوہ اور سرباد اب بھی یاد ہے اوڑ گئے سب طائرانِ غم سنج ظلم کا تیرے جو قصہ ہرز بن </p>
---	---

چاہتا ہے دل سے حسرت یہ داد

یہ غزال اوستا کیوں کیسی ہوئی

اشخاص متفرقات

<p> گاہکین بنی مجھے دیوہے نہ کہے جاؤ مژدن بسوہ دیدار من سے جاؤ </p>	<p> اپنی آواز تو اسے پار مٹاتے جاؤ نہیں دیدار دکھاتے ہو تو ششتا قون کو </p>
--	--

دل دیا تو بے شہر خطا راہ میں ہم	نسل کا حکم ہی سرکار سنا تے جاؤ
	دیگر
یہ تو یقین سے ترا آنا تو ہے محال اک سو تہ ہو کہ وہ ہی نہیں بس میں آپ کے ہم میں کہ جان دینے سے نکار ہی نہیں کیا جانے وصال میں کیا بات ہو گئی	سو سو ترے خیال مگر آئے جاتے ہیں ورنہ ہزاروں مجھ سے تم ڈھائے جاتے ہیں وہ ہیں کہ بات بات پر جھجھکے جاتے ہیں آگہین نہیں ملاتے وہ تھرائے جاتے ہیں
شہرست نہیں ہوا نام پوٹھہ ویکے پھر ترا لے آج تیرے سر کی قم کھائے جاتے ہیں	
	دیگر
سو چہ ہیں وہ کہ پھر سے آئیں کیسا جب ملا نک لکھتے ہیں ناگفتہ بات	سے چکے ہیں دل طلب فرمائیں کیا رند یا رب شرم سے مرجائیں کیا
	دیگر
چھوڑ دین کیوں محبتی روزِ شہر و رعی بوش میں پہلے ہی سے ہم ساقیا آجائیں کیا	
	دیگر
غلط ہی ہم تمہارا شکوہ بیدار کرتے ہیں یہ عیاری تو دیکھو وہ کسی کا ہا ہی کھدینا	جو کچھ گذری ہوئی باتیں زباناؤں یاد کرتے ہیں کبھی فرصت جو ہوتی تو تم کو یاد کرتے ہیں
	دیگر

جو ہوا ہے ترے انداز کا بس قاتل	ہم قیامت وہ چار کب قاتل قاتل
<p>بہین تو چھوڑ کر او کا ہوا دل کبھی پیوندین کچھ رکتے تو نہیں</p>	<p>اسے تو نیم بوت سبے و فدا دل کبھی پتہ بھی کوئی پاس تھا دل</p>
<p>ورد کو بھی کہیں قیام نہیں یہ مرے دل کی بغیر از می ہے</p>	<p>دیگر</p>
<p>مخو ویدار گردیا کس نے ٹھنکی بانہ دل سے نگر نے</p>	<p>دیگر</p>
<p>اس کی چوستان کہ آگے نام پر اب کہ بیان نہ آئے ہیں وہیں</p>	<p>دیگر</p>
<p>ہو چھتے ہیں ترے عاشق سے جو ہم کھلنے کو تو وہ کہتا ہے کہ تیار ہوں تم کھانے کو</p>	<p>سدا</p>
<p>عجربنی وہ شافع محشر ہوا چھ ہوا کہتے تھے شہید پر بھی اک رو تسلیم ہے امت عاصی تو بچ جائے کہا شبیر نے شہر کے دن کیا تھا تا امت عاصی کا تر</p>	<p>امت عاصی کا اک رہا ہوا چھ ہوا سحر جاباب یہ منتخب ہوا چھ ہوا زین شہر کو کہہ دیا بھیب ہوا چھ ہوا ہاں مگر تو سنا سنے کو تر ہوا چھ ہوا</p>

سرج رو ہو گنا قیامت میں کہا شیر نے
 ماتم شب میرین رو کر خنجرانہ لگیا
 آنکھ سے جو اشک نکلا ماتم شب میرین
 کیون نہ ہوا فساد و گئی ماہ محسوس آگیا
 قبر میں شاہ و گرا کا سب فنا ہو گیا
 کیا قیامت ہے کہ فوج اشقیائیں ہی
 ہو کا جس سے نہ سائل کا کہی و سوال
 اس کان کی واسطے شایان تھا ایسے نہیں
 آسمان سے کچھ زمین کی سرفرازی بڑھ گئی
 بات تو جب تھی کہ کہتے ماتم شب میرین
 اندر اتنے کوئی دیکھے خاکسار کا بیرون ج
 اشقیائے کہتے تھے اہو مار لو شیر کو
 ڈوب جاتا شکر کہ سے دریا میں امت کا جہاز
 حلق پر میرے روان خنجر ہوا اچھا ہوا
 اشک کا قطرہ ہر اک گوہر ہوا اچھا ہوا
 رشک کا خنجر غیرت گوہر ہوا اچھا ہوا
 مضطرب میرا دل مضطرب ہوا اچھا ہوا
 خاک میں ہر ایک کا بستر ہوا اچھا ہوا
 آج ابن فاطمہ بے سر ہوا اچھا ہوا
 شیرین وہ ساقی کوڑا ہوا اچھا ہوا
 تو جو سب اکب کے نام ہوا اچھا ہوا
 جب سپرد خاک و سر ہوا اچھا ہوا
 آج ٹکڑے گت بد بے در ہوا اچھا ہوا
 یسخر خاکی ہی میں غیب ہوا اچھا ہوا
 کشتہ خنجر علی اکب ہوا اچھا ہوا
 ناخدا اب سبط پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مغفرت کا حشر میں حسرت بہانہ لگیا
 تو دیج آل پیغمبر ہوا اچھا ہوا

	مغفرت کا حشر میں حسرت بہانہ لگیا تو دیج آل پیغمبر ہوا اچھا ہوا	
۱۹۳۷ء	قطعات	مصنفہ
شعر کا لطف کہو دیا ہے		پہلیا بیستین انقلاب ہوا

مفسی قرض اور ناداری	عیش سارا ڈبو دیا ہے	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
تجگو شاپاش ہر زمینداری	خوب تو نے ڈبو دیا ہلو	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
سود لینے کی فکر دینے کی	دین دنیا سے کھو دیا ہلو	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
باقی رہا ہی گنج فقط بتو نام کا	ٹھیک بھی ہر حال بہت کچھ کام کا	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
پوچھے کوئی تو ضیاء کہنے کی بات	ٹوٹا ہر مبلغان علیہ السلام کا	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
حیف صد حیف کہ بدل مری تار کی	میر سے احباب اکوڑ پٹی پر شکا بہت کیسی	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
ہو جو انصاف تو خود ملین سچیلین اپنے	آہنی جان پہ اپنی تو سخت اوت کیسی	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
ہاے متھرا میں وہ احباب کا جلسا نرہا	عیش و عشرت کا وہ و نرات کا پر چا نرہا	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
یاد آتا ہے تو کچھ دل پر گذر جاتی ہے	کیا کہیں آپ سے وہ اپنا زمانا نرہا	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
بڑھ گئی حد سے سوا اب تو مصیبت میری	حسن باقی ہے نہ وہ پہلی سی حالت میری	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
آپ ہی غور سے گردیکھو ن تواضع انت	میری تصویر سے ملتی نہیں صورت میری	مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء

۸. تیش و عشرت کا بھی پورا ہی جھیللا ہوگا میرے مرنے کا بھی میں کو چہ میں میل ہوگا	۷	نرم اشپار میں شامل وہ اکیلا ہوگا گو کہ مرنے ہوں مگر مجھ کو خوشی ہو اسکی
۱۸۹۲ء	دیگر	مصنفہ
۹. حیف صد حیف کہ غمخوار اکیلا ہوگا کچھ کفن کے بھی تو ملنے میں جھیللا ہوگا	۸	لشکرِ حسرت و افسوس کا ریل ہوگا مفلسی کی ہی صورت ہو تو حسرت تمکو
۱۸۹۲ء	دیگر	مصنفہ
۹. اب تو کچھ ایسی ہے بگڑی ہوئی حالت دل کی حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت دل کی	۹	پوچھتے کیا ہو میری جان شکایت دل کی بعدِ مردن ہی تربت سے صدا آئیگی
۱۸۹۲ء	دیگر	مصنفہ
۱۰. اس بات کو لیکن کوئی بگتا ہوا جانے دل چھین لیا ہی کسی کا فر کی ادا نے	۱۰	اسلام میں پیدا کیا گو ہو کو خدا نے تعظیم نہ کیوں بوج مقدس کی کرین ہم
۱۸۹۶ء	دیگر	مصنفہ
۱۱. وہی واقف ہی جو کچھ آج ہے حالت میری ہاے افسوس نہ نکلی کوئی حسرت میری	۱۱	عالم الغیب پہ ظاہر ہے مصیبت میری گو گناہوں میں گرفتار ہوں لیکن حسرت
۱۸۹۶ء	دیگر	مصنفہ
۱۲. ڈوستے کو نہیں تنکے کا سہارا بھی کہیں کیا قیامت ہے کہ گرتی ہی یہاں اُس نہیں	۱۲	ایسی برسات سے کیوں ہونہ زمانہ نگین اُس سے پیاس کا بھنا تو ہے ڈھوار مگر

مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
ابو پہلے سے وہ دن ہی نہیں رہا نہیں	۱۳	غیش بھی لاکھ بیس ہون تو وہ بات نہیں
کیون مخلوق پر نشان ہو حال ہو		حیف و حیف کہ بھادون ہی میں سات نہیں
مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
یہ قدر ہو گیا ہے کہ جینا و بال ہے	۱۴	آنسو بھی خشک ترین خشکی کا سال ہے
یہ حال ہے کہ قحط کا رونا تو درکنار		سچ پوچھتے جو آتے تو رونے کا کال ہے
مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
کون کہتا ہے کہ وہ دن نہیں وہ دن نہیں	۱۵	جیسے ہر سال ہوا کرتی تھی وہ بات نہیں
کیا سب کیوں یہ زمانے کی بواہل ہو		صاف تو یہ ہو کہ ایک ہوئی برست نہیں
مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
سچ گو کہ چھتے ہو دل کا یہ سمجھانا ہے	۱۶	نہ وہ ساقی ہی رہا اور نہ پیمانہ ہے
قحط نے شاق کا یہ حال بنایا حسرت		کہ عدم خال رخ بیکار ہی دانا ہے
مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
کیا پوچھتے ہیں آپ کہ کیا اہتمام ہیں	۱۷	سچ تو یہ ہے کہ بندہ ماننے کے کام ہیں
یہ ابر کا جو حال کہ باز شش کا ذکر کیے		باز دور دور سے سنا ہے ہم یہ سن رہے ہیں
مصنف	دیگر	۱۹۹۶ء
قحط نے ہنر سے اندر دکھایا کیسا	۱۸	فصل کا بٹکا ہو گئے یہ ناک کیسا

اور پلوس ٹری سے یہ تھا شا کیسا	مرنے پر سننے کی توجاہ کوئی بھی نہیں
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر
ایسی حالت میں نہ کیونکہ روزانہ غمگین ابر آتا ہی گریبا ہی برستا ہی نہیں	۱۹ خشک آتی ہو طبع جبکہ ہر اک سمت میں ابکی برسات کا کچھ حال ہی ایسا حسرت
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر
اور باقی جواو گھالیتے تھے وہ بات کہنا خشک سالی کا یہ عالم ہی تو دیات کہنا	۲۰ فخر محصول کی گر کیجے تو دیات کہنا تم زمیندار ہو تو صاف سمجھو حسرت
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر
ہر چیز نظر آتی ہے اسوقت مگر خشک تنخواہ ملازم کی مقرر رہا اگر خشک	۲۱ یہ خشک زمانہ ہی کہ ہیں نخت جگر خشک لازم او سے پچھ رہا ہے خشکی کا چرنا
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر
حال یہ ہے جہان کا ابتر کال آیا نہ کال بھی آکر	۲۲ خشک سالی ہی موت سے بدتر کیونکہ مخلوق پھر کہے حسرت
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر
ہوئے خاموش کہ جو کچھ ہو خدا کی مرضی اشک بھی آنکھ میں آئے نہیں بارش کیسی	۲۳ قحط کے حال پر رونا تھا سناو بہ ہی نہیں خشک سالی کا یہ عالم ہی کہ دل خشک ہوا
۱۸۹۶ء ۴۹۷	مصنف دیگر

۲۰ کچھ ذکر صراحتی کا نہ چرچا ہے سب کو ہر شخص ہی کہتا ہے بھوکا بھوکا	۲۰	جس سمت نظر کیجے میدان ہے ہوکا یہ پیٹ کے دھڑے میں گرفتار غفلت
۱۹۹۷ء	دیگر	مصنف
اور پھر اوسپنہ نصیبت ہے سوائی کیسی دل ہی قابو میں نہیں نکتہ سہانی کیسی	۲۱	حیف صد حیف طبیعت ہی پریشان کیا کرتے اسرار میں اجاب غزل لکھنے کو
۱۹۵۰ء	دیگر	مصنف
گر جوت ہو تحریر پچاسے کا سبب ہو دو آنکھوں میں نقطے ہیں قیامت خیز	۲۲	حضرت کے میں ایمان کا احوال انکھیا اک آنکھ میں ہو عیب تو کچھ عیب گن جا
۱۹۵۰ء	دیگر	در زمرہ
پہلو سے پہلو بھی زبان ہو تو قیامت جسکا کوئی ساتھ نہیں وہ بھی رب	۲۳	جیسے نہیں ظاہر ہیں سب کچھ کا کوئی ایمان تو ہمارے ہو مریہ بھی سمجھ لو
۱۹۵۰ء	دیگر	در سبب
اصف دیوہ مذہب میں نوریت کا شکر میرے لئے رکھیں مری موت شکر	۲۴	مدعی کی مرے گھر میں ہر ضیافت شکر بچ اگر پوچھو تو یہ بھی ہے غنایت بیک
۱۹۵۰ء	دیگر	سبب
خود کہتے ہیں کہ جانتے دوزخ سے بھی بچے جنت میں بھی بنائے ہم سب پلہ بستر	۲۵	عادت ہر شب بات کا پورا ہوا دمی اس واسطے کہ حق کا ہے ذوق اس قدر

	دیگر	
مشتوق کے بھی چھوڑنے کا احتمال ہے اس دور میں تو دل کا بھی دینا محال ہے	۳۰	ایسا جہان میں اس کے پڑا خشک سال ہے عشاق نہ کو پھیر کے کہنے لگے ہیں اب
	دیگر	
ہم بھر و سنا نہ کوئی تیرے سوار کہتے تھے ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے	۳۱	نہیں معلوم کیا دیتے تھے کیا رکھتے تھے قحط میں اپنی زبان پر یہ مصرع حسرت
	دیگر	
جو کہ گزری ہوئی باتیں ہیں ہاتے کو نہیں کیا قیامت ہے یہاں نہ بھی کھانے کو نہیں	۳۲	یہ تو ظاہر ہے کہیں زمانے کو نہیں اس کے کچھ سال کا لیکن یہ فسانہ ایسا
	دیگر	
کیونکہ معلوم پھر موسم کھانا اون پر شکل ہوا قسم کھانا	۳۳	ہائے کیا کھائیں آج ہر قسم کھانا جب رعایا کا حال ہوا ایسا
روزہ کو ہے تیار ہر اک پیر و جوان روزہ کے سوا اور ہے کمانے کو کمان	۳۴	اے مہین بڑی و دھوم سے اور رخصتا تقدیر نے لیکن یہ کہا ہے حسرت
۱۸۹۲ء	ریاحیات	مصنفہ
۱۸۹۲ء	دیگر	مصنفہ
۱۸۹۲ء	۲	نکات نہیں معلوم وہ کیا کیسا ہو

جو چیز نہ پہنچی ہو بتاؤ حشر	کیا او سکا ہوتا کہ مزا کیسا ہو
مصنف	۱۸۵۴ء
جس دن سے مجھے جوش جوانی آیا	پینام اجل کا یہ زبانی آیا
مجھے مین جسے آپ جوانی کا مزا	وہ موت کی لیکر نشانی آیا
مصنف	۱۸۹۴ء
گو ہمنے بہت اوسکو چھپا کر رکھا	دل تنے لیا اور چپ کر رکھا
پرساف کھلی جاتی ہے چوری کی	پہلے زلف پریشان میں ڈھکا کر رکھا
مصنف	۱۸۹۴ء
اس جنس کے وسیلہ سے ہر روز ہنسی	انکی رنگ سے ہر روز ہنسی
دل لیتے ہو لیکن نہیں دیتے ہوس	جھٹ ہے اسی بات پہ کیا کیا ہوس
مصنف	۱۸۹۴ء
اس فکر میں لذت جوانی چھوٹی	سب غیش و شاد و کمرانی چھوٹی
جب سے کہ پڑا نیل میں اگر تو	اوس روز سے سب رام کمانی چھوٹی
مصنف	۱۸۹۴ء
آرام نہ لطفِ اقی باقی	افسوس رہا نہ کوئی ساقی باقی
کچھ ایسا جما لگزار کی کا خیال	کا نون میں صبر آتی نہ باقی باقی
درکایت برسات	مصنف ۱۸۹۴ء

۸	کچھ اسیکے عجب طور کی برسات آئی جو کچھ کہہ سکتے کچھ مکان تھا اپنے	اور اپنی تباہی بھی لگے ہات آئی یہ اوستکے لئے مرگ مفاعیات آئی
مصنف	دیگر	۱۸۹۲ء
۹	تقدیر کو دیکھا ہوتا بھالا ہمنے مٹا نہیں تقدیر کا لکھا لیکن	تدبیر سے گو کام نبھالا ہمنے ابتک تو بہت کام نکالا ہمنے
مصنف	دیگر	۱۸۹۳ء
۱۰	افسوس مری ہاے وہ حالت تری کچھ تفرقا افلاک نے ایسا ڈالا	وہ عیش نہ احباب کی محبت تری وہ رنگ مرا اور وہ صورت تری
مصنف	دیگر	۱۸۹۲ء
۱۱	تکلیف بٹھاتے ہوئے گزرے دو سال گر ایک ہو تو نام بہت اون اوسکا	اور ایسے کہ ہے رات کو سونا بھی خال دو چار مہین امراض اکٹھے فی الحال
مصنف	دیگر	۱۸۹۲ء
۱۲	تکلیف مرض اور وہ قرض کا خیال تصور بھی اوسکی کوئی دیکھے تو کہے	آند نہ دو پیسے کی جس کو فی الحال کیونکر نہ ہو اس شخص کو جینا بخیال
مصنف	دیگر	۱۸۹۲ء
۱۳	حسرت کا کوئی ہے نہ پوچھو احوال یا تو کبھی آزاد رہا کرتا تھا	کبخت پہ کچھ ایسا پڑا کہ وبال یا فکر میں ہے قید بدن کا ہر بال

صفحہ	دیگر	۱۸۹۴ء
بگڑی ہوئی تفتیر کی حالت سٹلو ۱۲	گذری ہوئی ایک آره حکایت سٹلو	مجھے ہی ذرا میری مصیبت سٹلو
صفحہ	دیگر	۱۸۹۷ء
نخلہ کے جو تاجہ میں دہرے بھی نہیں ۱۵	محنتوں کی حالت کا اچھین بھی نہیں	بارش کا کچھ احوال و ایسا حشر
کل شب کو عجب خواب میں حالت کی ۱۶	اک آنکھ نہ چو بھائے وہ صورت دیکھی	یعنی کہ باین ریش سطر حشر
دردت	دیگر	صفحہ ۱۸۹۷ء
دشمن کی جو ہوئی تھی ہوئی سوانی ۱۷	اور پھر عدالت میں ہوئی سوانی	یہ بھی ہے نئی بات جہان میں حشر
صفحہ	دیگر	۱۸۹۷ء
کچھ اب کے عجب دسل کا جلا دیکھا ۱۸	آج یہ ہے نیا ایک تڑپ دیکھا	جس وقت کہ نوروز کی ساعت آئی
صفحہ	دیگر	۱۸۹۷ء
پاکہ اس کے عجب طرح کے لئے رمضان	خستہ ہوا روزہ سے ہر اک پر دھواں	

سردی ہر نہ گرمی ہو تماشا یہ ہے	حسرت ہے کسی چیز کا ہر لطیف کمان
دیگر	دیگر
ظاہر نہیں سوزش نہانی میری ۲۰	بر باد گئی عبث جوانی میری مانا کہ نہ آئے گا ترحم تم کو سُن لیجئے پر رام کہانی میری
دیگر	دیگر
اک قہر ہوا عجب قیامت آئی ۲۱	بے طور کسی جگہ طبیعت آئی آرام بھی چل دیا اوسی کے ہمراہ دل دیکھے یہ لیک اور آفت آئی
دیگر	دیگر
ارمان سا بھر رہا ہر دل میں ۲۲	اک درد سا اٹھ رہا ہے دل میں کیا جانے ہوئی یہ کیا قیامت کیون شور سا مچ رہا ہے دل میں
قطعہ در تعریفِ فلفلِ سبز	قطعہ در تعریفِ فلفلِ سبز
ہو چلی تھی جو مری کند ذرا طبع روان فلفلِ سبز کی تعریف کوئی کیا لکے رنگ وہ رنگ ملاححت وہ ملاححت کیسی ہاں وہ قدر کہ جو چھوٹا ہو تو غنچہ کیسے سیر کی گر کوئی پوچھے کہ روان کیسی یا تو کچھ باغ کی رونق تھی وی کے دم فلفلِ سبز کا دل نے یہ کہا کیسے بیان سبز بختی کا یہی ہند کی ہر ایک نشان دیکھ کر جسک ہوا ایک زمانہ قربان اور جو بالا ہو تو کہہ دیجئے پھر ہر و روان توڑے اسکو تو کھلتا ہی ابھی رازِ نہان یا ہوئی آکے ابھی زرب و کدو تر خوان	فلفلِ سبز کا دل نے یہ کہا کیسے بیان سبز بختی کا یہی ہند کی ہر ایک نشان دیکھ کر جسک ہوا ایک زمانہ قربان اور جو بالا ہو تو کہہ دیجئے پھر ہر و روان توڑے اسکو تو کھلتا ہی ابھی رازِ نہان یا ہوئی آکے ابھی زرب و کدو تر خوان

<p>قدردان او سکے زمانہ میں ہل ہل ہی سُرخ ہو جای تو یا قوت کی کچھ اصل نہیں سبز پتوں میں نظر آتی ہی سرخی اسکی ذائقہ چکے تو تیزی سے تمہیں کھجائے گول ہو کر جو کبھی شاخ پر رہ جاتی ہے قد کی پوری ہو تو پھر او میں تامل کیا ہی آج تک اسکی ہر حور و ن کو منت باقی</p>	<p>آشنا اس کے چٹاٹے سے ہی کچھ اونکی زبان رنگ سے اسکے شاخہ نہیں شاخِ مہمان دہان کے کہیت میں یا عکس شفق کا عیا شوخی مشوق کی طرح ہی ہو تیز زبان ہم سمجھتے ہیں او سے عقدہ رازِ نہان سبزہ رنگوں کی زمانے میں ہی تصویر عیاں اسکے جلو سے جو محروم رہا باغ جن</p>
---	---

اسکے کھانے سے وہ کچھ ملتی ہو لذتِ حشر
جیسے گویا کسی یایوں کا نکلا ارمان

نقطہ در نظر لیتے ہیں

<p>کچھ عجب چیز ہیں یہ مجھ پر بھی نام سے انکے چونک پڑتے ہیں کیا سُرِ بلی صدائیں آتی ہیں واہ وا مر حبا تعال اللہ جب چہ ہوتے ہیں ڈنک وہ آکر اونکی ہر بات اک تپا شاہ کان پر یا صدائیں دیتے تھے</p>	<p>آشنا بہ رنجِ دردِ دل کی زبان سے آشنا جو ہیں خوابِ غفلت کے گانے والے ہی ہیں دُھڑپ کے کان کاٹے ہیں صاف ارگن کے منہ سے تپتے ہیں اوٹھتے جو بن کے ابھی اوڑ کر گئے ابھی آئے ہات اوٹھاؤ تو کچھ نہیں ملتے</p>
--	--

یہ تو اوستاد سیکھنے رستم کے کاٹے کان ہیں یہ دونوں کے ہمے ہو جائے دوستی ان سے	زوران پر ذرا نہیں چلتا ہو زبردست یا ہو کچھ کمزور کیسے آرام سے نہ پھر سوئیں
--	--

جب ہوا آگئی تو پھر حسرت
نہیں ملتے پتے بھی مچھر کے

قطعہ در بیان خواب غفلت

جس سے ملتی ہے کس قدر راحت جب یہ آئی تو ہو گئی غفلت کاٹتی ہے یہی شبِ فرقت موت سے کچھ نہیں مگر نسبت ہا رویتے ہیں اس سے سب ہمت خوف و شمنِ دوست کی حاجت جس کو شور و جاک کی تھی عادت گو کہ آتی نہیں شبِ فرقت	نیںد بھی ہے جہان میں اک چیز کیسی ہی آدمی ہو آفت میں عاشقوں کے لئے تسلی ہے اس کا آنا ہے موت کا آنا کیسے ہی شیر دل ہوں رستم ہوں جب یہ آنکھوں میں آگئی پوری اسکے آتے ہی ہو گئے خاموش راحتِ روح عاشقانِ ٹھہری
--	--

اسکی تعریف کوئی کیا لکھے

اس سے بہتر نہیں کوئی حسرت

در شکر یہ جناب میرزا حسن صاحب سابق تحصیلدار مختصر

حال تحصیل دار اکبر آباد

مرغ کی آج فسن جان چکا کچھ
بقیہ احسن نامہ میں محمد مراد کی سی ہے
نایاقت وہ رہیں حاکم سحر لایب
دیکھ کر اوٹ کو یہ جلتے ہیں لیری غیسر

دیکھ

ملک کی سلطنت ایران کی ساری محبو
یا تن مردہ کو میر سے یثی جان ملی
میر صاحب وہ سلامت ہیں جگر باغ
مرغ کی بکلی ہوئی آج فسن جان ملی

وہ زنت ایران کی کچھ لڑکیوں کو
میر سے محمد نے بھی ہے فسن جان مجھے
ایسی تقدیر یہ کیونکہ نون شادان حیرت
میر سے محمد نے بھی ہے فسن جان مجھے

سہرا در شہیت شادی فرزند احمد کنور تحصیل نیشاپور
از نتیجہ فک مصنف دیوان

خوب ہے اس رخ پر نور پشایان سہرا
شکر صد شکر اب دل کی تباہ کلی
رخ نوشاہ کی دیکھی جو پاک سہرے
تا بنی اور بشین ہو محبت قائم
تیرے چہرہ پہ ہوا آج نمایاں سہرا
رخ نوشاہ کی لیتا ہے بلالین ہمار
اسلے ہو گیا حیرت سے ہر پشایان سہرا
دھوم یہ چار طرف ہوا سی مہمانی کی
آج ہے سورہ انعام کا خوابان سہرا
مصلح عیش میں ہے آج جو مہمان سہرا

مصحف رخ سے ترے یہ جولاؤ نوشا
اُس کو مقیش کے جھڑنے سے غلش ہوئی
چھڑ کے زخمِ دل ماسد پہ چینش سے نہک
یہی باعث ہے کہ کانوں سے لگا ہو تیسر
نغمہ و دف ہو کہین ساغ و بادہ ہو کہین
رخِ نوشاہ سے بلِ بل کے ہوا کھائی ہو
مرے رشاک سے یہ بات گوارا نہوئی
کچھ عجب بات ہو ان دنوں بڑھ کر ہی چمک
جس طرف دیکھے آتی ہو نظر ایک بہار
نرم شب میں ہو خورشید کے آثار عیان
رکھ رکھاؤ سے ہے یہ دولہ دو این کشتاب
رخِ نوشاہ پہ آیا ہے تو عزت یہ ہوئی
مفت میں خوبی قسمت سے یہ عزت پائی

اب تو بے شبہ بنا حافظِ قرآن سہرا
رخِ نازک پہ ہو نوشہ کے جوتا بان سہرا
تیرے حسنِ نمکین سے ہے نمکدان سہرا
تاکہ ظاہر کرے کچھ خواہش نہان سہرا
لیکے آیا ہو بہت عیش کا سامان سہرا
کیون نہ پھر فرطِ طرب سے ہو قصان سہرا
حاسدوں کی تو ہوا جان کا خواہان سہرا
میتا بان ہے نہ خورشید و رخشان سہرا
آج یہ فرمِ طبرین ہو گل افشان سہرا
یا ہوا ہے رخِ نوشہ پہ درخشان سہرا
عشقِ حورین سے ہو دستِ دگر بیان سہرا
سب سے تنظیم کا ہونے لگا خواہان سہرا
نہ تو دامن ہی بنا اور نہ گریبان سہرا

آج پوری ہوئی حسرت کی تنہا یہ تھی
باندھیں ہر پیرے فیاضِ علیخان سہرا

دیگر

خدا کی شان دکھائے یہ آسمان سہرا
تمہارے سر پہ بنا عجب بے غرضان سہرا

بندہ ہی سر پہ ترے اب بہ عز و شان سہرا
 ہوا ہے رونق محفل جو ہے گمان سہرا
 ہوا ہے لہتی ہن لڑیان یہ خیال غلط
 عروج اسکو ملا ہی یہ تیرے سر پر ہر
 اسی سبب سے ہر اک تاری ہوا اسکا
 یہ سارے عیش و طرب تو اوی کتنے ہیں
 خیال تھا بخ نوشادہ تک وہ پہنچے
 کھلا ہے پر رخ روشن تیرے کمر پر ہر
 دولہن کے گھر پہ پہنچ کر کھلا ہوا حال
 یہی سبب ہے کہ کانوں سے اور رخ ملا
 فروغ حسن ترادیکھ کر ہر شرم چڑھی

خوشی سے گنگی ناہیب آسمان سہرا
 تو انجمن میں کر کے کیوں نگر میان سہرا
 خوشی سے آج جو تالے تالیاں سہرا
 زمین سن کا ہے آج آسمان سہرا
 اوڑائیگا دل حاسد کی مچیان سہرا
 بنا ہے منزل عشرت کا سا بان سہرا
 بنا ہے نظر بیک پاس بان سہرا
 گرائیگا دل حاسد پہ بجدیان سہرا
 کھائیگا آہن بے وجہ گالیان سہرا
 رموزِ حسن کا ہے ایک راز دان سہرا
 زبان حال سے کتا ہے لہان سہرا

سینکھ ہند کے شاعر تو یہ کہیں گے ضرور

بہت نفیس محضرت کا ہے گمان سہرا

مثنوی

پیرے ہزار دوستوں کو
 شکوہ کچھ سال میں نہا ہوں
 رنگ جو ہو گیا زمانے کا

اس طرف بسی ذرا خیال کرو
 نئی ترکیب اک بتا ہوں
 اس سے واقف ہو سب بڑا چلو

ہو گئے اور ہی علوم و فنون
 یعنی جاری ہوئے علوم جدید
 مشرقی جو علوم تھے سرے
 جنکا پر تو جہان میں ہی پیدا
 جنکی تھی اک جہان میں نہرت
 جنکا دنیا جہان میں تھا تھا
 فلسفی اور نجومی اہل کلام
 جنکو مانا تھا اپنے لاریب
 آسمان کا وجود ہی نہ رہا
 گو نفس سے مجاہدہ ٹھہرا
 یعنی جو کچھ خلافِ نیچر ہو
 کیون نہواک جہان کو لغزش
 یہ جو بدلی جہان کی حالت
 پوچھتا اب نہیں کوئی اوسکو
 جس کے کچھ فرق شاعری ہی مراد
 یعنی پہلے وہ شاعرانِ عرب
 اونکا اگر کچھ کلام دیکھو تم

بید لیلی کا بن گیا مجنون
 لوحِ سینہ بنی ہے لوحِ حیدر
 جو فلک پر بنے تھے ستارے
 اک جہان جنے فیض پا تا تھا
 جنکو مانے ہوئے تھی سب خلقت
 جنہ سارا جہان شہید تھا
 سب سمجھتے تھے اونکی بات الہام
 اب تو نکلمے میں اوس میں ہی عیب
 بود نا بود بود ہی نہ رہا
 سب سے افضل مشاہدہ ٹھہرا
 مانتی عقل اب نہیں اوسکو
 ہو گئی ہے زمین کو گردش
 شاعری کی رہی نہ کچھ وقعت
 آپ ہی آپ دل میں غور کرو
 اوسکو رکھا ذرا نہ تنے یاد
 جنے جاری ہوا ہر علم ادب
 اپنے ہی سُن کو آپ نو چوتھم

خود کو گے مجھ پر صاف یقین	لغویں نے شاعری نہیں
ہو گیا خیر جو کہ ہونا تھا	مقتضی وہ ہی تھا زمانے کا
غلاب غفلت سے اتو چو نکو تم	دل میں اپنے ذرا تو سوچو تم
جب زمانہ بدل گیا سارا	شاعری کا بھی رنگ پھر ہونا
یعنی تطبیق ہونے سے	کام رکھوئے غمانے سے
آجکی بات آجکی ہوزبان	آجکا حال آجکا ہوسان

صاف کہتا ہے آپے حسرت
شاعری کی نئی ہو کہ رنگ

مثنوی ناتمام

ساقیا زہر کا تو جسم پلا	کہ نہیں جاہر متناہین مزا
بیٹھے بیٹھے مجھے کچھ یاد آیا	زور پر پھر دل ناشاد آیا
پھر وہی آہ کی طغیانی ہو	اشک کی سلسلہ بینانی ہو
پھر وہی درد جگر میں اونٹنا	جوش سودا وہی تیرین دھنا
پھر وہ وحشت کے خیالات ہو	باتہ سے نمود آفات ہو
پھر وہی اگلی سی پتانی ہو	پشیمانی کی آتش بے خوابی ہو
درد سداوت میں تو رہتا ہوں	ہوئی کسب و ہوا میں کہ تم
کیا کہوں آہ کہ کیا یاد آیا	پھر وہی مصروفیت یاد آیا

جان ہو جس نے کہو یا محکو
 کام سے جسے چھوڑا یا محکو
 جس نے بریا کیا بائی مجھے
 مضطرب جس نے کیا محکو
 جس نے ارمان کو کھو یا میرے
 جس نے اس درجہ ستایا محکو
 کھو یا عشق کی پیتابی نے
 دل نے پیتا پہ بنایا محکو
 کیا کہوں آہ کہ کیا محکو ہوا
 رنج کبتک میں اوٹھاؤں ایسے
 صبر کبتک ہو تحمل کبتک
 ہو عنایت تو تغافل بھی سی
 روز کے رنج اوٹھاؤں کبتک
 محکو ہرگز نہ شکایت ہو کہی
 خیر اب تک تو میں خاموش رہا
 دل میں آئی نہ شکایت ہرگز
 مر چلا ہا سے میں کبتک کہوں

عشق میں جسے ڈبویا محکو
 یاو سے جسے بھٹلایا محکو
 جس نے ناشاد کیا ہای مجھے
 رنج جس نے دیا محکو
 ایک دن ساتھ نہ سویا میرے
 مفت میوانہ بنا یا محکو
 جان لی چشم کی بخوابی نے
 مست میں ہای ستایا محکو
 نہیں گھلتا کہ یہ ہو باعث کیا
 شور کبتک میں مچاؤں ایسے
 او ستمگر یہ تغافل کبتک
 اور دل جو رنج اہل بھی سی
 بات میں لب پہ نہ لاؤں کبتک
 صبر کی کچھ جو نہایت ہو کوئی
 دیکھ لے تو کہ نہیں کچھ بھی کہا
 لب پہ آئی نہ حکایت ہرگز
 اب نہیں تاب کہ چپ بیٹھ رہوں

کیا کہوں آہ کہ اب تانہیں	ہوش میں ہی دل بیتابین
میں بھی ناچار ہوں اب کہت ہوں	دو توستلو جو عشم متا ہوں
یعنی کہت ہوں بیتابینی	ابتدای سے حکایت اپنی
جس نے کچھ سچ اٹھایا ہوگا	کچھ مزاج رکھ پایا ہوگا
وہی دیگا مری تقریر کی داد	مرحبا چرخ کے ہاتھوں کی داد
قصہ کوتاہ کر دین راز عیان	کھا گیا ہے مجھے سوئے پنہان
میں بھی اب کھولوں زبان کو اپنی	جوش میں لاؤں فدا گو اپنی
جو کہ گذرا ہے سراسر کھدوں	قتل عشق شکار کھدوں
یسے اک شوخ پر ہم مرتے تھے	دل و جان اس پر فدا کرتے تھے
اور وہ دشمن ارباب ہوں	جسکی غارت تم جو جبر و جف
کج ادائی کو ادا جانے وہ	بیوفائی کو وفا جانے وہ
خواب میں بھی نہ تصور آئے	نام عاشق سے ترقہ آئے

در نہایت پیدائش نمیرہ جناب اچہ محمد باقر خلیفۃ المسیح

میں چند راول

واہ کس لطف سے اس جشن نے پائی تیریب	تو ادور سے آئے ہو سب حق عزیز اور قریب
یعنی اللہ نے منہ زندگیت زندہ دیا	اچہ صاحب کو میری آج مبارک تیریب
قطعہ دقت نہت ناخدا کہ حواء	موجودہ ہوئے بارہنہ اس

<p>ہاں پر ضعیف ناصر خان سو برس کے قریب عمر ہوئی کھیل رہتا تھا روز چوک کا چال چلنی نہ اونکو آتی تھی وہ بگڑنا ذرا سی باتوں پر گوٹ کو ایک گھر کے رکھنے پر ایک کوڑی کی صاف چت پٹ پر ہاں کر بازی اونکا اٹھ جانا</p>	<p>دار دنیا سے سوے خلد گئے پر قوت اندر ست تھے مارے ہاں کیے مرقا کے وہ تھے مہربان اور کو بناتے تھے اور کہتے کہ ہم نہیں چلتے سیکڑوں اونکو ہوتے تھے جھگڑے ابھی راضی ہوئے ابھی بگڑے اور کہنا کہ ٹھہرو کھیلین گے</p>
--	---

یاد آ کے روز اٹھتی ہے
ہوک سی ایک دل میں جھمکت کے

قطعی تاریخ وقات ناصر خان حرم

<p>میرے اک دوست تھے جو ناصر خان پیش و منج طبیعت کو ہوا اونکے مرتے ہی ہوا کھیل خراب مکرتا رہی جو جھمکت کو ہوئی</p>	<p>نزد کا کھیل تھا جن سے جاری کچھ ہوئی تھی نہ اونھیں بیماری ہر گئی عفتل کی چوسہ ساری یہ ہوا شہر زبان پر جاری</p>
---	--

ماہیت کس کر یہ کہا ہاقت نے
ملک الموت سے بازی ہاری

قطرہ نایب رحلت چناب غموی صاحب ثواب ممتاز الدہلوی
 سر محمد فیض علی خان صاحب بہادر کے سی ایس آئی مرحوم
 رئیس اعظم قصبہ بہاؤ ضلع بلند شہر نور الدہلوی مرقدہ

<p>ہاتھ دین جتنے تھنا سیر قوت ہو اسکو چھوڑیں گے وہ ساسل پر لگا رہ گیا یہ قوم کا بیت بچھنسا سوچ تو یہ توٹے ککو کو دیا اور آگے کو تو ہے امید کیا کس کو یہ اعزاز یہ تعریف نام روشن ہو گیا اس قوم کا مٹ گیا جو کچھ کہ باندھ تھا جھٹکا کچھ نہیں ہے بغض و کینہ کے سوا اوزی کچھ ہو گئے ارض و سہا اب نہیں ہے کوئی ایسا دوسرا کھو گیا اک ایمان پہ پہا</p>	<p>ایسے وہ فیض علی خان تادار تھیں امیدیں یہ کہ اپنے ہاتھ سے چلے گئے وہ غلہ کو اور بیچ میں بد نصیبی ہی تری اسے قوم یہ کون کچھ لون میں ہوا اس شان کا کسی یہ توقیر یہ عزت ہوئی کون ایسا ہے کہ جک نام سے وہ ہی ایسے تھے کہ جکے ساتھ ہی اب کہاں ہے اتحاد و اتفاق وہ ترقی ہے نہ وہ اسباب میں صاف تو یہ بات ہے اس قوم میں ہے ہی تاریخ اپنے ہاتھ سے</p>
---	--

یہ ہی حالت ہے تو ای حشرت مجھ

اس ایک قوم کا باقی رہا

ولہ

ہر قوم کا جن سے سب تھا چمن
 یہاں چھا گیا ابر رخ و محن
 تنزل نے چاہا کہ کیجے وطن
 اور ادبار کرتا تھا جا رہی چلن
 مرے دل میں پیدا ہوئی اک جلن
 ذرا غور کر دل میں آئے پر محن
 بہشت اونکا ہے خاص پہلا وطن
 یہ سب قوم کا جا کے حال کمن
 رہیگی نہ یہ قوم زیر محن
 گیا ہے وہاں پیک شیرین چمن

رہیں پہا سو تھے وہ سبز بخت
 سوئے خلد شریف وہ لگے
 امیدیں ترقی کی مٹنے لگیں
 نشان مٹتے جاتے تھے اقبال کے
 یہ حالت جو دیکھی تو اکبار کی
 یکایک کہا ہاتھ غیب نے
 وہ تھے بندہ خاص پروردگار
 کہینگے وہ درگاہ باری میں جب
 سفارش ترقی کی ہو جائیگی
 سمجھ ہے تجھے تو یہ تاریخ ہے

ندایہ جو آئی تو حسرت مجھے
 ہوا دل سے کچھ دور رخ و محن

ولہ

ہن کا شاداب رہتا تھا چمن
 گل ہوا ہے اب چرخ انجمن
 کہہ بھی دے تو بھی ولی روشن چمن

ہائے وہ نواب جتنے فیض سے
 شاد کو وہ تو سدھارے اور بہان
 منکر ہے تاریخ کی حسرت اگر

ولہ	
ہاے مرگ جناب غموی سے اونکی تاریخ یہ کھی حسرت	گل ہوا آفتاب اہل حسرت مرگے اتنا اب اہل حسرت ۹۴
ولہ	
ہا ہی وہ فیض علی خان بہادر حسرت جنکو کچھ شک ہو سمجھ لین یہ تاریخ اونکی	جو کہ تھے بخت بیت کے نہ اہل غم سرا حکام خدا سے بل اہل بخش خاص
ولہ	
ایسی سرکار اب کمان پیدا منیض جاری تھا جو پہا سو میں وہ سد ہارے ہن جنکے دیکھے سے بعد حاتم کے گر کوئی دیکھے مولوی مستقی مبارک من ن صفتا توں کا کون ہوتا ہے ملک قدرت نے اونکے من کی	جس کو کہتے ہوں آدمی فیض من ایب ہوتا ہے کب کوئی فیض من ہوتا کچھ سس آدمی فیض من وہی لاریب تھے حق فیض من منظم ستقل سخی فیض من تھے زمانہ میں اک ہی فیض من لکھی تاریخ بھی حق فیض من
ولہ	
چا صاحب اپنے گے حسد کو مانک اونھیں منکر تھی مشرک	جو کرتے تھے طاعتین حق کی بسر ہوئی اونکی تاریخ آج حسد نظر ۹۵

ولہ

<p>تھارا احمد غفار ہادی سوی جنت ہوا غفار ہادی</p>	<p>پلے ہو خد کو نواب ہوگا پہو پنجنے کی کہون تیار خست</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات اہل خانہ مصنف</p>	
<p>کیون ویران ہو دیا رختون ہونی تاریخ مزار رختون</p>	<p>عصمتی روج کا مرنای ستم فاتحہ پڑہ کے حیرت لئے کہا</p>
<p>قطعہ تاریخ رحلت جناب حاجی محمد انور شاہ صاحب مرحوم مغفور</p>	
<p>آسمان جس سے ہو گیا ہے سیاہ کون اوٹھ گیا ولی اللہ خلق کا کیون ہوا ہے حال تباہ مجھ کو اس طور سے کیا آگاہ دو گھڑی کو کھلی تھی خلد کی راہ تجھ کو اس بھید سے کروں آگاہ اوپر رقیقت کی جانتے تھے راہ ستوے خلد برین بچشت و جاہ</p>	<p>حیف یہ آج کسا ماتم ہے کیون تلاطم ہوا ہے دنیا میں سب پریشان آج پھرتی ہے یہی کچھ کر تھی کہ حسرت نے تجھ کو اب تک نہیں خبر کجنت کسلے کیون کھلی سبب کیا ہے جو کہ پابند تھے شریعت کے وہ گئے آج دارِ فانی سے</p>
<p>صاف اونکا ہوا یہ سال وصال نور عرفان محمد انور شاہ</p>	

ایضاً

حیث حاجی محمد انور شاہ کر کے تلمعتین سب مریدوں کو حور و غلمان یہ صاف کہتے تھے منکر تاریخ کیوں ہے حسرت کو	جو بلا شک تھے مرشد کا مل آپ خود حق سے ہو گئے داخل جب ہوئے جا کے خلدین داخل وہ تو پہلے ہی ہو گئی حاصل
---	---

نام نامی سے بلایا جدم
غیب سے لفظ مرشد کامل

قاریط و قطعات تاریخ دیوان حیرتگرہ حسرت از شعراے
نازک خیالان فصیح البیان

طعنه تاریخ از تراوش قلم مجمر رقم شہنشاہ سخن ناسخ زبانہا کو کس
بتاد عالی شان بلینج بیان جو ہر تیغ زبان آوری و نکتہ دانی
ع محافل سخن سنجی و محاورہ بیانی دُرّۃ التاج شاعران زبان
و ہر دستار دانشمندان فرزانه بر صلیح کا شانہ فصاحت و بلاغت
تلج و کا کین سلاست و متانت الخطاب و سیر الدوائے فصیح الملک

ناظم یار جنگ جہان اوستا بلبل ہندوستان اوستادی و پجائی
جناب نواب مرزا خاں صاحب بہادر داغ دہلوی دام ظلکمہ

دے سخن قبول اسکو یارب	مطبوع ہوا کلام حسرت
جیسا ہے عصف اسکا و تقدیر	ایسی ہی کلام میں ہے شوکت
اس تہ کی ہو یہ جسکی تصنیف	کیونکر نہ کریں ہم اسکی حاجت
وہ محدینِ حلم و علم و دانش	وہ مخزنِ فیض و بود و ہست
وہ اختر آسمانِ اقبال	وہ گوہر بحرِ جاہ و شہرت
یہ باغِ سخن ہے وہ فرخِ بخش	پہنچی ہے مشامِ جاں نین بکمت
گلزارِ سخن ہے روح افزا	نظارہ سے جسکے دل کو فرحت
مشتوقوں سے پوچھو اسکی شوخی	عشاق سے پوچھو اسکی لذت
اشعار کا جا بجا ہے چرچا	دیوان کی جا بجا ہے شہرت
الفاظ میں کس قدر ہے شوخی	معنی میں ہے کس قدر نزاکت
ہر سطر ہے اسکی زلفِ لیلیٰ	پہرین سطور میں طلعت
کیا کیا ہے ترقیِ مضامین	کتے ہیں اسی کو بڑھتی دولت

ای داغ یہ لکے مصرع سال

موجودہ خزینہ فصاحت

تقریر طبعی تفسیر شاعرانہ نگ خیالی تلمیذی تفسیر
 تفسیر حکیمہ بیان فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی
 صاحب مختص بہ عنایت ساکن بالنسب بلی

الحمد لله على كمال اللات والصفات والصلوة والسلام على صولة خير البريات
 وعلى الله واصحابه ألف ألف مرارة

خدا کی ثنا اور نعت نبی ہوئی ہے کسی سے نہ ہوگی کہی

کرے مدح اصحاب کسا پرستہ بڑی بات ہے اور ہوتا جو نہ

سبحان اللہ و بھروسہ کیا اچھا روزِ مینت اندرز ہے کہ نور محمد اعتماد علی انصاف علیہ السلام
 نازک خیال شیریں مقال شاعرِ ندرت نگار فصیح گفتار نگار پر دازا عجاز طرزِ تہنیں سہ سدا باد
 نجمستہ بیاض و صلیح مترا کا دیوان مجز بیان کی تقریر کا ہم کو خیال تو ہے کہ جگہ شہر

این من الشعر الحکمة کی ایک نفیس و عمدہ تفسیر ہے تصدیق اس مقال اور تشریح اس

اجمال کی اس منوال پر ہے کہ یہ بھول حسب معمول واسطے حصول معمول کے کہ عبارت

روزینہ معینہ سالیانہ سے ہے سدا باد گیا قافیہ موصوف نے دیوان اپنا دکھایا بیٹے

خصمانہ بنظر تعمق و غور مشاہدہ کیا سقم سے ظانی زینات سے تہی فصاحت سے

مالا مال بلاغت سے بھرا پایا جب من اقلہ الی الخ شاعر کیا التواضع

پر کیا اور سنے مجھ سے یوں فنا ای فقیق شفیق اے اوستاد

سال تاریخ تو بھی کدہ اسکا رہے باقی جہان میں نام ترا

<p>مین یہ بولا کہ ای فصیح زبان اور سوا اسکے اب وہ شوق کہاں شعر ہے ولولہ جوانی کا اب ہوا میں ضعیف و زار و زار عمر آٹھی سے ہو گئی ہو زیادہ کیسے اشعار کیسی تاریخین عمر اب ہو چکی رہی ہو قلیل بولے تقریر کو نہ دیکھے طول سال تاریخ کیجئے اقسام</p>	<p>مجھ کو اول تو قدرت اتنی کہاں شعر گوئی کا مجھ کو ذوق کہاں پیر فانی کو اس سے نسبت کیا ایک مصرع بھی لکھتا ہی دشوار باقی اب حافظہ رہا ہی نہ یاد کیسے قطعہ میں کیسی تقریر طین کیسے ارشاد کی کرون تعمیل طول بے فائدہ ہو اور فضول کہ یہ ہے بہترین ختم کلام</p>
<p>پہر بیٹے پہلو تھی کیا اور بہشت و سماجت اس کا ردشوا سے بچنا چاہا اور یوں عرض کیا سہا کی کیا تاب کہ آفتاب عالم تاب کے سامنے تاب اپنی دکھائے چراغ کو کمان فروغ کہ مشعل باہ کے آگے فروغ پائے یعنی کہاں یہ سفال ریڑھ ہیبتدار اور کمان جواہر آبدار کمان یہ خروٹ پارہ سے ناہموار کمان وہ لالی شاہوار مصرع بہ بین تفاوت از کجاست تاب کجا از پھر نہ ریا تیر کا و تمنا جیسا لکھا جائے لکھتے تاخیر نہ کیجئے لراقلہ</p>	
<p>مین ہی پیر تو قلم و دوات اوٹھا رہیں حسرت بعیش و عز و وقار</p>	<p>لکھنے بیٹھا تو پہلے کی یہ دعا اور دشمن بہین ذلیل و خوار</p>
<p>گو سیر قلم میں جو ضعف کہ سن لی کو طاقت تھی اور باطن طاقت تھی مگر بقضاء مرفوق الاواب</p>	

نغمہ قرظیہ میں صفہ و زینت خاصہ فرمائی ہیں، مجبوز ہواں، سنو کہ سنو سنو سنو فہو
 شاعر و دیدہ و روزگار و دگر ہر ہو دیکھو کہ مٹا ہوں۔ واقعی دیوانِ مجرب بیانِ حیرت،
 حیرت افزا ہے جانِ جان ہے اور حقیقت میں دستِ بوس شاعرانِ زمان ہے ایک
 گلشن ہے ہمارا آفتابین کہ رنگارنگ گلہائے مضامین رنگین۔ یہ ہے ہر بار ہے
 ہر صرغِ شوخی سے بال ہری ہنک پر واز کرنے کو طیار ہے۔ ہر شعر ایک سرور و بار ہے
 خیالات رنگین معانی کا ہر صفہ گلہائے تازہ ہمارے ہمارے ستارے بخندانی کا چستی
 و جہتگی مضامین بندش الفاظ میں و شوخی ترکیبِ نایب و عبارات و اندازِ بے
 و عیب بیان اللہ خبری بیان فصاحت زبانِ طاقت لسانِ لطیف استعارہ ہوشی
 کن یہ اشارہ اللہ لواقہ

تعلیف ہو کیا تیرے بعد او کی موت	کیا صاف مضامین میں کیا کو خیالات
آئینہ صفت صاف و جو شعری اور کا	اور ہر مضامین کے صفائی کی مرثا
بندش نئی مضمون کی تازگی ہے	ترکیب جو عمدہ ہر دھپ پڑتا
فرمانش تازہ ہونی مجھ کو نصیب ہے	جو اپنے سیر جو بہت او کی عنایت

بچ تو یہ ہے کہ مصنف نے ذرہ کو کتاب بنایا سب ترکہ کو کو دیکھنا ہے راہِ واد
 کیا کہنا کیا کیا شاعرانِ معانی آغوشِ نازِ ظہین ہر آغوشِ بین اور کیسے پینہ دان
 ستارے تازہ عروسِ انظم میں روزِ شاد و روشن ہیں ہر طرف آئینہ او کا کرد یکے حسن بندش
 استعاراتِ نیاں اور مضامینِ عالی اور روزِ کوئی یہ محبوبانہ و کرشمہ و نازِ عشقِ نکاحِ جلوہ

نگاہ میں آتا ہوں جس سمت نظر کیجے پریاوان بھر بیانی اور شاہدانی سخنانی اور فخریازی
 اور جادویشازی خوشو و خوشی کی شمع کو شمع کا بزم مست نظر آتا ہوا اگر اس نگارستان سخنوری
 اور جادوگری کیجے قندیل ہے اور ہر ساحری نام رکھے تو زیبا ہے نہیں نہیں نسبت ساحری
 محض ہجرا ہے اور مثال جادوگری کی سرسبز قضا ہے۔ عصای کلیم کنار وادی کہ قیاس
 خواتین عادات اوس سے ظہور میں آئے اور نخل ہونسی گنازیبا ہے کہ جنے ایسے ایسے
 گندمای معانی شگفتہ کلام لے۔ اگر عینان پر پردا آویزہ گوش ہوش کریں تو مناسب ہے
 اور عاشقان ہوائیاں زبانی برانیں نثار کریں تو واجب۔ بارک اللہ کہ اس ناظم معجز بیان نے
 کیا مرتبہ رفیع پایا ہے اور اردو سے لے کر کسی نعمت پر پہنچایا ہے۔ حاسد نہ کریں بان
 تو شکایت ہی نہیں ہے بڑا انصاف تو کہتا ہے خداوند یونہی ہے بڑا زبان شستہ و رفتہ
 خدا بین کہ ہر اسفند قصاصت شیریں بیانی پر یافتہ بلاغت نازک خیالی پر شیفہ حاصل لائق

ہر اک صفت ہر اک سر و دلاویز

ہر اک تخت گل نکست آمیز

ہر اک شعرا کا آب و رنگ گلشن

ہر اک صفہ ہر اک گلشن عشق

سنان اللہ ہر نقطہ سوا مرد ماک ویدہ ہو رہے ہے ہر لفظ رشک تجلی نخل طور و سپیدی
 ہر صفہ پہلین غیرت سپیدی ہر صفہ سیاہی الفاظ مشکین نخلت و شب قدر ہے
 یار نہر آپ حیات ہے اور یہ شب ظلمات ہے اور مجھ سے پوچھو تو یہ دیوان کیا ہے
 ایک درم کیا ہو لعل بے بہا ہے مرآت پر ضیا ہے جام جہان نمایاں زیب رخسار روزیبا ہے

سنا آتش آتش زبانی آتش جبین پہلا آتش تیر میرزا زبانی پہنچے۔ کہ جو بعد سے آتش آگ رہی
 پر آتے انصاف فرماتے تو اس کلام کو فخر کلام ٹھہراتے تھے و تواریز سے کہ بوقت حیات
 نہ کا۔ زوال افتد اگر کو محمد شاہ علیخان صاحب مرحوم کہ بیسکر شاگرد ارشد تھے اور مصنف کے
 والد ماجد میں ان کو کلام مجید حفظ کرنا تھا اور واسطے حصول فنون شاعری کے کتب مخطوطہ میراج
 الفہم پڑھاتا تھا اور خریداریاں جو دیتا تھا صنعت توشیح میں کہ میں نہیں شعر سے زیادہ ہوتے تھے
 نگار دیتا تھا اور وقتاً فوقتاً یاد کر دیتا تھا بعد چند مدت کے کتب فارسی و صرف و نحو ضروری کی تکمیل
 کی اور اس سطر ملازم رکھا انگریزی کی بھی شوقیہ تکمیل کی اب کہ عنایت الہی سے اڑتیس برس کا
 سن ہے کتب میر سے شوق ہے اور قصص سے ذوق ہے طبع آزادانہ ہے مزاج شامانہ
 جو شمرت کریمانہ ہے فصاحت حاتمیانہ ہے عین ربیعان جوانی و عنفوان شباب میں اکثر مختلف اشعار
 قطعات و رباعیات تحریر فرمایا ہیں جب فنون شعر و حسن و قبح اوسکے سے طبع ماہر معلیٰ تو ناپسند
 آئیں تقویم پارینہ جا نکر پارہ پارہ کین اور ایسے ہی بہت غزلیں اور شنوایاں تحریر کیں مانند لہلاق
 ناکارہ کے توارہ توارہ کین غرض کہ ہر علم و فنون میں گچا آفاق ہیں اور کمالات میں طاق ہیں بلکہ

لائق و فائق و ظریف و کریم	افصح و بالغ و حلیم و فہیم
صاحب غرور و جاہ و رفعت و شان	فخر تمکین و نازش و دوران
خوش سخن و نغز گو ہنر پرور	دیدہ و رنگتہ جو سخن گستر
ہیں تصانیف انکی حد سے زیادہ	نام کیا کیا کروں میں انکے پاؤ
ہیں فصاحت میں اول سبحان	ایر بلاغت میں ثانی حسان

ہیں عنایت میں اللہ میں باقی ہو جس شک کا آنت کہ خود بہ بود کہ عطار گوید۔ اور عنایت
 یادہ کلام پوروک لے توں سخن کی لگام دبا بامیدید۔ چہ کہ دل را لبور اور شاکہ تران
 بن عجیبہ کا اس دیوان طرب افزا کے شاید۔ سے محضہ بنام اور یہ بارغ پر ہا چشم بد جاسو
 یظ ہو۔ یا رب ابن آرزوی من چہ خوش است با تو برز آرزو مرا بر ان۔

حالت تیار سخن نصیحت شاعر نازک خرمالی تلہ وری تلہ وری نظیری
 ہر ہمایہ سبحان در فصاحت و بلاغہ ہر تاج مولوی عنایت علی
 صاحب مخلص عنایت ساکن پالتس بریلی

ہی دیوان گہا ہیں حضرت
 بیاکتے ہیں جو جاسو
 اللہ کیا معنائیں ہیں
 شین جیت ہیں معنائیں خوب
 سچے سچے بارہ جو
 بیاہل اور اسکے گہا ہیں

دیوان سب جہاں خوب
 جوش سے سخن کی زبان
 سداو سیکھتے ہیں و بیدار

بیان تازہ و نازک رنگیہ میں
 ہوئی تاریخ کی مجھ سے جو فرمائش
 لکھوں کیا وصف و کاین کہ کچھ مجھ کو
 مگر ناگہ فصاحت نے کہا لکھ دے

رگ گل سے زیادہ ترزاکت ہے
 عنایت پر بہت اونکی عنایت ہے
 لیاقت ہے نہ طاقت و نہ ہمت ہے
 عجیب شیریں زبانی و فصاحت ہے

ولہ

لکھا اعتماد علیہ زبان سے جب
 ہر اک شعر میں وہ گلی تر کھیلے
 و مضمون رنگین و ادب کی بہار
 تر و تازہ وہ وہ ضمایں بخش
 ہر اک مصرع نو بہارِ فلک
 نئی طرز ہے اور نئی بدشین
 لطافت سے خالی نہیں کوئی لفظ
 وہ لطیف کرشمہ وہ خوبی حسن
 نقاط اوسکے خال لب لبان
 عنایت کوئی فکر ہر دم ہی
 کہ ناگہ کہا بلبل طبع نے

وہ دیوارِ امثال نہ تو خوشنما
 کہ جیسے پوسو جان و بلبل فرا
 کہ رنگ بچیں و یکسر ہو ہوا
 جسے دیکھا غنچہ دل ہو ورا
 ہر اک شعرِ رخشانِ مثالِ صفا
 طبیعت کا کچھ رنگ ہی دنیا
 فصاحت و بیان ہر سارا بہر
 ہے درودِ عاشقان کا و دوا
 رخ حور سے وارے پڑھنا
 کہ تاریخ طبع اسکی لکھ نہیں کیا
 گلستانِ زیبا ہی حیرت کہلا

ولہ

جس شہر و دیار میں ہوئی ہر دم	حسرت کے کلام باصفاک
جس جھکو ہوئی خبر پیسوم	لیج لکھی ہر ایک نے پھر
ہجری ہوں نہ جناب سے مفہوم	جس کو بھی ہوا خیال تاریخ
ہاتھ سے کہا عروج و غروب	تہا میں اسی فکر میں کہ ناگاہ

ولہ

دیوان و لغزیب بعد آب و تاب قریب	اب اعماد علی خان نے جب لکھا
جاں ناز بہ پہلے دل سے سکون کشید	بکھا خنواران بہان نے جو یہ کلام
عدا کا نہ اور کس کو خطیبہ و لغزیب	رج کی تھی مگر کہ ہاتھ نے یوں کہا

ولہ

قیقت میں تو رہی حق کا قریب	جو دیوان بہت کا سب نوکریا
کلام دل انگیز خاص قریب	لکھی یوں عثمائیہ شاعریاں تو

ولہ

کلام مخبر پر افصاحت بیان و کلام	ال انگین بہارت کا لفظ غنیمت شجاعت
بجھولیت بسان شمس گشت طوقا	بیان آن گاہ چرخ غنیمت و شجاعت
زلیخا و قلعہ تاریخ ازلیہ کا اندک	امام شکرین و ولید شہید و قاضی الہی
باب ماسرہ و احادیث و احادیث	باب ماسرہ و احادیث و احادیث
استعداد و تالیف و تالیف	استعداد و تالیف و تالیف

اوستاد بادشاہ دکن خدا اللہ ملکہ

ز لافِ محد و نعتِ اولیٰ ست بر خاکِ اَو خفتن سجد و میتوان کردن در و دستوں گفتن
 ستایش و نیایش گوناگون اوس صنفِ دیوان کن فیکون کو زیرِ با ہے جسے اپنی صنعتِ کاملہ
 و حکمتِ بالغہ سے نسخہ کائناتِ دو عالم کو ایک لفظ کن سے مرتب کیا اور اپنی صنایعِ بدایع کو
 اوراقِ رض و سلاطین کا لباس پہنا کر اہل کی تسطیر کے لئے شین کیا۔ اور نعتِ بیخیاں اوس
 ناظمِ کلیات و قمرِ رسالت و نبوت کو سزاوار ہے جسے بیت اللہ کو خوشخبات بت پرتی سے پاک
 کیا اور صریح تیغِ اسلام سے چہرِ فصاحت و بلاغت کا جوہر چڑھا کر اہل وادی کفر و ضلالت
 کو تہِ خاک کیا۔ اور بقیتِ اصحابِ رسول مقبول کی جو رباعی کے مثالِ دیوانِ رسالت کے لئے
 موزون ہیں مقبول نام ہو۔

الحمد للہ کہ درین آوانِ فرحت اقرارِ کتابِ الاجواب گلدستہ سرتِ دیوانِ حسرت جو اپنی
 خوبی میں آپِ نظیر ہے چھپ کر رونق بخش دیدہ مشتاقان ہے۔

نظم و چھپ پُر نزاکت ہے	سخنِ عشق پُر فصاحت ہے
نظم کے بحر کا سفینہ ہے	دُرِ مضمون کا یہ خزینہ ہے
رنگ و بو ہی نزاکتِ اسمیں ہے	سادگی کی لطافتِ اسمیں ہے
سمع کو آئے ہی بیان کا لطف	بنشِ نظم میں زبان کا لطف
شکلِ حسنِ بیانِ پایستہ	لفظِ شستہ زبانِ شایستہ
جیسے خوبانِ پُر شرارت کی	شعر میں شوخیانِ لطافت کی

<p>گوشت درم معانی ہے در خوش آب بے ہوا جیسا صوت شادمان خمیہ نہاد تنگ ہو قافیہ ہی سحبان کا آپ آئینہ حال صورت ہی خان و لالتبار سے تری ہی ہو ہوا جیسا دلغ کارنگ رنگ سکون میں اسکی شہرت ہی یا الہی ہال پینہ سہر تافیشیں زمین بر آب رہے</p>	<p>نظم عجیب خوش بیانی ہے شعر ہر بحر میں لکھا ایسا ہیں زمینیں ہی اس میں فوجیاد ویکسر شعر اس خندان کا اسکو تعریف کی نہ حاجت ہی نثر فکر اعتماد علی طبع نوزوں کا اور دماغ کارنگ صاحب جاہ و علم و دولت ہی ہر دعا اپنی نماز شام و سحر یادگار انکی یہ کتاب ہے</p>
<p>یوسف و زلیخا کی شہرت ہر شعر ہے معدن مسرت ہر لطف زربانکی حسین لذت ہر بحر پر چشم و حور جنیت</p>	<p>حسرت نہ کہہ شیوہ بیوان آغاز سے لیکے انتہا تک نوزوں ہی کلام روزمرہ تا جی طبع اسکی اے تازہ</p>
<p>نقراط از چکیدہ قلم با دست بر رقم شد عر تازگ خیال واقف اسرار نکتہ دانی ماہر طرز خوش بیانی واقف علوم و فنون جناب</p>	

مرزا فرخ صاحب مختلص بے نسخ کہ از خاندان نواب
افراسیاب خان مرحوم اندک کن شاہجہان آباد عرف ملی

کتنا وسیع بیان شعر کا خیال ہی
جسکو نہ آنکھ دیکھ سکے وہ دکھاتے ہیں
بے پر کے آسمان پر پرواز کرتے ہیں
نقش و نگار چشم دل کے لئے سیرگاہ ہی
ویران گھر کو بات میں آباد کر دیا
روتا ہوا بھی سکے ہنسنے وہ مزا ہوا
شاہد کو ایک آن میں شیدائے ہیں
ظلمات میں دکھانے کو آئینہ لائیں وہ
چو وہ سبق کو دیکھتے ہیں کنگاہ میں
شاگرد کر دگار بناتے ہیں آپکو
اور یوں توجہ کے کوئی کسکا اجاڑی
حاضر ہے یہ کتاب کہ خود اپنی ہو کیل
بے باغ اس بہار دوسنے کو دیکھیے
اغلاق کی تفصل کی مٹی حشر ہے
بیاض کلی کا پھول کہلایا ہی باغ میں

شعر و سخن کا اوج کے اوپر کمال ہی
موجود کیا عدم کی حقیقت بناتے ہیں
تاب و توان حد بشر سے گذرتے ہیں
غائب کی صورتوں میں انہیں خوب آہ ہی
گر کچھ کہ زبان سے تو دل شاد کر دیا
جو کچھ کیا کلام تو فحرت فرما ہوا
ناپید واقعات کو یاد بناتے ہیں
اندھیر کرنے پر چرخ چہاں پہ جا لیں وہ
حائل نہیں حجاب کوئی اونکو راہ میں
دانائے روزگار بتاتے ہیں آپکو
در اصل شاعروں کو کچھ ایسا ہی پڑا ہی
اسکے ثبوت پر کوئی چاہے اگر دلیل
بے لعل صاف نور پر سننے کو دیکھیے
فقہ و بیان ہر ایک فصاحت کا باب ہی
ڈالا ہے تیل صاف زبان کے چراغ میں

کیا ناظر و نگو عالم حیرت میں لاتی ہے
 دیوان ہو کہ عشق کا گنجینہ جائے
 جس نظم و ستان میں دل آویز رنگ ہو
 اللہ یہ کلام ہی کیا پیارا پیارا ہے
 غالب کی طرز کو کہیں پامال کر دیا
 حاجت نہیں ہو شعل خور کو چراغ کی
 ہوتے ہیں ایسے صاف ہی فقر کہیں پہلا
 لفظ اوس میں دیکھ جو کہا تو کہا بجا
 حرفوں کے اتصال سے ہوتا ہے بیان
 شعروں میں کیا مراد کا چشمہ اوستا ہی
 مضمون خوب حال بتاتا ہو دور کا
 تھیں بے مثال کی صورت دکھائی ہو
 نکتہ ہی خاص کچھ نہیں ہوتی کے موافق
 کس طرح سے کمال ہو اس نظم کا کمال
 گو بحرِ سلم و فاضل کا یہ انہیں کنار
 میدانِ شاعری میں کہیں نہ بگاڑے
 حکمت میں ہی ہر لائق صدیل و قالہ

صاف آئینہ کی طرح صورتوں کی ہے
 یا شوق عاشقاں کا سہ سینہ جائے
 کیونکر نہ اوس نظم شریا ہی رنگ ہو
 کیا میر کی زبان کا چربا اوتارا ہے
 مومن کی نظم کا کہیں احوال کر دیا
 آنکھوں سے دیکھو ہی زبانِ صاف داغ کی
 سانچے میں جیڑے کہ الماس ہو ڈھلا
 یا قوت کے نگینہ میں یہ نصب جا بجا
 ترشی ہوئی جڑی ہن زمرہ کی چھینا
 معنی میں کس ہر کا مطلب نکلتا ہو
 بندش عجیب نگ دکھائی ہو نور کا
 تشبیہ غیر شبہ کی ہی کیا صفائی ہو
 دفتر ہی سارا ہے یہ جواہر کی تول کا
 کیونکر نہ کہ حضرت حسرت کا ہی خیال
 یہ نامدار پیر کے اوس کو ہوا ہے پار
 علم نجوم میں کہیں اوس کا فسانہ ہے
 تاریخ میں جو سب سے سوا بالکل وہ

<p>عالم الہیات سے ہے باخبر بہت عالمِ محمدیہ مجلسِ اخلاقِ عام کا شرم و حیا کی بزمِ میں سب نشین ہو وہ نوابِ اعتماد علی خان سرسراں جس اصل سے سپاہ گری کو ہر افتخار فرخ نے لکھ دیا جو حقیقت میں حال تھا بس کہہ روجِ رع دل سے بدرگاہِ درگاہ</p>	<p>معقول کی زبانیں ہیں پیشِ نظر بہت ماہر ہے طرزِ بخشش و لطفِ تمام کا میدانِ خوبرونی میں ماہِ مبین ہو وہ سویشت سے ہے جسکو ریاست میں امتیاز اویں نسل میں ہے وہ شجاعت کا تاجدار اسکو قلم سے لپے نہ ایسا خیال تھا آباد و شاد رکھہ او سے دنیا میں برقرار</p>
--	---

ولہ
مختصر تاریخ

<p>دیوانِ تموغِ حشرِ مضمون نواز کا مطبع سے طبع ہو کے جو آیا حضوین</p>	<p>دیکھا تو واقعی وہ عظیم المثل ہے فرخ پہاڑِ یخ لقا او کا سال ہے</p>
---	--

قطعات تاریخِ نتیجہ فکرِ منشی غلام سنین متخلص عینِ منقطنِ صنم
شہباز پور ڈھیر پر کہنہ سن پور ضلع مراد آباد ملازم ریاست آباد ضلع تھلہ

<p>اتفاقاً ایک دن دیوانِ عالی دیکھ کر سو تاسف سے وہ لکھتے ہیں کہ یعنی ہند میں ذوق و غالب میر و مرزا ہی پہ کاکھم ہو پڑہ کے ہیں کہتا تھا دل میں ہا وہ ہی وقت تھا</p>	<p>دل کو تھا میر سے نہایت ہی ملاشاعری ہر چراغِ صبح یا وقتِ زوالِ شاعری محض اک فعلِ عبثِ ہوا بخیالِ شاعری ایک یہ جو جسکو گویا انفعالِ شاعری</p>
--	--

ناگمان کہ صورتِ حسنی نظر آئی مجھے
 دیکھتے ہی اس کو چپکے مجھ کو اک حیرت ہوئی
 آخر شش کو خوض سے ایسا ہوا مفہم دل
 شعر گوئی میں نہیں ہی آجکل و نکا نظیر
 کیونکہ کیلنو کو اقسیم سخن کا بادشاہ
 خشک ہوئی کو تھا فیض زبان آپ کے
 بلکہ تھی کتم عدم میں از سر نو آپ نے
 ہیں مصنف واہ واہ اس کلام پاک کے
 غور سے اہل زبان دیکھو کہ بحر شعر میں
 لفظ کا کیا ذکر ہو اک حرف تک بجا نہیں
 شاعرون میں لکھنؤ دلی کے جو کچھ بولتے
 حسنِ حسنی کے لئے آئینہ اشعار میں
 انکو دیکھیں تو اب وہ اپنی رنگین بیان
 ہر دعا غم کی کہ یارب بار خدایتی میں مدام
 اور مصنف ہیں جو اسکے عشرت والا نژاد

جس کیسے تمنا عین حسنِ جمالِ شاعری
 یا اللہ کیسے ہی فیصلہ قال شاعری
 حضرت حسرت کہ ہیں اہل کمال شاعری
 فی المثل ہی منین انکی مثال شاعری
 کہ حکیم میں کل زمینیں پائمال شاعری
 سب کو یاد کر دیا ہے پھر نسا شاعری
 چرخ پر چنچا دیا اور کمال شاعری
 جسپہ یو قربان جان غمِ جلال شاعری
 جو جرن ہو کیا صفا بذر لال شاعری
 فقط نقطہ سکا ہو صدق ال شاعری
 انکو مصنف ہو یہ ہر انفصال شاعری
 فقط نقطہ سے عیان ہو خطِ طال شاعری
 اسکو کہتے ہیں کلام بے مثال شاعری
 ہوا تپا پہل تار ہی یہ نو ہمال شاعری
 پائین عمر خضر وہ اہل کمال شاعری

ولہ

نفسیک

حضرت حسرت کا دیوان جیکہ مثال ہے جو چکی
 دیوانِ حبیبیت کی ہوا ترنگہ

فکرِ مالِ طبعِ جبِ چشم کو ہوئی نزل گما
 رشتہ کی طبعِ حیرت پس یہ سہ ماہی کی گواہ

قطعاتِ تاریخِ تصنیفِ لطیفِ انتخابِ طبعِ شاعرِ شیریں زبانِ فن
 شعر کوئی کے شائقِ جنابِ میرِ حُسنِ علی صناعِ عاشقِ منشِ سبکِ
 پولیسِ حالِ رجبِ سترِ اسعدِ آبا و ساکنِ محلہِ تاجِ گنجِ منِ مضافاتِ گره

دیوانِ حیرتِ ست گلاستانِ خیزان
 بابِ وقابِ کلاکِ زبانِ شد گمِ نشان
 ہر حرفِ پاکِ معنی و مضمونِ بیکران
 از ہر ورقِ فروغِ مہ و مہرِ نشان
 ہر بیتِ بہتِ کعبہِ مقصودِ عاشقان
 عاشقِ نمود از سرِ پاکِ سبکِ بیان
 تاریخِ تقسیمہ و بلا تقسیمہ بیان

مقبولِ اہلِ معنی و مطبوعِ شاعران
 ہر کہ و مہ گشتِ ادبِ تحسینِ اوزبان
 ہر تکتہ اش چونکستہ خالِ پریِ رخان
 ہر صفحہ ایت صفحہ رخسارِ موشان
 ہر مصرعِ اش چو مصرعِ ابروئے دلبران
 شدر و نما سچین ثمرِ بوستانِ جان
 از نصفِ نصفِ مصرعہ آخر شدہ عیان

ولہ

کیا یہ تصنیفِ حیرتِ ست گلاستانِ خیزان
 عجبِ فنِ رسا پایا عجبِ زونِ طبعِ
 ہر اک اہلِ زبانِ نقدِ جانِ و افکار کے

چونکہ شمسِ انوارِ جن کے و ثنا خوانی
 ہر پینہ وقت کا یہ انوری سعدیِ خاقانی
 خریدارِ ویرِ نایابِ دریائے سحرِ دانی

نہ پہنایا کہنی اچھی نقشہ سی کے۔ ورنہ ہمارے
میرا خدا کہہ کر کے لایا ہے عارف سے

اوپر اور چین اور ان کے درمیان چین اور ان کے درمیان
عجب کچھ حسن و عشق کا تہا

جسبہ والہ مہینہ یہ دیوانِ حضرت کی نظیر
غیب آئی نہ تارِ سخن اس دیوان کی

جان کو راحت ہوئی وگرنہ ملا آرا مضمین
لکھنؤ اول ڈیڑھ اور پچاس کے کشش

1

بمکمل شد که این مویان حسرت
پسینای خجرب ری عاشق زار

مکتبہ اشاعت احادیث و روایات
پشاور گلستانِ نبوت

قطعات تاریخ از مصنف شاهنوش خورشیدیه

فن شاعری اہم خبر آصف ماسٹر سیّد تصوف حسین صاحب
متخلص بواصف ساکن محلہ حکیمانہ ضافاتاگرہ

صد شکر دیوان چہا آج یہ اوکا
لذابِ سخنِ نغمِ سخنِ سخنِ سخن
دیوان ہے یا سخنِ معانی کا مرقع
ہر صریحِ برجستہ ہے اک پہلو کوئی ٹالی

جسے جنگی بلاغت پر فدا جان بلاغت
اک تار و گل نوریں بستان بلاغت
دیوان ہے یا کوئی بستان بلاغت
ہر شعر کو بھروسہ نیست بلاغت

<p> ہر شعر ہی اک یوسف کنعانِ بلاغت ہو شانہ کش زلف پریشانِ بلاغت ہر حرف ہی اک نیر تابانِ بلاغت موجود ہی ہر رنگ کا سامانِ بلاغت ہر نثر ہی ڈیسے زور سے عمانِ بلاغت بتلائے قسم کہا کے بایمانِ بلاغت ہو وہ بھی تو اک بلبلیستانِ بلاغت اب آپ پہ نازل ہوا قرآنِ بلاغت </p>	<p> ہر لفظ کے گوشت میں زلیخا و معانی جس شعر میں لکھا ہو کہیں چوئی کا مضمون ہر نقطہ ہے خال رخ محبوب کا نقشہ بندش تھی مضمون سے ڈھنگ نہ لالا سادہ یہ جگہ پہنچ میں مٹو نہ نہیں ہے دیکھا ہو کہیں کہی دیوانِ گریسا واصف کو ہوئی فکر کہ لکھ کوئی تاریخ دیکھا جو یہ دیوان تو ہفت ندادی </p>
--	--

ولہ

<p> سمندر سے ہی ڈر کر جسکی قیمت حیا دار و حیا جو بامروت قسم قرآن کی ہو خوبصورت عجب الفاظ کی ہو شانِ شوکت کہا میں ہر طرف لگایا جنت ہر اک مقطع میں ہو شہرِ حسرت کہیں مضمونِ قیامت ہو قیامت فدا چسپینوں کی نزاکت </p>	<p> چپا دیوان اس بحرِ کرم کا خوش اخلاق خوش اطوار خوش سکو جو دیکھ ہی رہی چلتی کہو کہو مرصع ہر غزل ہر شعر عالی مضامین میں کہیں کوئی کج بنا ہر اک مطلع میں شوکت کے مضامین غضبِ قاجار کا کہیں فکر کہیں ضعف مگر لکھا ہو ایسا </p>
---	---

<p>کچھ سیرتائیں بنیں کہ فانی لکھو عمدہ کوئی تاج و صفت کہاں بہترین فکر پرانے نہو چا تو اک یہی ہوتا ہے</p>	<p>کہ جس آئینہ کو حیرت کہ جولانی پر جو اس طبعیت کہ کہ شہر کا کیا دیکھو حیرت کہ کہ بحر میں نہ جھڑھ صاحت</p>
<p>کلام پاک نواب مختار بنیں صفحہ دیوان میں شعر</p>	<p>صفت کا نازہ کھنڈ پختہ ہیں نازہ</p>
<p>قطعات تیار فصاحت عنوان نتیجہ طبع از فن شعر اہر مثنوی بلدیہ پشاور صاحب شاعر آبادی تلمیذ ناطق الملک سید الشعر امین یون حسین صاحب صفحہ</p>	
<p>خامہ خوش کمر حیرت کرد دیوانے کہکشان ہر سطر او تیر نظر سر بردار مختار و چپ لکھن بسا مضمون بلند حسنی از لفظ ہر معنی آشکار چون شنیدم شد بکمال اظہار فکر شاعر گفت ناگہ صبح سال سچ اکابر شاعر کرد سال طبع در ہجری رقم</p>	<p>زور یاب اندیش ربوہ و تاب و تاب لفظہ او بستم بان و در او آفتاب ہر نزل ہر قطعہ ہر بند مختار شوخی مضمون عیان چون شوخی عمدہ شاعر می نمود ہر ہر سال طبع فکر بے حساب طبع شاعر دیوانہ صفت شاعر دیوانہ طبع شاعر دیوانہ حیرت با نفاذ اولیہ جواب</p>

	اولہ	
<p>ہر غزل جبکی مرتبہ ہر شگفتہ ہے کلام ہو گیا دیوانِ حسرت و لکشاۃ فاضل عالم</p>		<p>خوب حسرت لکھا دیوانِ فصیح الجواب سالِ ست کلاک شاطر نے لکھا بیباختہ</p>
	اولہ	
<p>شدہ بہ ہر دم سخن چاہا شناختا خانی رقم نمود چہ دیوانِ فصیح لاشانی</p>		<p>پوش ز فکرِ حسرت کمالِ این دیوان نوشت ہر غزل تاریخِ خمارہ شاطر</p>
<p>قطعات تاریخ از تالیف طبع شعر فہم نکتہ دان گوید رہا وص فتان فرخ آبادی تلمیذ حضرت شورا الہ آباد</p>		
<p>بیاض مدہ شتاق ہو آنکو نکاتارا ہو کلام اچھا ہو بندش چست عمدہ روز قرائی کہیں تعقید اس میں جو نہ پر کن ہو نہ لایطاری عیوب ظاہری و باطنی سے یہ مبراہی مخمس کی غزل کیا قطعہ کیا جو یہ وہ چیداہی خدا کے فضل سے جو چاہے بیان سب مہیاہی پری کہیں میں دیوانِ حسرت چپکے نکلاہی</p>		<p>مخفور دیکر کہتے ہیں جیسے کہ دیوانکو تعلیٰ مضامین گزین شعر ہو کردون مبراہی کلام پاک یکسر حمد عیبوان نہ الفاظِ تعقید ہیں نہ عیبِ یگانہ بین فصاحت سی فصاحت ہو بلاغت ہو کیا کہتا صنائع سے بدایع سے نہ بدایت نہ خالی سہرا سلام سے لکھ افغان تاریخ چہینے کی</p>
	اولہ	

چھپ گیا حضرت حسرت کا کلام نگین
 آج ہر اہل سخن خوش ہو کر اربابِ نکلا
 مہرِ سال کیا کلک فغان سے تحریر
 چشمِ بد و زبانی شان کا دیوان نکلا

قطعات تاریخِ من نتائجِ طبعِ صاحبِ فہم و ذکا
 صاحبِ نجمِ عالیجہی التخاصِ بقلیٰ بقاساکن
 فیروز آباد کہ در فن
 نجومِ عدیل و نظیر خود نہ دارن مضافاتِ آگرہ

بہارِ اللہ گل پر عجب عالم ہی نہ بہت کا
 جامِ دیکھو جہنم میں قمریانِ شہولِ خمیں ہیز
 صدایِ بلبلی قمری سے حیرتِ بزرگوں میری
 جوانانِ جہنم بولے بقا کیوں چکا جو حیرت ہی
 نہایت روزِ مہرِ صافِ فضلِ الہی سے
 نہایت چلیم میں بھین ہی پوری پائی
 و دیگر بہت کو بہت ابرویِ حسینان ہی
 بچے ہی فکر تھی تاریخِ اس کے طبع کی لکھن
 اسے بلبلِ مسدود کیا یک کان میں آنی
 جی ای لقا سنہ سے میرا حال یہیں کہ نہ

کہا جاتا ہر نقشہ انکھ میں پہلوئی گت کا
 زبانِ پہلوئی کی باغینِ نمرہ و حیرت کا
 الہی آج کیوں گزرا میں سامانِ و عشرت کا
 یہ اس کی تنہیت ہی چپ گیا دیوانِ حسرت کا
 بہت ہی پاک ہر رنگ دیکھا ہی طبیعت کا
 بجایِ گرا سے کہیے کہ دفترِ فصاحت کا
 ہر اک مصرع نمونہ خاصِ مشق و کجوت کا
 نمونہ داغ کا ہر رنگ حسرت کی طبیعت کا
 خدا کا فضل ہی ہی وقت ہی خیر و برکت کا
 تپاؤ کا گلدستہ ہی دیوانِ حیرت کا

	ولہ	
چمن لازوال ہے لکھدو نسیم بے مثال ہی لکھدو	چہادیوان جناب حسرت کا سر آمد سے ای بقاء تاریخ	
<p>قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف امین الفصاحت ناطق الملک سید الشعر امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ کیلئے از استادان مسلم الثبوت شہر مذکور اہند</p>		
مادر روزگار طبع ہوا دقیر آبدار طبع ہوا سخن شاد ہوا طبع ہوا	آج دیوان حضرت حسرت لکھتے ہیں سب گھر شائیں سخن اگر صفی پڑو یہ معرۂ تاریخ	
<p>قطعہ تاریخ من تصنیف سید لائق حسین قوی خلف الصدق ناطق الملک سید الشعر امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ یہ ہے کلام حضرت حسرت کا ای قوی تاریخ اسکے چھپنے کی بات نہ کی</p>		
جس کا جواب ہی نہیں ممکن خدا گواہ اچھا سخن فرے گا سے گویا نباتِ ہوا	<p>قطعہ تاریخ از تصنیف لطیف شاعر خوش بیان شیخ رحیم بخش خٹہ</p>	

مختصر قرون سما کن فیض اور نازک باد صلیح بلند شہر شاگرد شہید

قلق دہلوی

کمال احسن بندش پہ پوشیدہ راز کہ وصف پر وصف کو خود ہے ناز کرین حسرت و داغ میں امتیاز یہ کیا سوچتے ہوں شیب و فراز گستاخان نازک خیالی ہے باز	چہا جب کہ دیوان سرکار کا کوئی لکھ سکے اوکل تعریف کیا بس اتنا ہی کافی ہے اہل بھر تامل ہے کیوں فکر تاریخ میں کرین شیر تاق لکھ و قرون
---	--

ولہ

شما ہونین سکتی جسکی رقم ریاضت سے رشک یا ضلارم وہ خوشی کہ گل ہو فیض بدم وہ ہر بیت میں لفظ کین و خم یہ اوراق مغرور ہو جب ہم کی حق نے آسان یہ کار ہم مختارین حسرت فدا کیے قلہ	پہا ہر وہ دیوان حسرت کہ بس بنایا ہی تختون کو قسط اس کے وہ نہ بہت کہ مولیٰ غولان بنا حسین کو ہو جسکے دیکھو رشک بتائیں اصلاح نواب داغ ہوئی فکر تاریخ مجھ کو قرون پکار یہ بات کہ دیوان میں ہیں
--	---

قطعہ تاریخ از تصنیف شریف جناب قاضی باسط علی خان صاحب

متخلص باسط فاضی شہر اکبر آباد

بابل کے عجیب چھپین	گاشن میں ہر چھپتی آج
کتے میں یہ ہر شجر سے پتے	کیون بند ہوا بان بڑی آج
کتی یہ ہمارے خزان سے	نکلیگا خیال خود سری آج
گلچین بھری ہیں جہولونین	کلیان چکر گہری گہری آج
سہ نہال رزو ہے	شاخ امید ہے ہری آج
حسرت کا جو دیکھا سینے دیوان	ظاہر ہوئی اوکی بڑی آج
دیوان ہو لطیف نرمتا گین	ممکن نہیں اسکی ہر آج
نظم دیوان کی کیا صفت ہو	ہے خائب تھوری آج
آورد کا ذکر بھی نہیں ہے	بندش میں ہو کل دلبری آج
کیا خوب ہو آمد مضامین	تاریخ کی فکر ہو مری آج
ہو زبر سے عیسوی نمایان	ایسی تاریخ ہو مری آج
باسط نے لکھا ہر ادب سے	باغ شاد ادب شاعری آج

قطعہ تاریخ از تصنیف لطیف شاعر نازک خیال جناب منشی شہرام سندیل

صاحب کا ایستہ مراد آبادی مختار عام ریاست سعد آباد ضلع متہرا

ہو تصنیف جب دیوان حسرت فکر تہی مجھ کو

کہا دل نے میری بات ہو تو یگانہ کدے

یہ کہتا تھا کہ باپ اپنی کہیں جہان نہ ملے ہو پہلا پہلا جو پایا ہر طرف محل معانی کو عبارت میں روانی ہو بیان میں بھی تسلی مصنف کی شاد و مسح میں کیوں نہ تامل ہے اوبے پہلے ایک غلو گستاخی کا پروانہ جہاں میں جاتم و توشیر و ان کی تو کہانی ہے فزون اقبال ہو ملک سخن میں نغم روشن ہو آمل کو کہا اقل نے مجھے جلد پانی چھوٹ	وگرہ عقل کتنی تھی کہ گنج شایگان کہدے تین و فہم یہ بولے کہ گلزارِ جنان کہدے بلاشبہ اسے تو موج دریا و روان کہدے سخن نکتہ دان خالی خیال از بیان کہدے رہیں و نام آور و خندار و نوجوان کہدے مگر بیانِ عادل باخیر و فیاض جہان کہدے شاعر ختم کو تیرا سخن یہ ای طرح خوان کہدے فزون حیرت اب بن غیسوی و مہربان کہدے
---	--

قطعہ تاج مرصع فیض سید شمس الدین صاحب سخن امر وہی براؤ چناب

سید الشعرایہ مومن حسین صاحب صفی امر وہی

حضرت حسرت نے فرمایا جو یہ دیوان جمع جس زمین پست کو بخشی بنی فکر سے سید ہی امین ہی تو خاں لغیر ہی امین ای سخن میسر تاج ہے داؤ سخن	شش حیرت میں غدا جس نے کیا ہو گیا قریب کا بھی حال آسمان کا ہو گیا پچستی بندش سے بے ضمون بانکا ہو گیا وہ وہ اب غائب طیف زبانکا ہو گیا
---	--

قطعہ تیار از ہتھ نکتہ ساز خوش بیان جناب فقیر محمد خالص

56748



۸۹۱۳۳۱

MUSLIM UNIVERSITY LIBRARY
ALIGARH

Lib. fee is due on the date last stamped. An
overdue notice of one anna will be charged for
each day the book is kept over time
